بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰه

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش

(جلد 13)

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

حالاتِ زندگی

مصنف کتاب ہذا مثنوی ردامثالیہ کے عظیم مصنف وناظم

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بن مولانا نقی علی خان بن مولوی رضا خان کی ولادت روہیلکھنڈ کے مشہور شہر بریلی کے محلّہ جسولی میں ہوئی۔ سن ولادت ۱۲۷۲ھ ہجری ماہ شوال، تاریخ دس، بوقت ظہر چہار شنبہ۔ انگریزی تقویم کے مطابق ۱۸۵۶ھ عیسویں، ماہ جون، تاریخ ۱۴۔ بقول ایک صاحب دل ۱۸۵۷ء کے انقلاب سے ایک سال قبل پیدا ہونے والا یہ بچہ اپنے فکری ونظری انقلاب کے بے باک نقیب ہونے پر دلالت کر رہا تھا۔

آپ کے جدامجد حضرت مولانا رضا علی خان ان دنوں حیات تھے۔ پوتے کے پیدا ہونے کی خبر ان کے کانوں تک پہنچی تو خوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے بھانجے علی محمد خاں صاحب کی روایت ہے کہ میری والدہ مرحومہ اعلیٰ حضرت کی بڑی بہن تھیں ان کا ارشاد ہے جب احمد رضا پیدا ہوئے تو والد مرحوم ان کو حضرت داداجان قدس سرہ کی خدمت میں لے گئے۔ دادا نے گود میں لیا اور معاً لسانِ غیب سے فرمایا میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ اعلیٰ حضرت کی یہی بڑی بہن فرمایا کرتی تھیں کہ بچپن سے تمام خاندان میں یہ بچہ اپنے مزاج، اطوار اور ذہانت کے اعتبار سے الگ نظر آتا۔ ایک روز کسی نے دروازے پر صدا دی احمد رضا کی عمر ان دنوں نو دس برس تھی باہر گئے دیکھا ایک بزرگ فقیر کھڑے ہیں انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا ادھر آؤ بیٹا یہ کہہ کر سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم بہت بڑے عالم ہو۔

مولوی عرفان علی صاحب قادری جو اعلیٰ حضرت کے مرید تھے بیان کرتے ہیں کبھی کبھی اعلیٰ حضرت اپنے بچپن کے حالات بیان کرتے تھے ایک روز ارشاد فرمایا میری عمر تین ساڑھے تین سال برس کی ہوگی اور میں اپنے محلے کی مسجد کے سامنے کھڑا تھا کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں جلوہ فرما ہوئے انہوں نے مجھ سے عربی میں گفتگو فرمائی۔ میں نے بھی فصیح عربی میں ان کی باتوں کا جواب دیا اس کے بعد اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا اسی ذکر میں اعلیٰ حضرت نے یہ واقعہ بھی بیان فرامیا کہ میری عمر دس گیارہ برس کی ہوگی اور میں ایک دن حکیم وزیر علی صاحب کے ہاں جارہا تھا کوئی دس بجے کا وقت تھا سامنے سے یکا یک ایک بزرگ سفید ریش، نہایت شکیل ووجیہہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے "سنتا ہے بچے آج کل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید، اس کے بعد عبدالرشید" یہ کہہ کر فوراً نظر سے غائب ہوگئے۔

آپ کی عمر پانچ چھ برس کی ہوگی کہ مکان پر ایک مولانا بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے تشریف لانے لگے مولانا احمد رضا بھی ان سے کلام اللہ پڑھنے لگے ایک روز ایسا ہوا کہ مولانا کسی آیۃ کریمہ میں بار بار ایک لفظ کا تلفظ ننھے احمد رضا کو بتاتے مگر آپ کی زبان سے وہ تلفظ ادا نہ ہو رہا تھا مولانا زبر بتاتے اور آپ زیر پڑھتے۔ یہ کیفیت آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خان بھی دیکھ رہے تھے انہوں نے کلامِ پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں اسی لفظ کے اعراب کا تب نے غلط ڈال دیئے تھے یعنی زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا گویا غیر شعوری طور پر بچے کی زبان سے جو لفظ نکل رہا تھا وہی صحیح تھا۔ دادا نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا بیٹا مولانا صاحب جس طرح بتا رہے تھے تم اس کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ ننھے احمد رضا نے جواب دیا حضرت میں ارادہ تو کرتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا زبر کے بجائے زیر ہی سے زبان کام کرتی۔

اسی طرح کے بہت سے حیرت انگیز واقعات درس وتدریس کے دوران میں پیش آئے۔ ایک روز قرآن مجید پڑھانے والے مولانا نے تنہائی میں اپنے شاگرد احمد رضا سے کہا صاحبزادے سچ سچ بتادو کسی سے کہوں گا نہیں تم انسان ہو یا جن؟ آپ یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں البتہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال ہے۔

ایک روز یہی مولانا حسب معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے آن کر سلام کیا مولانا نے جواب دیا ''جیتے رہو'' احمد رضا نے عرض کیا حضرت یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا ''وعلیکم السلام'' کہنا چاہیے تھا۔ یہ سن کر مولانا بہت خوش ہوئے اور شاگرد کو دعائیں دیں۔

رمضان المبارک کا مہینہ ہے اعلیٰ حضرت ابھی کم سن ہیں روزہ رکھوایا گیا ہے۔ گرمی کا زمانہ، سہ پہر کے وقت کاشانۂ اقدس میں روزہ کشائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں ایک الگ کمرے میں افطار کے دوسرے سامان کے ساتھ فرنی کے پیالے بھی چنے ہوئے ہیں۔ آپ کے والد ماجد یکا یک آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور کواڑ بند کر کے ایک پیالہ اُٹھاتے ہیں اور بیٹے کی طرف بڑھا کر کہتے ہیں ''لو اسے کھالو'' بیٹا حیران ہو کر عرض کرتا ہے ابا حضور میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟

ارشاد ہوتا ہے میاں کھالو بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے میں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں جلدی سے کھالو۔ یہ سن کر بیٹا ادب سے کہتا ہے ابا حضور! جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کے والد ماجد کی آنکھوں سے بے اختیار اشکوں کا تار بندھ جاتا ہے فرطِ محبت سے پیارے بیٹے کو سینے سے لگا لیتے ہیں۔

والد نے آپ کا نام ''محمد'' اور جد امجد نے ''احمد'' رکھا۔ تاریخی نام ''المختار'' ہے جس سے ۱۲۷۲ھ برآمد ہوتا ہے۔
اعلیٰ حضرت نے قرآن کی اس آیت سے اپنی پیدائش کا سن برآمد فرمایا

عَشِیْرَتَھُمْ ا اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۲۲)

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔
آپ کبھی کبھی بڑی دل سوزی سے فرماتے ''بحمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر ''لا الٰہ الا اللہ'' اور دوسرے پر ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد اور جد امجد دونوں اپنے اپنے عہد کے متبحر عالم، ولی کامل، عارف باللہ، صاحب کشف و کرامات اور شیخ طریقت و شریعت تھے۔ آپ کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب بے شمار کتابوں کے مصنف حسب و نسب کے اعتبار سے بھی اعلیٰ خاندانی شرف و وقار اور وجاہت دینی و دنیوی امتیار رکھتے تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت محمد سعید خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قندھار کے موقر قبیلے بڑیچ کے پٹھان تھے۔ شاہانِ مغلیہ کے عہد میں نادر شاہ کے ہمراہ لاہور تشریف لائے اور ممتاز و معزز عہدوں پر فائز رہے لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی چلے گئے سعید اللہ خاں شش ہزاری منصب پر فائز تھے اور شجاعت جنگ کا خطاب رکھتے۔ ان کے بیٹے سعادت یار خاں صاحب شاہ دہلی کی جانب سے ایک خاص مہم پر بریلی روہیلکھنڈ بھیجے گئے فتح یابی پر انہیں بریلی کا صوبیدار بنانے کا فرمان دہلی سے آیا لیکن ایسے وقت جب وہ بستر مرگ پر تھے۔ ان کے تین بیٹے تھے اعظم خاں، معظم خاں اور مکرم خاں یہ تینوں مناصب جلیلہ پر فائز تھے۔

اعظم خاں صاحب نے بریلی میں مستقل رہائش اختیار کی اور دنیا سے منہ موڑ کر ایک گوشے میں جا بیٹھے۔ محلّہ معماراں بریلی میں شہزادے کا تکیہ آج بھی ان ہی کی نسبت سے معروف ہے وہیں اعظم خاں کا مزار ہے۔ ان کے بیٹے حافظ محمد کاظم علی خاں ہر جمعرات کو اپنے والد کے سلام کے لئے حاضر ہوتے اور ہمیشہ گراں قدر رقم حاضر کرتے مگر آپ وہ رقم ضرورت مندوں میں بانٹ دیتے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھتے۔ ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں حافظ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حسب معمول حاضر ہوئے دیکھا کہ شاہ محمد اعظم اس کڑاکے کے جاڑے میں ایک دھونی کے قریب تشریف فرما ہیں اور جسم پر کوئی سرمائی پوشاک نہیں۔ سعادت مند بیٹے نے فوراً اپنا بیش بہا دوشالہ اتار کر والد پر ڈال دیا۔ حضرت نے نہایت استغنا سے وہ دوشالہ آگ میں ڈال دیا۔ حافظ صاحب کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کاش اس قیمتی

دوشالہ کو آگ میں ڈالنے کے بجائے کسی محتاج کو عطا فرما دیا جاتا۔ یہ وسوسہ دل میں آنا تھا کہ شاہ اعظم نے آگ کے بھڑکتے ہوئے الاؤ میں سے دوشالہ نکال کر پھینک دیا اور فرمایا فقیر کے ہاں یہ دھکڑ پکڑ کا معاملہ نہیں لے اپنا دوشالہ۔ دیکھا تو اس میں آگ نے کچھ اثر نہ کیا تھا ویسا ہی صاف شفاف تھا۔

حافظ کاظم علی خاں شہر بدایوں کے تحصیل تھے۔ دوسو سواروں کا دستہ ہروقت خدمت میں رہتا، آٹھ گاؤں جاگیر کے عطا ہوئے تھے۔ انہی حافظ صاحب کے صاحبزادے حضرت قدوۃ الواصلین، زبدۃ الکاملین، قطب الوقت مولانا رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے آپ کے حالات مولانا رحمٰن علی نے اپنی معروف تالیف ''تذکرۂ علمائے ہند'' میں تفصیل سے رقم کئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا رضا علی فقر وتصوف میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ تقریر بہت پُر تاثیر، زہد وقناعت، علم وتواضع اور تجرید وتفرید کی تصویر تھے۔ ان کی بہت سی کرامتیں اور خرق عادات وواقعات عوام و خواص میں مشہور ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا کی پیدائش کے ساتویں روز جس دن عقیقہ ہوا آپ کے ان ہی جدامجد مولانا رضا علی نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزندار جمند فاضل وعارف ہوگا چنانچہ سب تاریخیں اور سوانح نگار اس امر پر متفق ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا اور چھ سال ہی کے تھے کہ ماہٗ ربیع الاول میں منبر پر بیٹھ کر بہت بڑے مجمع میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں پھر تمام علوم وفنون اپنے والد ماجد امام المتکلمین مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کئے۔ تیرہ برس کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، اصول، معانی وبیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ، ہیئت وغیرہ جمیع علوم دینیہ، عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیب سر فرمائی۔ اسی روز سب سے پہلا جو فتویٰ پیش ہوا وہ یہ تھا کہ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا تو کیا حکم ہے؟ آپ نے بڑے محققانہ انداز میں اس کا جواب تحریر فرمایا کہ منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے پیٹ میں پہنچے گا حرمت رضاعت لائے گا۔

اعلیٰ حضرت کی بے مثل ذہانت اور بے نظیر حافظے کے کمالات اتنے ہیں کہ انہیں بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ مولانا احسان حسین ابتدائی تعلیم میں اعلیٰ حضرت کے ہم سبق تھے ان کی روایت ہے کہ شروع ہی سے ذہانت کا یہ حال تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی سے زیادہ کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ چوتھائی کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام

کتاب ازخود پڑھ کراور یاد کر کے سنادیا کرتے۔بعض لوگ نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے چنانچہ خیال ہوا کہ قرآن مجید حفظ کرلیا جائے لہٰذا صرف ایک ماہ میں ایک پارہ حفظ کر لیتے مشکل سے مشکل فتاویٰ کا جواب شاگردوں اور احباب کو اس طرح قلم بند کرادیتے کہ حیرت ہوتی ۔ بے شمار کتابوں کے حوالے اس سلسلے میں دیئے اور سب زبانی ۔فرماتے الماری میں سے فلاں جلد نکال لو، اتنے ورق الٹ لو، فلاں صفحے پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون ہوگا اسے نقل کردو۔غرض کہ ان کا حافظہ اور دماغی باتیں عام لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

اعلیٰ حضرت کے ایک شاگرد جو فتاویٰ کی تحریر کے کام پر لگائے گئے تھے ایک عجیب وغریب واقعہ حضرت کی ذہانت اور حافظے کا یوں بیان فرماتے ہیں میں نے حساب کی تعلیم اسکول میں پائی تھی لہٰذا مجھے حساب دانی میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت حساب والے استفتاء حل کرنے کے لئے زیادہ تر میرے ہی سپرد فرماتے ۔ایک مرتبہ ورثے کی تقسیم کے سلسلے میں پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ظاہر ہے کہ مورثِ اعلیٰ کی پندرہویں پشت میں درجنوں وارث ہوں گے مجھے اس کے جواب میں دو راتیں اور ایک دن مسلسل محنت کرنا پڑی ایک ایک پیسے اور درجنوں وارثوں کا حق قلمبند کردیا۔عصر کے بعد حسب معمول اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بیٹھا تا کہ حساب کی مکمل تفصیل آپ سے عرض کردوں اور آپ اصلاح کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اصلاح کردیں ۔ میں نے وہ استفتاء پڑھنا شروع کیا کیا دیکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت سنتے سنتے اپنی انگلیوں کو بھی حرکت دے رہے ہیں یہ استفتاء چونکہ پندرہ پشتوں کے درجنوں وارثوں کے حساب کتاب پر مبنی تھا اس لئے یہ فل اسکیپ کے دو صفحوں پر پھیلا ہوا تھا۔ میں نے استفتاء یعنی صرف سوال ہی پڑھ کر ختم کیا اور ابھی جواب میں تحریر کئے ہوئے وارثوں کے حصے ظاہر نہ کئے تھے کہ اعلیٰ حضرت نے بلاتوقف فرمانا شروع کیا آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دیا۔غرض درجنوں وارثوں کے نام اور ان کے حصے بتادیئے ۔اب میں حیران وششدر تھا کہ مجھے اپنی حساب دانی پر اتنا ناز، استفتاء کو میں نے اپنے طور پر بیس دفعہ پڑھا ہر ایک نام بار بار پڑھ کر ان کے حصے نکالے اس کے باوجود مجھ سے کوئی ان سب وارثوں کے نام پوچھے تو حصے تو کجا میں نام بھی شاید پورے نہ بتاسکوں جب تک لکھے ہوئے کو سامنے نہ رکھوں اللہ اللہ! یہ کیا متحیر، کیسی وسعت ادراک اور کتنی عظیم خداداد صلاحیت تھی جو حق تعالیٰ کسی کسی کو عطا فرماتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے علومِ درسیہ کے علاوہ دوسرے علوم وفنون کی بھی تحصیل فرمائی۔حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض علوم ایسے ہیں جن میں کسی استاد کی رہنمائی کے بغیر آپ نے اپنی خداداد ذہانت سے کمال حاصل کیا۔ایسے تمام علوم وفنون کی

تعدادتقریباً ۵۴ ہے کئی فن اس میں ایسے ہیں کہ دورِ جدید کے بڑے بڑے محققین اور عالم انہیں جاننا تو در کنار شاید ان کے ناموں سے بھی آ گاہ نہ ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت کے علوم وفنون کی فہرست ملاحظہ فرمایئے

علم قرآن، علم حدیث ،فقہ (جملہ مذاہب) اصول فقہ، جدل تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق ،مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیئت، ریاضی، ہندسہ، قراۃ، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماءالرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب، ارثماطیقی، جبر ومقابلہ، حساب سینی، لوگا ثمات، توقیت، مناظرہ مرایا، اکر، زیجات، مثلث کردی، مثلث مسطح، ہیئت جدیدہ، مربعات، جفر، زائرجہ، ان تمام علوم وفنوں کے علاوہ علم الفرائض، عروض وقوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ (اعداد) نظم ونثر ہندی، خطہ نسخ اور خف نستعلیق میں بھی کمال حاصل کیا۔ ان عظیم علوم کودیکھئے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک چلتی پھرتی انسائیکلوپیڈیا تھے اور یہ واقعہ ہے کہ عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اعلیٰ حضرت کا ان علوم میں ہم پلہ یا مد مقابل ہو۔

آپ نے عربی زبان میں قرآن کریم کی نہایت عظیم الشان تفسیر لکھی ۔اس کے علاوہ بیضاوی معالم، اتقان، درمنثور اور تفسیر خازن پر عربی میں بے نظیر حواشی تحریر فرمائے۔

حدیث واصول حدیث میں آپ نے ۴۵ کتابیں تالیف فرمائیں جن میں صحاح ستہ کی شروح شامل ہیں۔ پھر ان کی معروف شروح یعنی عمدۃ القاری، ارشاد الساری اور فتح الباری پر بھی حواشی لکھے۔ علم الکلام پر آپ کی تصانیف کی تعداد بائیس ہے۔ فقہ وتجوید پر آپ کی ستر تصانیف ہیں۔ تصوف، اذکار، اوقات تعبیر کے علوم پر نو کتابیں تصنیف فرمائیں، تاریخ سیرت ومناقب میں گیارہ کتابیں لکھیں، ادب، نحو، لغت عروض کے موضوع پر آپ نے چھ کتابیں قلمبند کیئے۔ علم زیجات میں سات، علم جفر وتکسیر میں گیارہ، علم جبر ومقابلہ میں چار، علم مثلث، ارثماطیقی ، ہندسہ اور ریاضی میں اٹھائیس کتابیں تحریر فرمائیں۔ فلسفہ اور منطق میں چھ کتابیں لکھیں ان میں ایک کتاب حرکت زمین کی تردید میں ہے اور دوسری کتاب سورج کے گھومنے اور گردش کے ثبوت میں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم نے یورپ میں تعلیم پائی تھی اور برصغیر کے بلند پایہ ریاضی دانوں میں آپ کا شمار تھا اور فی الحقیقت اس میں کمال رکھتے تھے۔ اتفاق سے ڈاکٹر صاحب کو ریاضی کے کسی مسئلے میں اشتباہ ہوا ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا چونکہ صاحب حیثیت آدمی تھے اور علم کے شائق اس لئے قصد کیا کہ جرمنی جا کر یہ مسئلہ حل کریں۔ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب اس زمانے میں یونیورسٹی کے شعبہ دینیات میں

ناظم تھے ڈاکٹر صاحب نے ایک روز گفتگو کے دوران ان سے اس مسئلے اور مشکل کا ذکر کیا۔ مولانا سلیمان اشرف نے مشورہ دیا آپ بریلی جایئے اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں سے دریافت کیجئے وہ اسے ضرور حل کر دیں گے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین نے حیرت سے کہا مولانا یہ آپ کیا فرما رہے ہیں کہاں کہاں سے تعلیم پا کر آیا ہوں۔ ریاضی کے ادق سے ادق مسائل حل کرنا جانتا ہوں جب میں یہ مسئلہ حل نہ کر سکا تو مولانا احمد رضا جنہوں نے کبھی یورپ کا تصور تک نہیں کیا ہے اور نہ ایسے مسئلے ریاضی کے انہوں نے جدید یونیورسٹیوں میں سیکھے ہیں اور نہ انہوں نے اپنے ملک کے کسی کالج میں تعلیم پائی وہ کیوں کر یہ مشکل مسئلہ حل کر سکیں گے؟ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے سفر یورپ کا سامان شروع کر دیا۔ مولانا سلیمان اشرف نے ایک دن پھر کہا آپ بریلی تو ہو آیئے اور ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سے ملاقات تو کر لیجئے پھر آپ کو اختیار ہے یورپ جائیں یا امریکہ۔ یہ سن کر ڈاکٹر ضیاء الدین کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ تلخ لہجے میں کہا مولانا آپ مجھے کیا رائے دیتے ہیں آخر عقل بھی کوئی چیز ہے فضول میرا وقت برباد ہوگا یہ مسئلہ مولانا احمد رضا خاں کے بس کا نہیں۔ مولانا سلیمان اشرف نے زور دے کر کہا آخر اس میں حرج ہی کیا ہے بریلی کچھ زیادہ دور تو ہے نہیں چند گھنٹے کا سفر ہے۔ قصہ مختصر ڈاکٹر صاحب مولانا سلیمان کی معیت میں بریلی پہنچے اعلیٰ حضرت کے دولت کدے پر گئے اندر اطلاع بھیجی۔ حضرت کی طبیعت ناساز تھی مگر مولانا سلیمان اشرف کا نام سن کر فوراً بلوالیا۔ ڈاکٹر صاحب کی بھی مزاج پرسی فرمائی اور پوچھا کیسے تشریف آوری ہوئی؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا ریاضی کا ایک مسئلہ آپ سے دریافت کرنے آیا ہوں جناب وہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ فوراً بیان کر دیا جائے ذرا اطمینان کی صورت ہو تو کہوں۔ حضرت نے فرمایا بیان کیجئے۔ ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ پیش کیا اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فرمایا اس کا جواب یہ ہے۔ جواب سنتے ہی ڈاکٹر صاحب کو حیرت سے سکتہ ہو گیا ایسا محسوس ہوا جیسے آنکھ سے پردہ سا اُٹھ گیا بے اختیار بول اُٹھے میں سنا کرتا تھا علم لدنی بھی کوئی شے ہے آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلے کے حل کے لئے جرمنی جانا چاہتا تھا کہ مولانا اشرف نے رہبری فرمائی اب آپ سے اس کا حل سن کر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے آپ اس مسئلے کو کتاب میں دیکھ رہے ہیں۔ دیر تک اسی فن اور اس کے متعلقات میں گفتگو ہوتی رہی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا قلمی رسالہ منگوایا جس میں اکثر مثلثوں اور دائروں کی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے نہایت استعجاب سے وہ رسالہ دیکھا اور فرمایا میں نے علم حاصل کرنے کے لئے بہت صعوبت اُٹھائی۔ ملک ملک کا سفر کیا، بے انتہا روپیہ صرف کیا، یورپین استادوں کی جوتیاں سیدھی کیں تب کچھ معلومات ہوئیں مگر جو کچھ علم آپ جانتے ہیں اس کے مقابلے میں میں اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔ مولانا یہ تو فرمایئے اس فن میں آپ کا استاد کون ہے؟ اعلیٰ حضرت

نے ارشاد فرمایا میرا کوئی استاد نہیں میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ سے صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب، تقسیم محض اس لئے سیکھے تھے کہ ترکے کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی ہی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو پیارے مصطفیٰ (ﷺ) کی سرکار سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں اپنے مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں یہ سب سرکار آب ﷺ کا کرم ہے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین پر اعلیٰ حضرت کی علمی جلالت اور اعلیٰ اخلاق کا ایسا اثر ہوا کہ بریلی سے علی گڑھ آتے ہی انہوں نے داڑھی رکھ لی اور صوم وصلوٰۃ کے بھی پابند ہو گئے۔

علم ہیئت، توقیت، نجوم اور جفر میں بھی اعلیٰ حضرت کو ایسی دست گاہ تھی کہ بیان سے باہر۔ مولانا غلام حسین صاحب حضرت کے معاصرین میں ایک صاحب کمال زبرگ تھے ہیئت اور نجوم کے ماہر اکثر اعلیٰ حضرت کے ہاں تشریف لاتے اور بڑی دلچسپ گفتگو انہی فنون پر ہوتی اور اپنے اپنے تجربات کی جانچ دونوں حضرات فرمایا کرتے۔ ایک دن مولانا غلام حسین تشریف لائے اعلیٰ حضرت نے پوچھا فرمایئے بارش کا کیا اندازہ ہے کب تک ہوگی؟ مولانا نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا اس مہینے میں پانی نہیں آئندہ ماہ ہوگی۔ یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھا دیا۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا اللہ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو آج بارش ہو۔ مولانا نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ ستاروں کی چال نہیں دیکھتے حضرت نے فرمایا سب دیکھ رہا ہوں اور ساتھ ساتھ ان ستاروں کے بنانے والے اور اس کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ سامنے کلاک لگی ہوئی تھی اعلیٰ حضرت نے پوچھا وقت کیا ہے؟ بولے سوا گیارہ بجے ہیں۔ فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟ جواب ملا پون گھنٹہ۔ حضرت نے فرمایا اس سے قبل نہیں؟ کہا نہیں ٹھیک پون گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت اُٹھے اور بڑی سوئی گھمادی فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ حضرت نے فرمایا مولانا آپ نے کہا تھا ٹھیک پون گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے یہ اب کیسے بارہ بج رہے ہیں؟ مولانا نے کہا آپ نے کلاک کی سوئی گھمادی ورنہ اپنی رفتار سے پون گھنٹہ بعد ہی بارہ بجتے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اسی طرح رب العزت جل وجلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے۔ وہ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن کیا ابھی بارش ہونے لگے۔ اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگور گھٹا چھا گئی اور پانی برسنے لگا۔ غرض اعلیٰ حضرت کا اعتقاد اس قسم کے علوم پر ایسی ہی نوعیت کا تھا۔ ستاروں کے اثرات کے قائل مگر اصل فاعل حضرۃ عزۃ جل شانہ کو جانتے تھے۔

علم تکسیر اور علم جفر میں تو ایسا کمال حاصل تھا کہ بیرونی مما لک سے علماء یہ علوم سیکھنے آپ کے پاس آتے۔ اعلیٰ حضرت نے یہ علم خود اپنے ذوق وشوق سے سیکھا اور ہر سوال کا جواب بالکل صحیح صحیح برآمد کر لیتے۔ ایک روز نواب وزیر احمد خاں صاحب سے فرمایا یہ ایک عجیب وغریب علم ہے اس میں سوال کا جواب منظوم عربی زبان، بحر طویل اور حرف لام کی ردیف میں آتا ہے اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا مقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا۔ میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے جس میں حضور اکرم ﷺ خواب میں تشریف لاتے ہیں اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں میں نے تین روز پڑھا۔ تیسرے روز خواب دیکھا ایک وسیع میدان اور اس میں بڑا پختہ کنواں ۔حضور اکرم ﷺ تشریف فرماہیں اور چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حاضر ہیں جن میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے پہچان لیا۔ اس کنویں میں سے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکالا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا۔ اس پر سبز کپڑا پڑا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید، روشن بہت جلی قلم سے ''اہ ذ'' کے حروف اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس علم کا حاصل کرنا ہذیان فرمایا جاتا ہے۔ ان حروف سے یہ قاعدہ جفر اذن (اجازت) نکل سکتا ہے۔ ہ بطور صدر موخر آخر میں رکھا اس کے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبے میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف ''نون'' ہے اور یوں اذن سمجھا جاتا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر یہ فن چھوڑ دیا کہ اہذ کے معنی ہیں ''فضول بک''

تاریخ گوئی کا فن بھی اعلیٰ حضرت کے پاس اکتسابی نہیں دہبی تھا۔ آپ نے کبھی ادنیٰ سی توجہ بھی اس فن کے حصول کی جانب نہ فرمائی پھر بھی اس میں وہ ملکہ کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرما دیا کرتے تھے جس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں سے بہت کم ایسی ہوں گی جن کا نام تاریخی نہ ہو بعض عربی اور اردو کے قصائد اور تاریخ ہائے وصال جو بہت طویل ہے۔ ان کے ہر ہر مصرعے سے تاریخ برآمد ہوئی ہے، خوش نویسی اور خطاطی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ نسخ، نستعلیق، خط مستقیم اور خط شکستہ جیسے تمام اقسام وانواع کے رسم الخط میں آپ بے نظیر مہارت سے لکھتے تھے۔

بے شمار علوم میں آپ کی مہارت حد ایجاد تک پہنچ گئی تھی۔ مولوی رحمٰن علی صاحب تذکرہ علمائے ہند میں آپ کی ایک کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اگر پیش ازیں کتابے دریں فن نیا فتہ شود پس مصنف را موجد تصنیف ھذا می تواں گفت

اگر اس فن میں اور کوئی کتاب نہ ہو تو مصنف کو اس تصنیف کا موجد کہا جا سکتا ہے۔

علم توقیت میں کمال کا یہ عالم کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے وقت بالکل صحیح ہوتا اور کبھی ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا۔ ایک دفعہ آپ بدایوں تشریف لے گئے مسجد خرما میں حضرت محبّ الرسول، مولانا عبدالقادر بدایوانی نے آپ کو نمازِ فجر پڑھانے کا ارشاد کیا۔ اعلیٰ حضرت نے قرات اتنی طویل کی کہ مولانا عبدالقادر کو شک ہوا شاید سورج نکل آیا۔ نماز کے بعد لوگ باہر نکل کر مشرق کی طرف دیکھنے لگے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ابھی سورج نکلنے میں تین منٹ ۴۸ سیکنڈ باقی ہیں۔

علم تکسیر (تعویذ) میں بھی غیر معمولی مشق و ادراک کے مالک تھے۔ تعویذ پُر کرنے کے بے شمار طریقوں سے واقف۔ ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' کے مولف مولانا ظفر الدین بہاری اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اور شاگرد بھی تھے ان کے پاس ایک شاہ صاحب تشریف لائے اور بڑے فخر سے کہنے لگے میں نقش مربع سولہ طریقوں سے پُر کر لیتا ہوں آپ کتنے طریقے جانتے ہیں؟ مولانا ظفر الدین نے انکسار سے کہا مجھے تو نقش مربع پُر کرنے کے گیارہ سو باون طریقے آتے ہیں۔ شاہ صاحب کو یہ ناقابل یقین بات سن کر اس قدر تعجب ہوا کہ اعتبار نہ آیا۔ پوچھا یہ فن آپ نے کس سے حاصل کیا؟ مولانا نے جواب دیا اعلیٰ حضرت سے اور اعلیٰ حضرت ۲۲ سو طریقوں سے نقش مربع پُر کرنا جانتے ہیں۔ آخر کار شاہ صاحب نے وہ کتاب دیکھی جس میں مولانا ظفر الدین نے نقش مربع گیارہ سو باون طریقوں سے پُر کیا تھا تو یقین کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

اعلیٰ حضرت کا علمی سرمایہ یوں تو بے پناہ ہے لیکن آپ کا فقہی شاہکار ''فتاویٰ رضویہ'' ہے۔ جس کی بارہ جلدیں ہیں ان میں سے گیارہ جلدیں چھپ چکی ہیں ہر جلد جہازی سائز کے ایک ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل۔ تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مجموعے کے چند اوراق اعلیٰ حضرت نے مکہ معظّمہ کے فاضل سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب الحرم کو ارسال فرمائے تھے موصوف نے اپنے مکتوب میں ان اوراق فتاویٰ پر جو تبصرہ فرمایا اس کا آخری جملہ دیکھئے ''میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان فتوؤں کو اگر ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے تلامذہ میں شامل فرماتے''

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال اعلیٰ حضرت کے معاصرین میں سے تھے۔ آپ کو نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے

دیکھتے۔ایک موقع پر ڈاکٹر اقبال نے فرمایا یہ روایت ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم کی ہے ''ہندوستان کے دورِ آخر میں مولانا احمد رضا خاں جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی اور ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں اسی لئے انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوتے''

اقبال نے اعلیٰ حضرت کے ہاں جس ''شدت'' کا ذکر فرمایا ہے اس میں نفسانیت کا شائبہ بھی نہ تھا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی سوزش تھی جسے حدت کہہ لیجئے یا شدت اور یہ شدت بھی صرف اعدائے خدا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے تھی ورنہ اعلیٰ حضرت تو ہر مومن اور ہر اہل محبت کے لئے سراپا لطف و کرم تھے۔ بقول اقبال

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

فاضل بریلوی نے سلوک و طریقت کی منزلیں حضرت شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طے فرمائیں اور آپ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ پیر و مرشد نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت کا شرف عطا فرمایا۔ بیعت کا واقعہ ۱۲۹۴ھ کا ہے یعنی ان دنوں کا جب اعلیٰ حضرت کی عمر اکیس بائیس برس سے زیادہ نہ تھی آپ کے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں بھی اس عالم رنگ و بو میں تشریف فرما تھے اور وہی اپنے پاکباز اور ہونہار فرزند کو شاہ آل رسول کی خدمت میں لے گئے۔ شاہ صاحب کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی گویا فاضل بریلوی کو اپنے پیر و مرشد سے تقریباً تین سال تک شرفِ ہدایت حاصل رہا۔ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' میں ایک منقبت حضرت شاہ آل رسول کی شان میں موجود ہے اس کا مطلع ہے

خوشا دلے کہ دهندش ولائے آل رسول　　خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول

شاہ صاحب بھی اعلیٰ حضرت سے بہت محبت فرماتے اور انہیں دیکھ کر خوش ہوتے۔ ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا ''بروزِ حشر اگر باری تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آلِ رسول! دنیا سے میرے لئے کیا لایا ہے تو عرض کردوں گا کہ اے پروردگار! میں تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں''

اعلیٰ حضرت کو جن سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت حاصل تھی ان کی تعداد تیرہ ہے جن میں مشہور و معروف

سلسلے قادریہ، چشتیہ، نظامیہ، محبوبیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، صدیقیہ، علویہ وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت شاہ آل رسول کی بیعت سے ایک سال بعد یعنی ۱۲۹۵ھ میں آپ کو اپنے والدین کی معیت میں پہلی بار حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ ''الملفوظ'' کی جلد دوم میں اس سفر حج سے واپسی کے حالات خود حضرت کی زبانی سن کر مرتب نے درج فرمائے ہیں اور نہایت اثر انگیز ہیں۔ مولانا رحمٰن علی نے بھی اپنی تالیف تذکرہ علمائے ہند میں اس حج کے واقعات و حالات تفصیل سے درج کئے ہیں اسی سفر میں حرمین شریفین کے اکابر، علماء اور شیوخ سے آپ کی ملاقاتیں رہیں مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان، مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمٰن سراج وغیرہم۔ ان دونوں حضرات سے آپ نے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ ایک روز اعلیٰ حضرت حرم مبارک میں حاضر تھے اور مغرب کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح بغیر کسی سابقہ تعارف کے آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ پکڑ تے ہیں اور اپنے ساتھ گھر لے جاتے ہیں۔ فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی پر دیکھتے رہتے ہیں اور جوشِ عقیدت میں ان کے منہ سے نکلتا ہے

انی لا جدنور من هذا الجبين — بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں

شیخ حسین بن صالح نے اعلیٰ حضرت کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی اور آپ کا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔ شیخ نے اپنی کتاب ''الجوہرۃ المضیۃ'' کی شرح لکھنے کی فرمائش کی۔ نوجوان فاضل بریلوی نے صرف دو روز میں اس مشکل کتاب کی شرح عربی زبان میں تحریر فرما کر ان کے حوالے کی اور بعد میں تعلیقات وحواشی کا اضافہ کر کے اس کتاب کا تاریخی نام بھی تجویز کیا۔ واپسی میں تین روز تک مسلسل سمندر میں طوفان رہا اور ایسا شدید کہ بقول اعلیٰ حضرت لوگوں نے کفن پہن لئے تھے۔ حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا یہ قسم میں نے حدیث رسول ﷺ ہی کے اطمینان پر کھائی تھی۔ یہ وہ حدیث ہے جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے۔ میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی اور حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا الحمدللہ! وہ مخالفت ہوا جو تین سے چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی۔ وہ تین شبانہ روز کی سخت یاد تھی بریلی پہنچ کر اور مکان میں پہلا قدم رکھتے ہی والدہ نے مجھ سے فرمایا حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرما دیا اب میری زندگی پھر دوبارہ حج کا ارادہ نہ کرنا ان کا یہ فرمان مجھے یاد رہا اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں یوں خود دوبارہ حج ادا کرنے سے مجبور تھا۔

۱۹۰۵ء میں اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی اور بڑے صاحبزادے جب حج کے سفر پر روانہ ہوئے تو آپ کی طبیعت سخت بے چین ہوئی۔ دل چاہتا تھا کہ پَر لگ جائیں اور اُڑ کر حرم شریف میں پہنچیں مگر والدکی اجازت ضروری۔ فرماتے اجازت کا مسئلہ نہایت اہم اور اس کا یقین کہ والدہ اجازت نہ دیں گی۔ کس طرح ان سے عرض کروں آخر کار زنانہ مکان میں گیا دیکھا حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں۔ میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا وہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور مجھے حج کی اجازت دے دیجئے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا خدا حافظ میں الٹے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔ حج سے جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہوں گا کہ والدہ نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو مگر میں جا چکا تھا کون بلاتا؟ چلتے وقت جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی والدہ نے میری واپسی تک پھینکنے نہ دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔

والدین کے ادب، احترام اور اطاعت کی ایسی بہت سی مثالیں ہیں جو اعلیٰ حضرت کی حیات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ جب آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں صاحب کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت اپنے حصے کی جائیداد کے خود مالک و مختار تھے مگر سب اختیار والدہ ماجدہ کے سپرد تھا وہ مالکہ کی حیثیت سے جس طرح چاہتیں صرف فرماتیں۔ حضرت کو کتاب وغیرہ کی خریداری کے لئے کسی بڑی رقم کی ضرورت پڑتی تو والدہ کی خدمت میں درخواست کرتے اور جب وہ اجازت دیتیں تب کتابیں خریدتے۔

اعلیٰ حضرت کے اس دوسرے حج کے واقعات نہایت عظیم الشان اور سبق آموز ہیں اس موقع پر آپ نے ایک نعت کہی جس کا مطلع ہے

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے — جس پر نثار جان فلاح وظفر کی ہے

علمائے حجاز نے آپ کی بڑی تعظیم وتکریم کی حد درجہ مدارات سے پیش آئے بہت سوں نے درخواست کی انہیں سند اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے ہر درخواست منظور فرمائی۔ حضرت کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں نے اس سفر کے حالات تفصیل سے رقم فرمائے ہیں بعض علمائے مکہ نے ''علم غیب'' کے بارے میں چند سوال لکھ کر اعلیٰ حضرت کے پاس بھیجے اور صرف دو دن میں لکھ دینے کا مطالبہ کیا۔ آپ کی طبیعت ناساز تھی اور نہ حوالے کے لئے کوئی کتاب موجود مگر آپ نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان تمام سوالوں کے جواب فصیح وبلیغ عربی میں صرف آٹھ گھنٹے کے اندر اندر قلمبند کروا دیئے اور اس طرح چار سو صفحے کی ایک ضخیم کتاب تیار ہوگئی۔ آپ نے اس کتاب کا جو نام

تجویز فرمایا وہ بھی ایسا ہی ہے اس سے نہ صرف موضوع کی صراحت ہوتی ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کتاب کہاں تصنیف کی گئی اور کس سن میں لکھی گئی کتاب کا نام ہے

الدولة المكيه بالمادة الغيبية

۱۳۲۳ھ

مدینہ منورہ میں بے حد اکرام واعزاز سے نوازے گئے اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سنئے "میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں برصغیر کے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں ان میں علماء، صلحاء، اتقیا سب ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور کوئی انہیں مڑ کر بھی نہیں دیکھتا مگر فاضل بریلوی کی شان عجیب ہے یہاں کے علماء اور بزرگ سبھی ان کی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جسے چاہتا عطا فرماتا ہے"

مدینہ طیبہ میں بھی آپ سے اکثر علماء نے حدیث کی اجازت حاصل کی مولانا جعفر شاہ پھلواری جس زمانے میں کپورتھلہ کی مسجد کے خطیب تھے انہوں نے اپنے والد حضرت شاہ سلیمان پھلواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے موقع پر اعلیٰ حضرت کے اسی دوسرے سفر حج سے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ نہایت موثر انداز میں بیان کیا تھا آپ بھی اس کی سماعت میں شریک ہو جائیے۔

جب مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ دوسری مرتبہ زیارت نبوی میں درود پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکارِ ابد قرار ﷺ عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا آپ نے کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک نعت کہی جس کا مطلع یہ ہے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

نعت کے مقطع میں عجب انداز سے اپنی محرومی اور نارسائی کا اشارہ کیا

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ　　تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

یہ نعت مواجہ شریف میں عرض کرکے انتظار میں مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگی اور چشم سر سے بیداری میں زیارتِ حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔

مدینے میں حضرت کا قیام طویل رہا۔ اکتیس بار مسجد نبوی میں حاضری نصیب ہوئی صبح سے عشاء تک علماء، شیوخ اور طلباء کا ہجوم رہتا۔ کوئی حدیث پڑھنے آتا، کوئی اجازت لینے اور کوئی بیعت کرنے، حضرت کسی کو مایوس نہ کرتے۔ مولانا حکیم سید عبدالحیٔ لکھنوی صاحب نزہۃ الخواطر اپنی گرانقدر تالیف میں اعلیٰ حضرت کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

''آپ نے کئی بار حرمین شریفین کا سفر کیا اور علمائے حجاز سے بعض مسائل فقہیہ اور کلامیہ میں مذاکرہ بھی کیا۔ بعض رسائل بھی قیام کے دوران میں لکھے اور علماء حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جوابات بھی تحریر کئے۔ فقہ، حدیث اور اخلاقی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے''

اعلیٰ حضرت کو عربی زبان پر ایسا عبور تھا کہ خود اہل عرب رشک کرتے آپ کے ایک خلیفہ مولانا شیخ ضیاء الدین مدنی (حضرت وصال فرما گئے ہیں) ہیں اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں ان کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مصر کے فاضل ترین علمائے کرام کے اجتماع میں میں نے اعلیٰ حضرت کا ایک قصیدہ عربیہ پڑھا جو سرکارِ رسالت مآب ﷺ کی شانِ اقدس میں تھا۔ سب نے بیک زبان کہا یہ قصیدہ کسی فصیح اللسان عربی النسل عالم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے بتایا اس قصیدے کے لکھنے والے مولانا احمد رضا بریلوی ہیں جو عربی نہیں عجمی ہیں۔ علماء مصر یہ سن کر حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہو کر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔

اعلیٰ حضرت جامع کمالات بزرگ تھے۔ جس فن اور جس موضوع پر قلم اُٹھایا اپنی انفرادیت کا سکہ ثبت فرما دیا۔ ان کی اصل دولت حب رسول ﷺ تھی۔ اس پاک جذبے سے ان کی روح سرشار رہی۔ اعلیٰ حضرت کی شاعرانہ حیثیت بھی اتنی ہی دقیع ہے جتنی ان کی دوسری حیثیتیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ برصغیر میں جو اچھے اچھے نعت گو شعراء گزرے ہیں ان سب کا ذکر کسی نہ کسی حیثیت سے ادب کی کتابوں میں موجود ہے مگر اعلیٰ حضرت کی بہترین شعری تخلیقات کی طرف توجہ نہ دی گئی شاید اس لئے کہ ان کی شاعری دوسرے علوم و فنون کے نیچے دب گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کا نعتیہ کلام بڑے سے بڑے شاعر کے کلام کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا ہے ان کے ہاں جذبہ دل کی بے ساختگی، خیال کی رعنائی، الفاظ کی شان و شوکت اور عشق رسول ﷺ کی جھلکیاں قدم قدم پر موجود ہیں۔ ان کی نعتوں میں کیف و اثر کی ایک دنیا آباد ہے۔

اعلیٰ حضرت کے سوانح نگار مولانا بدرالدین احمد کا مشاہدہ یہ ہے کہ آپ عام اربابِ سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ پیارے مصطفیٰ ﷺ کی یاد تڑپاتی اور دردِ عشق آپ کو بیتاب کرتا تو از خود نعتیہ اشعار زبان پر جاری ہوتے اور پھر یہی اشعار آپ کے سوزشِ عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے۔ چنانچہ آپ اکثر فرمایا کرتے

کہ جب سرکار اکرم ﷺ کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں ورنہ شعر و سخن میرا مزاج نہیں۔

اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا نہایت خوش گو اور نفیس شاعر تھے۔ فصیح الملک نواب مرزا داغ دہلوی سے تلمذ تھا ایک روز انہوں نے اعلیٰ حضرت کی نعتیہ غزل کا یہ مطلع داغ کو سنایا

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

مطلع سن کر داغ جھومنے لگے بار بار پڑھواتے اور وجد کرتے۔ بہت تعریف کی اور فرمایا "مولوی ہو کر ایسے اچھے شعر کہتا ہے"

یہ بہترین داد ہے جو استاد داغ کسی شاعر کو دے سکتے تھے۔ حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ لکھنؤ کے شعراء کی ایک محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ اپنے خاص انداز میں پڑھا تو سب جھومنے لگے اور بیک آواز کہا کہ اس قصیدے کی زبان تو کوثر میں ڈھلی ہوئی ہے۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ دہلی میں پیش آیا سر آمد شعراء دہلی نے کہا سبحان اللہ! مولانا احمد رضا کی شاعری کے کیا کہنے آپ عمر بھر پڑھتے رہیے ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

مولانا محمد علی جوہر نے ڈاکٹر اقبال کے لئے کہا تھا کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل قرآن کی طرف پھیر دیئے لیکن مولانا احمد رضا کا اعجاز شاعری یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل صاحب قرآن کی طرف پھیر دیئے۔ نعتیہ شاعری کا کمال یہ ہے کہ اس سے شاعر کے کمال فن کا نہیں کمال عشق کا سکہ دل پر بیٹھ جائے۔ شاعر شاگرد ہوتے ہیں مگر عاشق شاگرد نہیں ہوا کرتے مولانا احمد رضا خاں فن شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے وہ عاشق صادق تھے۔ فیضانِ محمدی ﷺ نے ان کو وہ کچھ دیا کہ بس سوچا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کے حضور بے شمار شعراء نے اپنی اپنی حسن نیت اور توفیق الٰہی کے باعث سلام لکھ کر ہدیۂ عقیدت پیش کیا مگر اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے ایک سلام کو ایسا قبول عام نصیب ہوا کہ ایک صدی گزر چکی برصغیر پاک و ہند کی فضائیں آج بھی اس سلام کی والہانہ آواز سے گونج رہی ہیں۔ ایک ایک شعر جذب و کیف اور عشق و سرمستی کا مرقع ہے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　　　شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم　　　　نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

حضرت اطہر ہاپوری اردو کے مشہور شاعر تھے اور ان کا شمار نہایت جید اساتذہ غزل میں تھا ایک مرتبہ انہوں نے

اعلیٰ حضرت کی موجودگی میں نعت سنائی اور مطلع پڑھا

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے　　　مجنوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے

مطلع سن کر اعلیٰ حضرت ناخوش ہوئے اور فرمایا اس کا دوسرا مصرع مقامِ نبوت کے لائق نہیں۔ اطہر صاحب محجوب ہو کر حضرت کا چہرہ دیکھنے لگے اعلیٰ حضرت نے برجستہ فرمایا اسے یوں کر دیجئے

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے　　　قدسی کھڑے ہیں عرشِ معلیٰ کے سامنے

حضرت محسن کاکوروی کا قصیدہ معراجیہ بہت مشہور ہے جس کا آغاز یوں ہے

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل　　　برق کے کاندھے پہ لائی صبا گنگا جل

حضرت محسن یہ قصیدہ سنانے کے لئے بریلی تشریف لائے۔ ظہر کے بعد دو شعر سنے پھر ارشاد فرمایا عصر کے بعد باقی قصیدہ سنایا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت نے عصر سے پہلے اپنا طویل قصیدہ معراجیہ سنایا۔ محسن نے جب آپ کا قصیدہ سنا تو اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا اور کہا مولانا آپ کے قصیدہ کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

آپ چونکہ عربی، فارسی، بھاشا اور اردو سب زبانوں پر پوری قدرت رکھتے تھے اس لئے ان زبانوں میں بے تکلف شعر کہتے۔ ایک مرتبہ احباب کی فرمائش پر ایسی نعت کہی جس میں یہ چاروں زبانیں استعمال کی گئی ہیں۔ بعض قصائد نہایت عجیب اور مشکل صنعتوں میں بھی کہے غرض کہ اعلیٰ حضرت کا یہ رخ بھی نہایت حسین اور یادگار ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے اخلاق و عادات نہایت عمدہ اور اچھے تھے۔ پوری زندگی حب نبوی ﷺ اور اتباع شریعت میں گزری۔ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتظام لیتے نہ کچھ شکایت کرتے مگر خدا اور رسول ﷺ کا معاملہ ہوتا تو ہرگز رو رعایت نہ کرتے، پانچوں وقت کی نماز نہایت اہتمام سے ادا کرتے، طبیعت شدید ناساز ہوتے تب بھی مسجد میں تشریف لاتے اور جماعت سے نماز ادا کرتے۔ فرض روزوں کے علاوہ اکثر نفل روزے رکھتے۔ ایک بار رمضان میں بیمار پڑے اور حالت نازک ہو گئی طبیبوں نے ہر چند اصرار کیا کہ روزہ توڑ دیجئے مگر نہ مانے اور روزے کی برکت ہی سے صحت حاصل ہو گئی۔ رات کو سوتے وقت نامِ اقدس محمد ﷺ کی شکل میں لیٹتے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے، کسی چیز کے لینے اور دینے کے لئے دایاں ہاتھ بڑھاتے، کبھی قہقہہ نہ لگاتے تبسم فرماتے، قبلے کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے، قبلے کی طرف پاؤں کبھی دراز نہ فرماتے، آہستہ آہستہ چلتے، اکثر نگاہیں نیچی رکھتے، ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند

کرتے۔ اگر آپ کوئی حدیث بیان کر رہے ہوں یا قرآن کی آیت کا ترجمہ کر رہے ہوں اور درمیان میں کوئی قطع کلام کرے تو سخت ناراض ہوتے۔ نہایت سخی اور سیر چشم تھے جو دروازے پر آتا خالی نہ جاتا۔ غریبوں، طالب علموں، ناداروں، بیواؤں اور یتیموں کے وظائف مقرر تھے۔ بیرونی ضرورت مندوں کو منی آرڈر کے ذریعے رقمیں بھیجتے۔ روپیہ جمع کر کے نہ رکھتے فوراً تقسیم فرما دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا میں نے کبھی ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا کیونکہ میرے پاس کبھی اتنی رقم جمع ہوئی ہی نہیں کہ سال گزر جانے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

اعلیٰ حضرت کو بیت اللہ اور حرمین شریفین سے جو عشق تھا اس کا تذکرہ سوز و گداز سے پُر ہے۔ دوسرے حج کے موقع پر جب کہ آپ مکہ معظّمہ میں تھے شدید بخار میں مبتلا ہوئے ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں نمک دیا اور کہا آبِ زم زم میں ملا کر پی لو اعلیٰ حضرت یہ سن کر خوش ہوئے فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے دوا وہ بتائی ہے جو مجھے بالطبع محبوب اور مرغوب تھی یعنی زم زم شریف۔ میری عادت ہے کہ باسی پانی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو فوراً زکام ہو جاتا ہے مگر زم زم کی برکت دیکھئے کہ صحت میں، مرض میں، دن میں، رات میں، تازہ باسی کثرت سے پیا، بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلتی کلی کرتا اور زم زم پیتا، وضو سے پہلے پیتا اور وضو کے بعد پیتا، پونے تین مہینے مکہ معظّمہ کے قیام میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من آبِ زم زم میرے پینے میں آیا ہوگا۔

اواخر محرم میں صحت ہوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک سلطانی حمام ہے میں نے اس میں نہایا۔ باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ابر ہے حرم شریف پہنچتے پہنچتے پانی برسنا شروع ہوا مجھے حدیث یاد آگئی جو مینہ برستے میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے فوراً حجر اسود کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا بخار پھر ہو گیا۔ مولانا سید اسمٰعیل مکی نے فرمایا ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی بے احتیاطی کی۔ میں نے کہا حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمداللہ تعالیٰ قوی ہے یہ طواف بہت مزے کا تھا۔

علماء اور طلباء کا بے حد احترام کرتے اور ان کے آنے پر بے حد مسرور نظر آتے، مہمانوں کے ہاتھ خود دھلاتے اور عمدہ سے عمدہ کھانے انہیں کھلاتے، مزاج میں عجب، غرور اور تکبر بالکل نہ تھا۔ سادات کرام کے سامنے فرط تواضع اور انکسار سے بچھ بچھ جاتے۔ آپ کے ہاں ہر تقریب میں سادات کرام کو دوہرا حصہ دیا جاتا۔ ایک دفعہ نو دس برس کی عمر کے ایک صاحبزادے امورِ خانہ داری کے لئے ملازم رکھے گئے بعد میں پتہ چلا کہ سید ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے گھر والوں کو تاکید فرما دی خبردار صاحبزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے اس لئے کہ وہ مخدوم زادے ہیں جس چیز کی انہیں ضرورت ہو

حاضر کی جائے اور جس تنخواہ کا وعدہ ہوا ہے وہ بطورِ نذر پیش ہوتی رہے۔ ایک دفعہ اسی موضوع پر گفتگو فرماتے ہوئے کہا قاضی وقت اگر سید کو حد لگائے تو یہ خیال نہ کرے کہ میں سزا دے رہا ہوں بلکہ یہ تصور کرے شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ بھر گئی ہے وہ دھو رہا ہوں۔ مدینہ منورہ میں سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ تم سید ہو میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''مولی القوم منھم'' قوم کا غلام آزاد شدہ انہی میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ساداتِ کرام کی سچی غلامی عطا فرمائے۔

مزاج میں نہایت اعلیٰ درجہ کی لطافت اور مزاح تھا کسی ہندو آریہ نے اپنے مذہب کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام ''آریہ دھرم پرچار'' رکھا اور کتاب کا ایک نسخہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھی ارسال کیا۔ حضرت نے وہ کتاب ملاحظہ فرمائی جگہ جگہ حاشیہ پر اس کا رد لکھا اور جہاں کتاب کا نام تھا وہاں سیاہ روشنائی لکھ کر جلی قلم سے لفظ ''پرچار'' کے بعد ''حرف'' لکھ دیا۔ اب اس کتاب کا نام یوں ہو گیا ''آریہ دھرم پرچار حرف''

اعلیٰ حضرت کو مسلمانوں کی سیاسی، سماجی اور دینی فلاح و بہبود کا خیال ہمیشہ رہتا۔ ان کی زندگی کے آخری دور میں مسلمانانِ ہند ہندوؤں کی سیاست کی زد میں آ گئے تھے۔ بڑے بڑے نامور مسلمان بھی اس رو میں بہہ گئے۔ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا دوسرے ہی سال تحریک ترک موالات شروع ہوئی۔ مولانا احمد رضا خاں نے اختلاف کیا اور ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں دلائل سے ثابت کیا کہ کفار و مشرکین سے اختلاط اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد ناجائز ہے اور اگر ایسا ہوا تو اس کے نتائج نہایت خطرناک نکلیں گے گویا دو قومی نظریئے کے بانیوں میں سے اعلیٰ حضرت بھی ہیں۔ ان کے معتقدین نے جماعت رضائے مصطفی ﷺ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور اس کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے دوسری تنظیم قائم ہوئی۔ ان جماعتوں نے ہندو مسلم اتحاد و اختلاط کے خلاف کام کیا۔ اس کے ایک اہم رکن اور بانی مولانا نعیم الدین مراد آبادی تھے جنہوں نے اعلیٰ حضرت سے دستارِ خلافت حاصل کرنے کا شرف پایا۔ اعلیٰ حضرت کے مریدوں، خلفاء اور ان کے عقیدہ و خیال کے علماء نے جو اہل سنت کہلاتے ہیں تحریک پاکستان کے لئے خاص کام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ، ۱۹۲۱ء میں یوم جمعۃ المبارک دوپہر ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی میں وصال فرمائی۔ چند ماہ قبل اعلیٰ حضرت نے قرآن مجید کی اس آیت سے اپنا سن وفات برآمد فرمایا تھا

وَ یُطَافُ عَلَیۡھِمۡ بِاٰنِیَۃٍ مِّنۡ فِضَّۃٍ وَّ اَکۡوَابٍ کَانَتۡ قَوَارِیۡرَا۟ (پارہ۲۹،سورۃالدھر،آیت ۱۵)

اوران پر چاندی کے برتنوں اورکوزوں کا دور ہوگا جوشیشے کے مثل ہورہے ہوں گے۔

اس آیت کے حروف سے ابجد کے مطابق ۱۳۴۰عدد برآمد ہوتے ہیں مولانا حسنین رضا خاں نے اعلیٰ حضرت کے الوداعی سفر کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان کا بیان ہے

اعلیٰ حضرت نے وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔اس روز تمام کام گھڑی دیکھ کرٹھیک وقت پر ہوتے رہے۔دو بجنے میں چارمنٹ باقی تھے کہ وقت پوچھا عرض کیا گیا اس وقت ایک بج کر ۵۶ منٹ ہورہے ہیں۔فرمایا گھڑی رکھ دو۔یکا یک ارشاد ہوا تصویر ہٹا دو حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام۔یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی کارڈ،لفافہ،روپیہ پیسہ۔پھر ذراوقفے سے اپنے بھائی مولانا حسن رضا خاں سے خطاب فرمایا وضو کرآؤ، قرآنِ عظیم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ اپنے چھوٹے بیٹے مولانا مصطفیٰ رضا خاں سے پھر ارشاد فرمایا تم بیٹھے کیا کررہے ہو؟ سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو۔اب آپ کی عمر کے چند منٹ باقی رہے گئے ہیں حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں ایسے حضورِ قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر وزبر میں فرق ہوا خود تلاوت فرما کر بتادی۔سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا۔جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت اور ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک نور کی کرن چمکی جس میں جنبش تھی اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضوری پرواز کرگئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

خود اسی زمانے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوقِ دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے ان کی آمد کی خبر پاکران سے ملاقات کی۔بڑی شان وشوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں بڑا استغناء اور مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے ان بزرگ کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے نذرانہ پیش کرتے مگر وہ قبول نہ فرماتے اور کہتے بفضلہٖ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں۔ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا عرض کیا حضرت یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا

مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ قرینے سے معلوم ہوتا تھا کسی کا انتظار ہے میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا فداک ابی وامی! کس کا انتظار ہے۔ ارشاد فرمایا احمد رضا کا میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔

بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا مولانا احمد رضا خاں صاحب جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا۔ ہندوستان آیا بریلی پہنچا ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی۔ میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے کیا مگر افسوس ملاقات نہ ہو سکی۔

شہر بریلی محلّہ سوداگران میں دار العلوم منظر اسلام کے شمالی جانب ایک پر شکوہ عمارت میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

عمر ھا در کعبه وبت خانه می نالد حیات　　　تاز بزم عشق یك دانائے راز آید برون

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی

بہاولپور پاکستان

۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

مثنوی رد امثالیہ

حل لغات

مثنوی ،غیاث اللغات میں ہے مثنوی منسوب بہ معنی (بفتح وسکون ثاء مثلثہ وفتح نون والف مقصورہ اسم اثنین سے معدول ہے) بمعنی دو۔قاعدہ ہے کہ اسم مقصور کا الف یاء الحاقی کے بعد الف واؤ سے تبدیل ہو جاتا ہے چونکہ ابیات میں ہر بیت کا قافیہ علیحدہ ہوتا ہے اسی لئے مختلف القوافی کو مثنوی کہتے ہیں لیکن مطلقاً عارف رومی ابیات کا تصور ذہن میں آتا ہے۔امام احمد رضا نے اسی طرز پر یہ مثنوی تحریر فرمائی ۔رد،(عربی) کسی شے کو واپس لوٹانا ،کسی شے کی طرف واپس پھر واپس لانا۔عرف میں غلط قول وعمل اور عقیدہ کی تردید کر کے اصل حقیقت کا اظہار۔

امثالیہ،مثل کی جمع امثال اور یاء ۃ نسبت کے لئے جیسے حنفیہ،شافعیہ اور قادریہ،چشتیہ،اُویسیہ وغیرہ وغیرہ۔

یہاں وہ بدمذاہب فرقے مراد ہیں جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کو صرف اور صرف اپنے جیسا بشر وانسان اور آدمی مانا آپ کی حقیقت کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ بشر محض ہمارے جیسے ہیں صرف فرق نبوت کا ہے اور بس یوں سمجھئے کہ ایک باپ کے دو بیٹے ایک کو تعلیم کی ڈگری سے کمشنری ملی وہ کمشنر ہو گیا دوسرا جاہل رہا۔ان دونوں میں فرق صرف تعلیم کا ہے اور بس یہاں بھی فرق صرف نبوت کا ہے اور بس اسی لئے ان کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام بڑے بھائی اور گاؤں کے چودھری (تقویۃ الایمان ملخصاً)

امثالیہ

امثالیہ سے وہ فرقے مراد ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو محض بشر اور اپنے جیسا آدمی سمجھتے ہیں جیسے مرزائی ،نجدی ، وہابی ،دیوبندی ،نیچری ،مودودی ،پرویزی وغیرہ۔

کمال امام احمد رضا قدس سرہ

بنظر غائرانہ سابق مصنفین کی تصانیف پر نگاہ ڈالئے تو امام احمد رضا محدث بریلوی کا بدمذاہب کی تردید میں پلہ بھاری ہے اگر چہ بقول ان کے یہ فیض انہی اسلاف صالحین کا ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱)

بدمذاهب و اعدائے اسلام کے رد میں تصانیف

(۱) الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام

(۲) جبیل مژدہ آرا

(۳) کیفر کفران انصاری۔(نصاریٰ کی تردید)

(۱) ردالرفضہ

(۲) الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنہ

(۳) اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند وبیان الشہادۃ

(۴) جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوہ

(۵) غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق

(۶) الکلام البہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی

(۷) الزلزال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (عربی)

(۸) مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین

(۹) جمع القرآن وبم عزہ لعثمان

(۱۰) البشری العاجلہ من تحف آجلہ

(۱۱) عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام

(۱۲) ذب الھواء الواھیہ فی باب الامیر معاویۃ

(۱۳) علام الصحابۃ الموافقین لامیر معاویۃ وام المومنین

(۱۴) الاحادیث الروایۃ لمدح الامیر معاویہ

(۱۵) الجرح الوالج فی بطن الخوارج

(۱۶) الصمصام الحیدری علی حمق العیار المفتری

(۱۷) الرائحۃ العنبریۃ عن الجمرۃ الحیدریہ

(۱۸) لمعۃ الشمعہ لہدی شیعۃ الشنعہ

(۱۹) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب۔(روافض وشیعہ کی تردید)

فائدہ

اس کے علاوہ وہ رسائل وقصائد جو سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھے ہیں وہ شیعہ اور روافض کی

تردید ہیں کیونکہ شیعہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوش عقیدگی نہیں رکھتے اس لئے غوثِ اعظم فضائل صحابہ کے قائل ہیں۔

(۱) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

(۲) جزاء اللہ عدوہ بابائہٖ ختم النبوۃ

(۳) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

(۴) قہر الدیان علی مرتد بقادیان

(۵) المبین ختم النبیین (مرزائیت کی تردید میں)

اس کے علاوہ فتاویٰ رضویہ میں موجود دیگر فتاویٰ اور ''المستند المعتمد'' میں بھی ردقادیانیت پر بہت کچھ لکھا ہے اور وہابیوں، نجدیوں دیوبندیون کی تردید پر انبار لگا دیئے اور نہ صرف مذکورہ بالا گمراہ فرقے بلکہ اس دور میں جتنے ہی باطل فرقے تھے جس نے بھی ذرا سر اُٹھایا رضوی قلم نے اس کا سر کاٹ کرر کھدیا۔ کسی نے کیا خوف فرمایا ہے

نجدی کا سر کاٹ کرر کھدیا　　　خنجر اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

فقیر ان تمام تصانیف کا ذکر چھیڑ دے تو ایک ضخیم تصنیف تیار ہو۔ المجمل المعد دتصنیفات المجد کے آخری صفحہ سے تصانیف ردِ بد مذاہب کی بے شمار تصنیفات کے نقشہ پر اکتفا کرتا ہوں

نمبر شمار	نام بد مذہب	کل تصانیف
۱	ہنود	۱
۲	آریہ	۲
۳	نصاریٰ	۳
۴	نیچریہ	۷
۵	ندوہ	۱۷
۶	قادیانیہ	۶
۷	اسماعیل دہلوی	۱۰
۸	نانوتوی	۱۱

۹	گنگوہی	۲۵
۱۰	تھانوی	۹
۱۱	نذیر حسین	۲
۱۲	غیر مقلدین	۲۶
۱۳	وہابیہ	۷۶
۱۴	روافض	۲
۱۵	نواصب	۱
۱۶	مفسقہ	۷
۱۷	تفضلیہ	۷
۱۸	متصوفہ باطلہ	۲
۱۹	شتی مختلفہ	۵
۲۰	کل میزان	۱۲۹

یہ وہ میزان ہے جو ہماری معلومات میں آیا۔ممکن ہے آپ کے قلم نے ان کے علاوہ بھی بہت کچھ کیا ہو اور یہ بھی وہ ہیں جو مستقل تصانیف کے نام سے موسوم ہوئیں اگر آپ کے فتاویٰ رضویہ ۱۲ جلد کے مضامین تردید بدمذاہب کو جمع کیا جائے تو وہ ایک علیحدہ ضخیم دفتر تیار ہو۔

تردید کی ضرورت کیوں؟

غور سے دیکھا جائے تو روح اسلام بھی یہی ہے کہ اسلام کے خلاف معمولی سے معمولی حرکت کو بھی نہ ابھرنے دیا جائے جو اسی شغل میں ہے وہی حبیب خدا و مصطفیٰ علیہ ﷺ ہے دورِ حاضرہ میں اسے فرقہ واریت کا نام دیا جا رہا ہے حالانکہ اس مشن کو فرقہ واریت قرار دینا یہودیانہ سازش ہے ورنہ اہل بینش و دانش جواب دیں کہ بدمذہبیت کا مقابلہ کرنا مذموم ہے تو حضور اکرم ﷺ ۱۳ سال کفار کے ساتھ کیوں برسر پیکار رہے، آپ کے بعد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین تا عین جہاد کی غرض وغایت کیا ہے اگر اسی کا نام فرقہ واریت ہے تو پھر دنیا میں اسلام کا نام ونشان تک نہیں رہ سکتا۔

یوں سمجھ لو کہ بدمذاہب کا مقابلہ ومعارضہ اور ان کی تردید عین اسلام بلکہ اس پر اللہ ورسول ﷺ کی طرف سے بے

شمار انعام واکرام۔

تردید بد مذاھب پر انعام باری تعالیٰ

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا اس سے سوال ہوگا (دنیا) سے کیا لایا وہ کہے گا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض نمازوں کے اتنے روزے رکھے علاوہ رمضان کے اس قدر خیرات کی علاوہ زکوۃ کے اس قدر حج کئے حج فرض کے وغیرہ ذلک۔ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا

هل واليت لی ولیاً وعادیت لی عدوا

کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی

اس حدیث شریف کو سامنے رکھ کر امام احمد رضا قدس سرہ کی تصانیف مبارکہ مع حدائق بخشش کا مطالعہ فرمایئے تو پھر اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ کل قیامت میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے ہمجولیوں بلکہ سابقین علماء میں سے بہت سے دین کے خدام سے سبقت لے جائیں گے۔آپ کا صرف ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا

بدمذہبوں سے میل جول آگ ہے اور اُس بڑی آگ کی طرف کھینچ کر لے جانے والا۔اللہ عزوجل فرماتا ہے

وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ (پارہ ۷،سورۃ الانعام،آیت ٦٨)

اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے

دخل فیه الکافر والمبتدع والفاسق والقعود مع کلهم ممتنع

اس آیت کے حکم میں ہر کافر ومبتدع اور فاسق داخل ہیں اور ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

وَ لَا تَرۡکَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ ا (پارہ ۱۲،سورۂ ہود،آیت ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں

ایاکم وایاهم لایضلونکم ولایفتنونکم

ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ ورسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں جل وعلا ﷺ جس بات کی طرف بلائیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے اور جس بات سے منع فرمائیں بلاشبہ سراسر ضرر و بلا ہے۔ مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جوان کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے یقین ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکے میں آیا اور ساتھ ہولیا تو گردن مارے گا مال لوٹے گا شامت اس بکری کی کہ اپنے راعی کا ارشاد نہ سنے اور بھیڑیا جو کسی بھیڑ کی اون پہن کر آیا اس کے ساتھ ہولے۔

ارے! مصطفی ﷺ تمھیں منع فرماتے ہیں وہ تمھاری جان سے بڑھ کر تمھارے خیر خواہ ہیں "حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ" تمہارا مشقت میں پڑنا ان کے قلب اقدس پر گراں ہے "عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ" واللہ وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان جیسے نہایت چہیتی ماں اکلوتے بیٹے پر "بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ"

ارے ان کی سنو! ان کا دامن تھام لو، ان کے قدموں سے لپٹ جاؤ وہ فرماتے ہیں

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم

ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

ابن حبان وطبرانی وعقیلی کی حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں ﷺ

لاتؤاکلوھم ولاتشاربوھم ولاتجالسوھم ولاتناکحوھم واذامرضوا فلاتعودوھم واذاما توافلاتشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولاتصلوا معھم

ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے رشتہ نہ کرو۔ وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مر جائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ، نہ ان کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی ﷺ میں نماز مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پایا اپنے ساتھ کاشانہ خلافت میں لے آئے اس کے لئے کھانا منگایا جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بد مذہبی کی اس سے ظاہر ہوئی فوراً حکم ہوا کہ کھانا اٹھا لیا جائے اور اسے نکال دیا جائے سامنے سے کھانا اٹھوا لیا اور اسے نکلوا دیا۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے آ کر عرض کی فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے فرمایا

لاتقرأہ منی السلام فانی سمعت انہ احدث

میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے کہ میں نے کچھ بد مذہبی نکالی۔

سیدنا سعید بن جبیر شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو راستہ میں ایک بدمذہب ملا کہا کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا سننا نہیں چاہتا۔عرض کی ایک کلمہ اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا

ولا نصف کلمة آدھا لفظ بھی نہیں

لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا "ازیشان منهم" ہے۔

امام محمد بن سیرین شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کے پاس دو بدمذہب آئے عرض کی کچھ آیات کلام اللہ آپ کو سنائیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا۔عرض کی کچھ احادیث نبی ﷺ سنائیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا،انھوں نے اصرار کیا فرمایا تم دونوں اٹھ جاؤ یا میں اٹھا جاتا ہوں آخر وہ خائب وخاسر چلے گئے۔لوگوں نے عرض کی اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سناتے۔فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات واحادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے تو ہلاک ہو جاؤں۔

ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت ہے "ولا حول ولاقوة الا بالله" اور ایسی جگہ مال دنیاوی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا یا عقل سے بہرہ نہیں "یکے نقصان مایه دگر شماتت همسایه" (ایک تو مال نقصان اور دوسرے ہمسایہ کی خوشی)

ہمسایہ کون؟ وہ بئس القرین شیطان لعین کیا خوش ہوگا کہ ایک ہی کرشمے میں دونوں جہان کا نقصان پہنچا یا مال بھی گیا اور اخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا

خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (پارہ ۱۷،سورۃ الحج آیت ۱۱)

دنیا وآخرت دونوں کا گھاٹا یہی ہے صریح نقصان۔

دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمھیں تمھارے پیارے نبی ﷺ نے بتائی

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم

ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

دیکھو! نجات کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے رب عزوجل نے بتائی

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ (پارہ ۷،سورۃ الانعام،آیت ۶۸)

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(رد بدعات ومنکرات صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۴)

کچھ مثنوی رضا کے بارے میں

مولانا احمد رضا خاں کی فارسی شاعری کے بارے میں ڈاکٹر وحید اشرف مدرس یونیورسٹی فرماتے ہیں جہاں تک فارسی شاعری کا تعلق ہے تو اس میں وہ اعلیٰ ادراک رکھتے تھے ان کی اردو فارسی شاعری حمد، مناجات، نعت اور منقبت پر مشتمل ہے۔ اس میں ہیئت کے اعتبار سے غزل اور رباعی شامل ہیں۔ ان اشعار کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہر صنف سخن پر پوری قدرت رکھتے تھے اور شاعرانہ ذوق وفکر وفن سے پوری طرح بہرہ ور تھے۔ (انوارِ رضا صفحہ ۵۴۸)

امام احمد رضا بلاشبہ چودھویں صدی ہجری کے ایک عظیم نعت گو شاعر تھے۔ عربی، اردو، ہندی، فارسی بھاشا میں الگ الگ شاعری کی ہے مگر ان تمام زبانوں کو ایک ساتھ مربوط کر کے بھی اس طرح عشق مصطفیٰ ﷺ کے راگ الاپے ہیں الفاظ کے زیر و بم میں ذرہ برابر نشیب وفراز کا وہم نہیں گزرتا ان کا کلام ان تمام زبانوں کا سنگم ہے جس کی مثال اردو ادب کی تاریخ میں ڈھونڈے بھی نہیں ملتی اور فارسی میں آپ کی نعتیں بالخصوص مثنوی کے اشعار سے آپ پر فارسی کی مہارت کا پتہ ملتا ہے اور مثنوی کا طرز محسوس نہیں ہونے دیتا کہ یہ مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی کو پھیلایا جائے تو عارف رومی قدس سرہ کی مثنوی کی طرف چھ دفتر سے کم نہ ہوگی۔

فقیر چند مثالیں عرض کرتا ہے جس سے ماہرین مثنوی کو یقین ہو جائے گا۔ مثنوی رومی ومثنوی رضوی میں کتنی یکجہتی ویگانگت ہے۔

عارف رومی قدس سرہ		عارف بریلوی رحمہ اللہ علیہ
جشنواز نے رنج سے بانسری کی آواز ہجر وفراق کی خبر دی		گر یہ کن بلبلا وغیرہ وغیرہ بانسری کا گریہ یا دلایا۔
مضامین کو غیر انتہائی کی خبر دے کر دوسرے مضامین کا آغاز مثلاً کہیں فرمایا ''این ندارد وآخر از'' آغاز کو کہیں فرمایا ''این سخن پایا ندارد الخ''		نیست پایا نس الی یوم التنا و ختم کن واللہ اعلم بالرشاد وغیرہ وغیرہ

عارف رومی قدس سرہ نے عشق کی مدح سرائی میں فرمایا (۱)هر کرا جامه زعشقے چاك شد آواز حرص وعیب کلی پاك شد (۲)شاد باش اے عشق سودائے ما اے طبیب جمله علتهائے ما (۳)اے دوائے نحوت وناموس ما اے تو افلاطون جالینوس ما (٤)جسم خاك از عشق بر افلاك شد کوه دررقص آمده وچالاك شد (٥)عشق جاں طور آمدعا شقا طور مست وخر موسی صعقا		امام احمد رضا نے فرمای اکہ عشق ہی سرمایہ معرفت ہے گربخواهی فهم ادا مرونهی کند گوز عشق و حسن تا آگهی شود
عارف رومی قدس سرہ نے جابجا حضورﷺ کے فضائل وکمالات ومعجزات کا ذکر فرمایا نام احمد چوں یاری کند تا که نورش چوں مددگاری کند نامِ احمد چوں حصارے شد حصین تاچه باشد ذات آں روح الامین		عارف بریلوی قدس سرہ نے بھی ان کی اقتداء میں مضمون کی روانی میں فرمایا مصطفی نور جناب امر کن آفتاب برج علم من لدن معدن آراء علام الغیوب برزخ بحرین وامکان وجوب
عارف رومی قدس سرہ نے ادب و بے ادبی کے منافع ومضار بیان فرمائے از خدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب		عارف بریلوی قدس سرہ نے بھی ان کی اقتداء فرمائی مصطفی واین چنیں سوء الادب ایں قدر ایمن شدید از اخذ رب

فائدہ

مثنوی عارف رومی ومثنوی عارف بریلوی قدس سرہما کے بار بار کے مطالعہ سے عرفان وایمان میں تازگی نصیب ہوتی ہے۔

مثنوی امام احمد رضا قدس سرہ

(۱) گریہ کن بلبلا از رنج وغم	چاك كن اے گل گریباں از الم
(۲) سنبلا از سینه بر کش آه سرد	اے قمر از فرط غم شوری زرد
(۳) هاں صنوبر خیزوفریادی بکن	طوطیا جزناله ترك هر سخن
(٤) چهره سرخ از اشك خونی هر گلیست	خون شو اے غنچه زماں خنده نیست
(٥) پاره شواے سینه مه همچو من	داغ شو اے لاله خونیں کفن
(٦) خرمن عیشت بسوزاے برق تیز	اے زمیں برفرقِ خود خاکے بریز
(٧) آفتابا آتشِ غم برفروز	شب رسید اے شمع روشن خوش بسوز
(٨) همچو ابر اے بحردر گریه بجوش	آسمانا جامۂ ماتم به پوش
(٩) خشك شو اے قلزم از فرط بکا	جوش زن اے چشمۂ چشم ذکا
(١٠) کُن ظهور اے مهدی عالی جناب	برز میں آعیسیٰ گودوں قباب

حل لغات(۱)

گریہ(مذکر) رونا، زاری۔ بلبلا، الف ندائیہ بلبل، خوشنوا پرندہ یہاں ہر سنی مسلمان عاشق رسول ﷺ مراد ہے اسی طرح آگے ہر خطاب یہی مراد ہوگی۔ چاک، کٹا ہوا، پھٹا ہوا۔ گل، گلاب کا پھول، گریبان(مذکر) کپڑے یا پاجامے کا وہ حصہ جو گلے کے نیچے رہتا ہے۔ الم، دردوغم وغیرہ۔

ترجمہ

اے بلبل رنج وغم سے آنسو بہا اے گل درد سے گریباں چاک کر۔

شرح

اس شعر میں اسی طرح آنے والے چند اشعار میں اہل سنت عاشقانِ رسول ﷺ کو دین کی خستہ حالی اور اسلام کی

کمزوری وضعف کا احساس دلایا ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر تفصیل عرض کریں گے کہ امام اہل سنت کے دور میں دین واسلام کے ساتھ کیا ہورہا تھا کتنے وہ لوگ اس کار بد میں شامل تھے جو بظاہر تو لبادہ اسلامی اوڑھے تھے لیکن بباطن اسلام کے بدترین دشمن تھے۔

حل لغات(۲)

سنبلا الف ندائی ہے سنبل، ایک خوشبودار گھاس چھڑ کا۔ برکش، کھینچ۔ آہ، افسوس، ہائے۔ فرط (عربی) زیادتی، کثرت، بہتات، غلبہ شوامراز شدن ہوروئے۔ زرد، پیلا چہرہ۔ کنایہ از پریشانی اور غمنا کی۔

ترجمہ

اے سنبل (عاشق مصطفی علیہ ﷺ) سنی برادرم سینہ سے سرد آہ کھینچ اے چاند غم کی بہتات سے تو بھی غمناک ہو۔

حل لغات(۳)

ہاں، یہ کلمہ تنبیہ ہے بمعنی خبردار ہوشیار۔ صنوبر (مذکر) ایک قسم کا سرو جو نہایت سیدھا قد رکھتا ہے۔

ترجمہ

اے صنوبر خبردار اُٹھ کھڑا ہو اور فریاد کر اے طوطی سوائے گریہ زاری کے باقی تمام گفتار چھوڑ۔

حل لغات(٤)

اشک (مذکر) آنسو۔ خونی (مذکر) قاتل، ظالم۔

ترجمہ

اشک خونی سے ہر گل کا چہرہ سرخ ہے اے غنچہ تو بھی سراسر خون ہو جا اب ہنسنے کا وقت گیا۔

حل لغات(٥)

پارہ (مذکر) ٹکڑا، حصہ، ریزہ۔ داغ (مذکر) دھبہ، نشان، عیب، زخم، رنج۔ لالہ (مذکر) ایک قسم کا سرخ رنگ کا پھول۔

ترجمہ

میری طرح اے چاند کا سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جا۔ اے لالہ سراسر خونیں کفن تو بھی زخمی ہو جا۔

حل لغات(٦)

خرمن (مذکر) کھلیاں، اناج کا ڈھیر۔

ترجمہ

اے برق تیز تو بھی اپنے عیش وعشرت کی کھلیاں جلا کر راکھ کردے اور اے زمین تو بھی اپنے سر پر مٹی ڈال۔

ترجمہ۷

اے سورج تو بھی غم کی آگ روشن کر اور اے شمع رات سر پر آ گئی ہے تو بھی اچھی طرح خود کو جلا۔

ترجمہ۸

اے دریا گریہ کرنے بادل کی طرح جوش وخروش دکھا اور اے آسماں تو بھی ماتمی (سیاہ) لباس پہن۔

حل لغات(۹)

قلزم (مذکر) ایک سمندر کا نام، گہرا سمندر۔ فرط، زیادہ۔ بُکا (مذکر) گریہ، رونا پیٹنا۔ ذکاء بضم اول بمعنی آفتاب۔

ترجمہ

اے سمندر تو بھی زیادہ رونے پیٹنے سے خشک ہو جا اور اے سورج کی آنکھ کا چشمہ تو بھی بہت زیادہ جوش دکھا۔

حل لغات(۱۰)

عالی جناب، حضرت سلامت۔ آ، صیغہ امر از آمدن گردوں (مذکر) آسمان۔ قباب، قبہ کی جمع، برج، گلس، کنگرہ، گنبد۔

ترجمہ

اے امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالی جناب قبلہ سلامت ظہور فرمائیے تشریف لائے اور اے عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آسمانی قبوں والے (آسمان پہ رونق افروز ہونے والے) اب زمین پہ تشریف لائیے۔

شرح

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشریف لانا اہل سنت کے عقائد میں شامل ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔

احادیث امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) ترمذی اور ابوداؤد نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی دنیا ختم نہ ہوگی

تاوقتیکہ مالک ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردے گا جیسا کہ اس سے قبل ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(۲) ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اس کی پشت سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا کہ نام اس کا تمہارے نبی کے نام پر ہوگا اور خلق میں تمہارے نبی کے مشابہ ہوگا نہ شکل وصورت میں۔

فائدہ

یعنی سیرتِ باطنی میں نبی علیہ السلام کے مشابہ ہوگا نہ تمام وجوہ سے صورتِ ظاہری میں لیکن بعض روایتوں میں صورت ظاہری سے مشابہت بھی وارد ہوئی ہے جیسا کہ شرح مشکوۃ میں ہے۔

(۳) ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی کشادہ پیشانی اور بلندو باریک ناک والے ہوں گے۔

(۴) ابوداؤد نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت بادشاہ اسلام فوت ہوجائے گا اس وقت اہل مدینہ سے ایک آدمی نکلے گا اور مکہ کی طرف چلا جائے گا اور لوگ اس سے بیعت خلافت کرنا چاہیں گے لیکن وہ اس سے انکار کرے گا بالآخران کی بیعت ہوگی۔اس کی تفصیل آتی ہے

علاماتِ ظہورِ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر قیامت کے آنے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے آدمی کو بھیجے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے پُر کردے گا۔(کنز العمال)

علاماتِ مہدی

بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہم نام ہوں گے،قدرے طویل بدن، چست رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا ﷺ کے چہرہ سے مشابہ ہوگا۔آپ کے اخلاق حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کے عین مطابق ہوں گے آپ کا نام محمد والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔

آپ کا علم لدنی (خدا داد) ہوگا۔ بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی،اس وقت دنیا کے گوش وکنار میں مسلمانوں کی حالت بڑی خوفناک ہوگی،عیسائیوں کی حکومت خیبر تک پہنچ جائے گی۔ایسے حالات میں مسلمان حضرت

امام مہدی ی تلاش میں ہوں گے اس اثناء میں حضرت امام مہدی مقامِ ابراہیم کے درمیان کعبۃ اللہ میں طواف کررہے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی۔اس واقعہ کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے گذشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہوگا اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ ندا آئے گی

هذا خليفة الله المهدى فاستمعوا له واطيعوا

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مہدی ہیں ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

اس آواز کو سب لوگ سن لیں گے آپ کی خلافت کے اعلان کے بعد مدینہ کی فوجیں مکہ معظّمہ چلی آئیں گی۔ شام،عراق اور یمن کے اہلِ حق اور اولیاءکرام آپ کی فوج میں شامل ہوں گے،آپ اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے جسے تاج الکعبہ کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے جب یہ خبر اسلامی دنیا میں نشر ہوگی تو خراسان کا ایک مردِ مجاہد جس کا نام منصور ہوگا وہ بہت بڑی فوج آپ کی مدد کے لئے بھیجے گا۔تمام ابدال وعصائب (ابدال جیسے مردانِ خدا) امام مہدی کی بیعت کریں گے (ابدال شام میں ہوتے عصائب عراق میں) اسی دوران ایک قریشی خروج کرے گا اس پر امام مہدی لشکر بھیجیں گے یہ لشکر اس پر غالب آجائے گا اب امام مستقل طور پر دشمنانِ اسلام سے برسرِ پیکار ہوں گے یہاں تک کہ نصاریٰ کی افواج کو خوفناک شکست دیں گے۔بعد ازاں آپ بلادِ اسلام کے نظم ونسق اور فرائض وحقوق العبادکی انجام دہی میں مصروف ہوں گے اس کے بعد آپ قسطنطنیہ کو دشمنوں سے آزاد کرائیں گے،کفار کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گذرے گا،آپ اسلامی مملکت کے انتظام وانصرام میں مصروف ہوں گے کہ خبر آئے گی دجال آگیا ہے اور وہ مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔آپ یہ سنتے ہی ملک شام کی طرف مراجعت فرمائیں گے اور دجال سے پہلے شہر دمشق میں پہنچ کر اسلامی افواج کو تیار کر چکے ہوں گے اور آپ ہتھیار تقسیم کررہے ہوں گے کہ موذن عصر کی اذان دے گا۔حضرت امام مہدی اور دیگر اہل ایمان نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ دمشق کی جامع مسجد کے شرقی مینار پر دو فرشتوں کے ذریعہ جلوہ افروز ہوکر آواز دیں گے کہ سیڑھی لے آؤ آپ نیچے اتر کر حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے اس کے بعد حضرت امام مہدی کی امامت میں جماعت ہوگی۔امامت حضرت مہدی فرمائی گے کہ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔اب اسلام افواج کی کمان آپ کے سپرد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یہ کام بدستور آپ ہی کے سپرد رہے گا میں تو صرف دجال کے قتل کے لئے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہاتھ سے مقدر ہے۔صبح کو میدانِ کارزار گرم ہوگا فوج کی کمان امام مہدی ہی کے پاس رہے

گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور امام مہدی کے دور میں اسلامی شان وشوکت ہوگی اور آپ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کریں گے۔

حضرت امام مہدی کا آنا کوئی عجیب بات نہیں ہے جب وہ آئیں گے تو ان کی امامت کا اعلان مکہ سے کیا جائے گا کہ

هذا خليفة الله المهدی فاستمعوا له و اطيعوا

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مہدی ہیں ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

ریڈیو کی آواز ہی کو حضور ﷺ کی پیشین گوئی میں آسمانی آواز کہا گیا ہے کیونکہ اس آواز کا تخیل آج سے کئی سال قبل کہیں بھی موجود نہیں تھا یہ اعلان پوری دنیا میں سنا جائے گا اور اس سے پوری دنیا کی غیر مسلم طاقتوں پر سناٹا طاری ہو جائے گا۔

امام مہدی سات برس حکومت کریں گے اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا اہل اسلام آپ کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

ظهور مهدی رضی الله تعالیٰ عنه

شیعہ کی بات تو سرے سے ہے بے بنیاد بعض سنی اور سنی کہلوانے والے بے تکی ہانکتے ہیں صحیح وہی ہے جو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا ہے۔ سید المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں۔ اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ "لااقول ايقظ الهجرية بل ايقظ الجفرية" نے اس ایقظ جفری سے جو حساب کیا تو ۱۸۳۷ء آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ء کے ظہور امام مہدی کے اخذ کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں

اذراء الزمان علی حروف   ببسم الله فالمهدی قاما

ويحرج فی الحطيم عقيب صوما   الا فاقراه من عندی سلاما

جب بسم اللہ کے حروف کے مطابق دور زمان پہنچے گا اُس وقت امام مہدی کا ظہور ہو گا رکن و مقام ابراہیم کے درمیان ان

کی بیعت ہوگی اے ان سے ملاقات کرنے والے میرے بھی انہیں سلام عرض کرنا۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہ

فقیر اُویسی غفرلہ کے نزدیک سیدنا شیخ اکبر قدس سرہ کا قول حق اور مبنی برصواب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ دنیا کی سا ہزار سال عمر کا ذکر احادیث میں ہے اور حضور اکرم ﷺ کا ظہور مبارک پانچویں ہزار میں ہوا۔ نیز مذکورہ بالا حدیث کا اشارہ بھی اسی طرف ہے کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہوگا تب بھی امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں گے ایک دن سے یہ معروف دن مراد نہیں بلکہ

وَ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (پارہ ۱۷، سورۂ الحج، آیت ۴۷)

ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

اس معنی پر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور بیسویں صدی ہجری میں ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے عیسیٰ علیہ السلام حاکم و عادل ہو کر نازل ہوں وہ صلیب توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے نصاریٰ وغیرہ پر جزیہ رکھیں گے (بخاری و مسلم) یعنی جزیہ ساقط کریں گے اور انہیں اسلام کی ترغیب دیں گے اگر وہ اسلام سے انکار کریں گے تو آپ انہیں قتل کردیں گے اس دور میں یا اسلام ہوگا یا تلوار (لمعات) یعنی اسلام کے دعوت کے بعد اس وقت یا قبول اسلام یا تلوار سے گردن اُڑا دی جائے گی۔

انتباہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور تک نصاریٰ اپنے کفر پر قائم ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام کے تابع نہ ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام مال بہت تقسیم کریں گے یہاں تک کہ کوئی قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ آدمیوں کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ امام مسلم نے زیادہ کیا ہے جوان اُونٹنی کو چھوڑ دیا جائے گا کوئی اس پر سواری نہیں کرے گا اور آدمیوں میں بغض، حسد اور عداوت نہیں رہے گی اور آدمیوں کو مال دینے کے لئے بلایا جائے گا لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا۔ امام مسلم نے روایت کی ہے جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے امام اس وقت کے کہیں گے کہ تم امامت کرو اور نماز پڑھاؤ۔

ابن جوزی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ

السلام آسمان سے نازل ہوں گے نکاح کریں گے اوران کی اولادہوگی اور پینتالیس سال زمین پرٹھہریں گ بعدہ وفات پائیں گے اور میری قبر میں دفن ہوں گے ۔ میں اور عیسٰی علیہ السلام قیامت کے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان سے اُٹھیں گے لیکن صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراکرم ﷺ نے فرمایا عیسٰی علیہ السلام زمین پر سات سال ٹھہریں گے ۔

فائدہ

دونوں حدیثوں کی تطبیق یوں ہوگی کہ عیسٰی علیہ السلام پینتالیس سال زمین پر ٹھہریں گے اڑتیس برس آسمان پر تشریف لے جانے سے پہلے اور سات سال نزول آسمان کے بعد ۔اسی طرح کُل پینتالیس سال ہوئے۔

فائدہ

چونکہ ان دونوں کی تشریف آوری پر دین واسلام میں جملہ فتنے ختم ہوں گے اس لئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان دونوں کے تشریف لانے کی التجا کی ہے اگر چہ ان کی آمد اپنے وقت پر ہونی تھی لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی کے دور میں فتنوں کا زور تھا آپ نے ان کے مٹنے کے لئے ہر طرح کی سعی فرمائی عملی بھی اور دعاؤں سے بھی۔

فتنہائے ہند

تمام فتنوں میں بڑھ کر فتنہ وہابیہ ہے۔

وہابیہ

امام احمد رضا محدث بریلوی نے جو زمانہ پایا ہے وہ ہندوستان میں مسلمانوں کا زوال یا فتنہ کا عہد تھا بادشاہت ختم ہو چکی تھی ،انگریزوں کی غلامی کا دور تھا ،معاشرہ مسلم تہذیب اور اسلامی ثقافت کے عروج کو زیادہ نہیں دن نہیں گذرے تھے ،ہزار عیوب کے باوجود فنون لطیفہ کی دلکشی ابھی باقی تھی ،شعروسخن کا ہر طرف چرچا تھا ،محفلیں گرم تھیں ،زبان دانی کے سکے بٹھائے جاتے تھے ،حضرتِ رضا اپنی بے شمار صلاحیتوں کے ساتھ اگر رف اس میدان زبان دانی میں اپنا علم لہراتے تو کوئی مقابل نہ تھا مگران کی ساری توجہ حفاظت دین متین اور شریعت محمدی کی پاسبانی پر رہی ۔اسلام کے بنیادی عقائد پر جو بالتحریک حملے ہورہے تھے فتنہ نجدیہ نے جو طوفان برپا کر رکھا تھا اور جزیرۃ العرب کو ہلاتا ہوا یہ زلزلہ جس تیزی سے ہندوستان میں بڑھ چلا تھا اگر امام احمد رضا خاں اس کا توڑ نہ کرتے تو خدا معلوم کفریاتِ وہابیہ کا سیلاب کتنوں کے سفینۂ ایمانی کو غرق کر دیتا۔حضرت فاضل بریلوی نے جس جانفشانی اور جگر کاوی کے ساتھ ردوہابیہ کے لئے خود کو وقف کر دیا وہ

کچھ ان ہی کا حصہ تھا۔

ایں کار از او آید و مرداں چنیں کنند

ان کی زندگی کا یہ مذہبی مشن ان کی شاعرانہ مقبولیت کی راہ میں حائل رہا اور وہ اکثر حلقوں میں موردِ طعن و ملامت رہے مگر یہ سنت روزِ اول ہے کہ چراغِ مصطفویٰ سے شرارِ بولہبی ستیزہ کار رہا ہے۔

اہل سنت و جماعت کے امام عصر حاضر حق کے لئے کسی کو خاطر میں نہ لائے انہیں اس کا احساس تھا وہ لکھتے ہیں

سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں ۔۔۔۔ پھول بن کر ہو گئے کیا خار ہم

لیکن حوصلہ یہ تھا کہ

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار ۔۔۔۔ اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

رسول اللہ ﷺ نے نجد سے متعلق جو پیشنگوئیاں فرمائی تھیں وہ سب کی سب اپنے وقت سے ظاہر ہوئیں۔ ابن عبدالوہاب نجدی نے جو کچھ کیا وہ کس سے پوشیدہ ہے۔ اس کے پیروؤں کے عقائد شیطانی بس معاذ اللہ حب رسول کی شدت نے دشمنانِ رسول کے لئے کلک رضا کو واقعی خنجر خونخوار برق بار بنا دیا تھا۔ فرماتے ہیں

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے ۔۔۔۔ تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو ۔۔۔۔ ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے ۔۔۔۔ پھر کہے ہر اک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

کرے مصطفٰی کی اہانتیں کھلے بندوں یہ جراتیں ۔۔۔۔ کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

فتنہ وہابیہ ہند میں

ہندوستان میں وہابیت کے داعی اول شاہ محمد اسمعیل دہلوی ہیں جنہوں نے اپنی مختلف کتابوں اور بالخصوص تقویۃ الایمان کے ذریعہ اس خطرناک بیج کا زہر پورے غیر منقسم ہندوستان میں بو کر پورے ملک میں افتراق بین المسلمین کی آگ لگا دی اور ہر گھر سنیت و وہابیت کے اختلاف و انتشار کے شعلوں میں دہکنے لگا۔ علماءِ اسلام نے یہاں بھی اس کا مقابلہ کیا۔ جامع مسجد دہلی میں اس سے مناظرہ ہوا جس میں تمام علماءِ دہلی اس کے خلاف تھے سینکڑوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئیں۔

تقویۃ الایمان جس سے مسلمانانِ ہند میں اختلاف و انتشار کی تخم ریزی ہوئی اس کے بارے میں خود اس کے

مصنف شاہ اسمٰعیل دہلوی کا بھی اندازہ تھا بلکہ ان سے پیدا ہونے والے فتنے کا بخوبی علم اور کامل یقین بھی تھا جیسا کہ ان کے الفاظ سے یہ باتیں ظاہر ہورہی ہیں۔

میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ (حکایاتِ اولیاء یعنی ارواح ثلثہ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی صفحہ ۱۰۳،۱۰۴)

فاضل بریلوی نے علماءِ اہل سنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی تحریری قوت سے ان منتشر قوتوں کو اکٹھا کیا اور زندگی کی آخری سانس تک اس کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ اس کام سے انہیں بے پناہ دلچسپی تھی اور صحیح یہ ہے کہ انہیں وہابیت سے للہی بغض و استنکار تھا اور مسلمانوں کے لئے اسے وہ سب سے خطرناک اور ایمان سوز فرقہ تصور فرماتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ اس باب میں آپ کا نام سب سے زیادہ مشہور ہوگیا اور آپ کو ردِ وہابیہ کا نشان سمجھا جانے لگا۔

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس فرقہ کا مقابلہ نہ کرتے تو آج یہ فرقہ ہند و پاک میں وہی کر دکھلاتا جو محمد بن عبدالوہاب نجدی نے خطۂ حجاز اقدس میں کر دکھلایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہابی تحریک کے دلدادہ سب سے زیادہ امام احمد رضا محدث بریلوی سے دشمنی رکھتے ہیں اور بہمہ وجوہ انہیں نہ صرف بدنام کرنے کی سعی خام کرتے ہیں بلکہ ان کے نام کو عالم اسلام میں مٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جتنا زور لگاتے ہیں اتنا ہی امام احمد رضا کا نام اجاگر ہوتا جارہا ہے ہائے افسوس ہے ان سنیت کے نام پر باعزت زندگی بسر کرنے والوں پر کہ وہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر سنیت کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں لیکن انہیں یاد رہنا چاہیے کہ اس سے تم اپنا نقصان خود کر رہے ہو۔ سنیت اور پاسبانِ سنیت امام احمد رضا قدس سرہ کا نام تاقیام قیامت زندہ تابندہ رہے گا۔

نوٹ

یہ مثنوی بھی اسی فرقہ وہابیہ اسماعیلیہ کے عقائد فاسدہ کی تردید میں لکھی گئی ہے جس کی تفصیل آتی ہے۔

مثنوی

(۱۱) آہ آہ از ضعف اسلام آہ آہ آہ آہ از نفس خود کام آہ آہ

(۱۲)مرد ماں شھوات رادیں ساختند — صدھزاراں رخنھا انداختند

(۱۳)ھر کہ نفسش رفت را ھے از ھوا — ترك دیں گفت ونمودش اقتدا

(۱٤)بھر کارے ھر کرا گفتہ تعال — سرقدم کردہ نمودش امتثال

(۱۵)ھر کرا گفت اینچنیں کن اے فلاں — گفت لبیك وبزیر فتش بجان

(۱٦)آں یکے گویاں محمد آدمی ست — چوں من ودروحی اورابرتریست

(۱۷)خبررسالت نیست فرقے درمیاں — من برادر خورد باشم او کلاں

(۱۸)ایں نداندازعمی آں ناسزا — یاخودست ایں ثمرہ ختم خدا

(۱۹)کہ بود مرلعل را فضل وشرف — کے بود ھم سنگ او سنگ وخزف

(۲۰)آں خزف آفتادہ باشد برزمیں — بس ذلیل و خوار وناکارہ مبیں

(۲۱)لعل باشد زیب تاج سروراں — زینت وخوبی گوش دلبراں

حل لغات ۱۱

آہ آہ، افسوس ہائے تکرار صرف تاکید کی وجہ سے ہے۔ضعف (عربی) کمزوری۔خودکام، خودغرض۔

ترجمہ

افسوس صدافسوس دین کی کمزوری سے سخت سے سخت ترافسوس ہے اور نفس خودغرض سے بھی سخت افسوس ہے۔

حل لغات ۱۲

مردمان، مردم کی جمع بمعنی لوگ۔شہوات، شہوت کی جمع ہے خواہش وغیرہ۔رخنہا، رخنہ کی جمع بمعنی جھگڑا، مزاحمت۔دوزن، دیوار، دراڑ۔

ترجمہ

لوگوں نے خواہشاتِ نفسانی دین بنالیا دین میں بے شمار رخنے ڈال دیئے۔

شرح

اہل سنت کے سوا تمام بدمذاہب کو دیکھ لیجئے ان کے عقائد ومسائل خود ساختہ اور اپنی خواہشات کے مطابق استدلال کریں گے بخلاف اہل سنت کے کہ وہ اپنے عقائد ومسائل میں اسلاف صالحین کے نقش پر چلیں گے امام احمد رضا

محدث بریلوی قدس سرہ کی تصاف سامنے رکھئے آپ کو اسلاف کے حوالہ جات سے عقیدہ و مسلک کی رہبری کریں گے یہی فرق ہے اہل سنت اوران کے غیروں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَه هَوٰیهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ(پارہ ۲۵،سورۃ الجاثیہ،آیت ۲۳)

بھلا دیکھوتو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرایا اور اللہ نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

بندگانِ ہوائے نفس کا حال

تفاسیر میں ہے کہ مشرکین کچھ روز تک ایک پتھر پوجتے تھے جب اس سے اچھا دوسرا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک دیتے دوسرا پوجنے لگے اس آیت میں ان کی اس حرکت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ درحقیقت اپنے نفس کی پوجا کرتے ہیں اپنے نفس کے محکوم ہیں۔ کچھ یہی حال بدمذاہب کا ہے دائرہ سنیت سے نکلا تو جس مذہب کو اختیار کیا تو اس میں بھی چین نہ آیا اس سے آگے بڑھا یہاں تک کہ دہریت میں گود میں جا پڑا۔ ایک صاحب نے اپنا تجربہ لکھا کہ بدمذہبی کی پہلی سیڑھی وہابیت ہے پھر انکارِ حدیث پھر نیچیریت آخر میں دہریت مثلاً غلام احمد قادیانی وہابیت سے بھاگا تو خود نبوت کا جھوٹا کر بیٹھا، عبداللہ چکڑالوی وہابیت سے نکلا تو منکر حدیث ہو کر اپنا مستقل ایک نیا مذہب بنا ڈالا وغیرہ وغیرہ۔

نکتہ

بدمذاہب کی تاریخ پر غور فرمائیں کہ یا وہ خود اہل سنت نکلا ہوگا یا اس کا باپ یا دادا اور نہ اس سے پہلے کے لوگ اہل سنت ہی تھے مثلاً دیوبندیوں کے اکابر کو دیکھ لیجئے کہ ان کے باپ دادا وغیرہ کیا تھے ایسے ہی دوسرے بدمذاہب کا حال ہے۔

لطیفہ

ہمارے شہر کے ایک بڑے مولوی نے اپنے حالات بقلم خود لکھے اپنے اجداد کے حالات میں لکھا کہ میرا دادا حضرت قاضی عاقل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید تھا اور میرا پَر دادا خواجہ محکم الدین سیرانی اُویسی قدس سرہ کا مرید تھا۔ میں نے اطلاع بھجوائی کہ تمہارے بزرگ تو ہمارے پیر بھائی تھے تم کیوں ہم سے جدا ہو گئے خاموشی کے سوا جواب ہی کیا تھا۔

سوال

کسی نے مجھ پرسوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ سنی وہابی دیوبندی و دیگر مذہب میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن بہت کم سنا جاتا ہے کہ دیوبندو ہابی سنی ہو گیا ہے۔

جواب

پاک پانی کے تالاب (دہ دردہ سے کم) کو ایک قطرہ پانی کا پلید کر جاتا ہے لیکن پلید پانی کو پاک کرنے کے لئے کافی محنت درکار ہوتی ہے۔

ازالۂ وھم

بدمذہبیت جہالت سے نہیں علم سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں " عَلٰی عِلْمٍ "کا اشارہ بتارہا ہے کہ وہ لوگ علم کے باوجود گمراہ ہو جاتے ہیں اور انہیں گمراہ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے بلکہ قرآن بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام

یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲۶)

اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔

گمراھی کی وجه

علم کے باوجود گمراہ کیوں اس کی وجہ بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی

وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا۠ (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

فائدہ

سوائے اہل سنت کے تمام گمراہ فرقے بے مرشد ہیں بلکہ بعض تو اُلٹا سابقین کاملین اولیائے امت کو الٹا گمراہ کہتے ہیں اور ان کی تعلیم و تحقیق کو گمراہی بلکہ شرک گرسمجھتے ہیں حالانکہ قرآن مجید ان کے اس خیال کی تردید فرماتا ہے

وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِـعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا۠ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

وَ كَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ (پارہ۲،سورۃالبقرہ،آیت۱۴۳)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمھیں کیا سب امتوں میں افضل تم لوگوں پر گواہ ہو۔

فائدہ

معلوم ہوا راستہ وہی حق ہے جس پر اسلاف صالحین چلے اسی لئے ایسے لوگوں کے لئے فرمایا گیا ہے " شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ " تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

بہرحال اہل سنت کے سوا باقی فرقے گمراہ اور گمراہ کن ہیں انہی کی خدمت میں یہ اشعار ارشاد فرمائے ہیں۔

حل لغات ۱۳

اقتداء، پیروی۔

ترجمہ

جس راہ پر اس کا نفس از راہ خواہش چل پڑا اس نے دین ترک کرکے اس کی پیروی کی۔

حل لغات ۱٤

تعالیٰ (عربی) آ۔ امتثال (عربی) فرمانبرداری۔

ترجمہ

جس کام کے لئے اسے نفس نے کہا کہ آدھر آ تو اس نے سر کے بل اس کی فرمانبرداری کی۔

حل لغات ۱۵

لبیک (عربی) میں حاضر ہوں۔

ترجمہ

جس کام کے لئے اسے کہا کہ اے فلاں یہ کام کر اس نے نفس کے فرمان پر لبیک کہی اور اسے دل و جان سے قبول کیا۔

ترجمہ ١٦

ان گمراہ فرقوں میں سے ایک گمراہ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ تو ہمارے جیسے آدمی اور بشر ہیں انہیں برتری (فضیلت) وحی کی وجہ سے ہے۔

ترجمہ ۱۷

سوائے رسالت (پیغمبری) کے ہمارے اوران کے درمیان کوئی فرق نہیں میں ان کا چھوٹا بھائی ہوں اور وہ بڑے بھائی۔

دیگر پیروکاروں کی عبارات پیش کروں تا کہ سندر ہے

اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۸۱ پر لکھا

صفحہ ۸۰ پر لکھا سو بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

صفحہ ۸۵،۸۶ پر لکھا جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار اسی طرح سے ہمارے پیغمبر۔

فتاوٰی رشیدیہ جلد ۱ صفحہ ۵۱ میں مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اسماعیل کے عقیدہ مذکورہ پر ایک حدیث از خود گھڑ کر لکھا کہ خود (حضور ﷺ) نے فرمایا کہ مجھے بھائی کہو (معاذ اللہ)

فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ غیر مقلدین اور ان کی تمام شاخیں مثلاً تبلیغی جماعت، مودودی فرقہ وغیرہ ان سب کا یہی عقیدہ ہے۔

اس عقیدہ کی مختصر اُتر دید عرض کردوں تا کہ امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے آنے والے اشعار کی تمثیلات آسانی سے سمجھ سکیں۔

انتباہ

جو متن شعر نمبر ۱۷ کا فقیر نے لکھا ہے یہی صحیح ہے کیونکہ مصرعہ اول سے اسی مصرعہ ثانی کو منا سبت ہے اور علامہ شمس بریلوی (مرحوم) کے تصحیح کردہ اشعار میں مصرعہ ثانی ''جلوہ گاہ آفتاب کن فکان'' ہے جو کسی طریقہ سے فی الحال منا سبت نہیں رکھتا نا معلوم یہ مصرعہ یہاں کیسے۔

حل لغات ۱۸

عمی، اندھاپن۔ ختم، مہر کرنا۔ ثمر، نتیجہ

ترجمہ

وہ نالائق اندھے پن یہ نہیں جانتا یا یہ کہ اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی مہر کا نتیجہ ہے۔

شرح

یہاں سے ان بدمذہبوں کا رد شروع فرمایا جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھا فرمایا کہ انہیں اپنے اندھے پن میں کمالاتِ مصطفی ﷺ نظر نہ آئے یا (یقیناً) یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر ماری ہے یہ اس کا نتیجہ ہے کہ اتنے بڑے بڑے کمالات ان کی سمجھ میں نہیں آرہے۔

تقلید رومی قدس سرہ

یہ اشعار (اکثر) امام احمد رضا قدس سرہ نے عارف باللہ حضرت علامہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی تقلید میں لائے ہیں۔ فقیر عارف رومی قدس سرہ کے اسی موضوع کے اشعار مع ترجمہ لکھتا ہوں تاکہ ناظرین کو اندازہ لگانے میں آسانی ہو کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ عارف رومی قدس سرہ کے فیض سے جو نظائر فرمائے ہیں علمی اور فنی اعتبار سے کتنے بلند قدر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عارف رومی قدس سرہ عالم دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو فرماتے اے احمد رضا تو نے کمال کر دیا۔ مثنوی مولانا رومی قدس سرہ کے اشعار مع ترجمہ

کافران گفتند احمد را بشر　　　این نمی دانستند آن شق القمر

کافروں نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھا لیکن یہ نہ سمجھا کہ آپ نے چاند چیر دیا۔

اشقیا را دیدۂ بینا نبود　　　نیك وبد در دیدہ شان یکساں نمود

بد بخت لوگ حق بیں آنکھوں سے محروم ہیں اس لئے ان کی آنکھوں میں نیک و بد یکساں دکھائی دیتا ہے۔

همسری باانبیاء برداشتند　　　اولیا را همچو خود پندا شتند

چنانچہ انہوں نے انبیاء کی برابری کا دعویٰ کر دیا اور اولیاء کو اپنے برابر سمجھ لیا ہے۔

گفت اینك مابشر ایشاں بشر　　　ماؤ ایشاں بستۂ خوابیم وخور

اگر کسی نے اس سوئے ادب پر اعتراض کیا تو کہہ دیا ہم بھی انساں وہ بھی انسان ہم اور دونوں سونے اور کھانے وغیرہ کے پابند ہیں پھر فرق کیا ہوا؟

ایں نہ دانشتند ایشاں از عمی　　　هست فرقے درمیاں بے منتهی

مگر انہوں نے اپنی کورِ باطنی سے یہ نہ سمجھا کہ دونوں فریقوں میں بے انتہا فرق ہے۔

هردو گوں زنبور خورد ند از محل　　　لیکن شدزاں نیش دزاں دیگر عل

مثلاً ہر دو رنگ کی زنبوروں (یعنی بھڑ اور شہد کی مکھی) نے (پھولوں اور شگوفوں کا رس) ایک ہی جگہ سے چوسا مگر اس سے ڈنگ پیدا

ہوااوراس دوسری سے شہد۔

ہردو گوں آھو گیا خورد ندو آب　　زیں یکے سر گیں شلوزاں مشك ناب

دوسری مثال یہ کہ دونوں قسم کے ہرنوں نے ایک ہی طرح کی گھاس چری اور ایک ہی گھاٹ سے پانی پیا لیکن ایک میں تو میگنیاں بن گئیں اور دوسری میں خالص کستوری۔

ہردونے خور دندازیك آنجور　　آں یکے خالی و آں پر از شکر

تیسری مثال یہ کہ دونوں قسم کے نے ایک ہی گھاٹ سے سیراب ہوئے لیکن ایک کھوکھلا ہے اور وہ دوسرا شکر سے پُر ہے۔

صدھزاراں ایں چنیں اشباہ میں　　فرق شاں ھفتاد سالہ راہ بیں

ایسی ہی لاکھوں نظیریں دیکھو گے ان میں ستر برس کی راہ کا فرق پاؤ گے۔

ایں خورد گردو پلیدی زوجدا　　واں خورد گردو ھمہ نورِ خدا

اسی طرح یہ غذا کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے اور وہ (نبی) جو کھاتا ہے تو سب کا سب نورِ خدا بن جاتا ہے۔

ہر دوصورت گربھم ماند رواست　　آب تلخ و آب شیریں را صفاست

اگر چہ دونوں کی صورتیں ملتی جلتی ہیں جیسے تلخ پانی اور میٹھے پانی میں پانی موجود ہے۔

جز کہ صاحب ذوق کے شناسد بیاب　　او شناسد آ ب خوش از مشورہ آب

سوائے صاحب ذوق کے کون پہچان سکتا ہے اس صاحب ذوق کی تلاش کر کے اس سے مل کر معلومات حاصل کر اس لئے کہ وہی میٹھے اور کڑوے پانی کا فرق کر سکتا ہے۔

فائدہ

حضرت عارف رومی قدس سرہ نے عامی مثالیں قائم فرمائی ہیں تا کہ عوام کو مسئلہ ذہن نشین ہو اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اشعار علمی رنگ جماتے ہیں جیسا کہ آگے آتا ہے اس سے یہ وہم نہ ہو کہ عامی و علمی فرق کرنے عارف رومی قدس سرہ کی تحقیر تو نہیں رہی۔ فقیر نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ کے قلم سے جو علمی جواہر بکھرے ہیں یہ بھی درحقیقت عارف رومی قدس سرہ کا فیض ہے ہاں عارف رومی کے اشعار عامی اس لئے ہیں کہ عارف رومی قدس سرہ نے "کلموا الناس علی قدر عقولھم" (لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرو) چونکہ عارف رومی قدس سرہ نے عوام کو سمجھانا تھا تو آپ نے عامیانہ امثلہ بیان فرمائی ہیں اہل علم کو معلوم ہے کہ عوام سے

عامیانہ گفتگو کرنے والے کے لئے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ علمی نکات وحقائق سے بے خبر ہے۔قرآنی آیات واحادیث مبارکہ کے شواہد سامنے رکھ کر فیصلہ خود فرمائیے اور امام احمد رضا محدث بریلوی کے مخاطبین علم کے مدعی بلکہ ٹھیکیدار تھے کہ وہ صرف اور صرف خود کو اہل علم سمجھتے دوسروں کو بالخصوص امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے ساتھ ظالموں کو خصوصی بیر تھا اسی لئے ان کو علم سے کوسوں دور ظاہر کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا قدس سرہ کا ستارہ ایسا روشن فرمایا کہ بعد کو وہی اعداء آپ کو راس المحققین تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔سچ ہے

الفضل ما شهدت به الاعداء

چند نمونے فقیر نے شرح حدائق جلد سوم میں درج کئے ہیں اب پڑھئے اب امام احمد رضا قدس سرہ کی مثنوی اور دیجئے ان کو علمی داد اور برسایئے ان پر تحسین کے پھول۔

حل لغات ۱۹

خزف (بفتحتین) ٹھیکری۔

ترجمہ

لعل کو فضیلت اور بزرگی ہے اس کے بظاہر پتھر ہونے کے باوجود پتھر اور ٹھیکری اس کے ہمسر کیسے ہو سکتے ہیں۔

حل لغات ۲۰

مہین (بالفتح) ذلیل وخوار۔

ترجمہ

پتھر اور ٹھیکری کا یہ حال ہے کہ وہ ہر وقت زمین پر ذلیل وحقیر اور بیکار پڑے ہوئے ہیں۔

شرح

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے جیسا بشر سمجھنے والوں کے تمام دلائل کو صرف ایک ہی مثال میں ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے ان کا عقیدہ تو فقیر نے گذشتہ صفحات میں لکھ دیا اب ان کے دلائل کا خلاصہ ملاحظہ ہوں۔

دلائل مخالفین کا خلاصہ

حضور اکرم ﷺ تمہارے جیسے بشر اور آدمی ہیں ہماری طرح پیدا ہوئے اور ہماری جنس سے ہیں تمام لوازماتِ بشریہ آپ کو لاحق ہوئیں ہمارے طرح جیئے ہماری طرح مرے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ . (پارہ ۱۶،سورۃ الکھف،آیت ۱۱۰)

تم فرماؤظاہرصورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

" اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ انسی کما تنسون "وغیرہ وغیرہ۔

جواب

اس کی تفصیل تو فقیر نے "البشریۃ لتعلیم الامۃ" تصنیف میں کر دی ہے۔مختصراً گزارش ہے کہ ہم بشریت کے کب منکر ہیں بلکہ منکر کو کافر کہتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ بشریت حقیقی یا عارضی اور پھر جھگڑا حقیقت بشریت کا ہے ہم اس کی حقیقت نور مانتے ہیں مخالفین سرے سے اس حقیقت نور ہی کو تسلیم نہیں کرتے۔

ارشاداتِ رسول ﷺ

بخاری ومسلم وغیرہ میں خودسرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا "ایکم مثلی "اورفرمایا "لست کھیئتکم"اورفرمایا "انی لست کاحد منکم"یعنی میں بے مثل ہوں اور تم سے میری مثل کوئی نہیں۔مخالفین صرف صورۃ بشری تک محدود ہیں حالانکہ محققین اہل سنت اسلاف وصالحین کا فرمان روح البیان نے پارہ ۱۶ آیت "کٓھٰیٰعٓصٓ" کے تحت لکھا کہ

(۱)بشری،کما قال اللہ تعالیٰ

" اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "(پارہ ۱۶،سورۃ الکھف،آیت ۱۱۰) ظاہر بشری صورت میں تو میں تم جیسا ہوں۔

(۲)ملکی،کما قال اللہ تعالیٰ

لست کا حد کم ابیت عند ربی

(۳)حقی،کماقال اللہ تعالیٰ

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

اسی سے "من رآنی فقد رآی الحق"کا معنیٰ ظاہر ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ سے ان تین صورتوں میں علیحدہ علیحدہ طریقہ سے گفتگو فرمائی اس کی مکمل گفتگو تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان میں اسی مقام پر پڑھیے۔

اول الخلق ﷺ

عارضی بشریت کا یہ مطلب ہے کہ بشریت کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوا حالانکہ دلائل قاطعہ شاہد ہیں کہ

آپ ﷺ جملہ عالمین سے پہلے پیدا ہوئے اور موصوف نبوت بشریت مبارکہ سے پہلے نبوت سے موصوف تھے

كنت نبيا وآدم لمنجدل فی طينة ابھی آدم علیہ السلام گارے میں تھے میں نبی تھا۔ (ﷺ)

نکتہ

نبوت وصف ہے جو موصوف کے بغیر اس کا صدور ناممکن ہے تو اس کا موصوف کون وہی جو ہم نے کہا وہی ذات جو اس وقت نبوت سے موصوف تھی وہ اس وقت کیا تھی نور یا بشر تو کہہ نہیں سکتے کیونکہ بشر تو آدم علیہ السلام ہیں تو لازماً ماننا پڑے گا کہ وہ پہلے ذات اس وقت نور تھی یہی ہم کہتے ہیں ں کہ وہ ذات جو اس وقت نور تھی اس نے جامۂ بشریت پہنا جو عالم دین میں ظہور پذیر ہوئی لیکن وہ بھی مثلی (جنسی بشریت) میں ورنہ اس کی حقیقت بھی نوری تھی اس کی تفصیل آتی ہے یہاں اس نور کی عالم بشریت میں تشریف لانے کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

ولادتِ نبوی ﷺ کی روایات

حضرت آمنہ ولادتِ قدسی کے احوال بیان فرماتی ہیں کہ میرے بطن سے ایسے نور کا ظہور ہوا جس سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے یہاں تک کہ وفورِ نور کے عالم میں مجھے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے

انه خرج منی نورا ضاء لی به قصور بصری من ارض الشام. (السیرۃ النبویہ ابن ہشام صفحہ ۱۱۱)

بیشک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی روشنی سے بصرہ اور شام کے محلات روشن ہو گئے۔

عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے تو آپ نے جواب میں یہ کلمات کہے

انا دعوة ابی ابراهيم وبشرىٰ عيسىٰ ابن مريم وراضاء ت له قصور الشام (زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۱۰۵)

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ ابن مریم کی بشارت ہوں میری والدہ ماجدہ نے (وضع حمل کے وقت) دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا جس سے محلات شام روشن ہو گئے۔

روایات کے مطابق وہ رات جس میں نورِ محمدی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء بطورِ امانت حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل ہوا جمعہ کی رات تھی اس رات اللہ تعالیٰ نے رضوانِ جنت کو جنت کے سارے دروازے کھول دینے کا حکم فرمایا اور ایک

منادی کو یہ ندا دینے پر مامور فرمایا کہ وہ سعید ساعت قریب آن پہنچی ہے جس میں بشیر ونذیر، ہادیٔ کائنات اور نبی آخر الزمان ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے پھر کراں تا کراں تمام عالم ملکوت وجبرت کو معطر کیا گیا اور قدسیانِ فلک کو مل کر اس نورِ مستور کے ظہور کی خوشی میں حمدیہ گیت گانے کا حکم دیا گیا۔

بتوں کا بُرا حال

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شب نورِ مصطفوی ﷺ بطن آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل ہوا تمام مقامات ومکانات نور سے سے معمور ہوگئے ہاتھ سے تراشے ہوئے بت منہ کے بل اوندھے گر گئے، تختِ شاہی الٹ دیئے گئے، چوپایوں کو گویائی مل گئی اور مشرق سے مغرب تک سب چرند پرند وحوش وبہائم اور دریائی مخلوق ولادتِ سرکارکائنات ﷺ کی بشارتیں دینے لگی۔

برکت ھی برکت

سالِ ولادت، نوید بہار کا پیش خیمہ بنا، خشک بے آب وگیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی نصیب ہوئی، سوکھے درختوں کی پژمردہ شاخیں ہری بھری اور بارآور ہوگئیں اور ساکنانِ بطحا جو اس سے پہلے قحط سالی کی وجہ سے معاشی بدحالی کا شکار تھے اس سال کی برکت سے اتنے خوشحال اور فارغ البال ہوگئے کہ اسے کثرتِ خیروبرکت کا کے باعث ''سنة الابتهاج''(فتح، تروتازگی اور خوشحالی کا سال قرار دیا گیا) (زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۰۵)

تصدیق نبوی ﷺ

حضور اکرم ﷺ اپنی ولادت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

ثم ان امی رأت فی منامها ان لذی فی بطنها نور . (الخصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۴۷، المواہب جلد ا صفحہ ۲۷)

پھر میری والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے بطن (مبارک) میں نور ہے۔

دورانِ حمل

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دورانِ حمل مجھے کسی قسم کی تکلیف یا کسی ایسے عارضے کی کبھی شکایت محسوس نہ ہوئی جو بالعموم ان ایام میں عورتوں کو ہوجایا کرتی ہے بلکہ میرے جسم میں ایک عجیب نشاط افزا قسم کی خوشبو رچ بس گئی تھی جس سے طبیعت کو ایسی بشاشت وراحت نصیب ہوئی جو کسی عورت کو اس سے پہلے نہ ہوئی ہوگی۔ (زرقانی جلد ا صفحہ ۱۰۹)

فوالله مارايت من حمل قط كان اخف ولا ايسر منه. (زرقانی صفحہ ۱۰۹)

خدا کی قسم میں نے کسی حمل کو اس سے زیادہ ہلکا اور آسان تر کوئی حمل نہیں دیکھا۔

فائدہ

یہ تمام علامات اس نور اولین کے مطلع عالم پر ظہور پذیر ہونے سے پہلے کی تھیں جو سبب تخلیق کائنات اور باعث تکوین موجودات ہے۔

سوال از امثالیہ

ان تمام فرقوں پر ہمارا سوال ہے کہ نفس بشریت میں تم حضور اکرم ﷺ کی مثل بنتے ہو تو ان روایات کو پڑھ کر سوچیں کہ تمہاری حیثیت کیا ہے اور ان کی حقیقت کیا۔ ایک نقشہ سامنے رکھ کر جواب دیجئے۔

عام بشر

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الطارق، آیت ۶، ۷)

جست کرتے پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے۔

نبی اکرم ﷺ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ . (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔

انتقل النور من " بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ"

حضور اکرم ﷺ اصلابِ طاہرہ سے ارحامِ طاہرہ کی طرف منتقل ہوئے۔

کئی حیثیات میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۲) نطفہ کا فرق ذہن میں ہو (۳) علقہ (۴) مضغہ (۵) ہڈیاں

سرکار ﷺ یہ اطوار بدلتے بھی ہوں لیکن نورانیت کی صورت میں ورنہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیانات کے بعد ہر بشر اپنی ماں سے حال پوچھے علاوہ پیٹ پھولنا ہر بشر کی ماں کو ہوا اور نور کی ماں کا پیٹ کیوں نہ پھولا۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ

اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ o (پارہ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۱۲ تا ۱۴)

اور بیشک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

دورانِ حمل

کسی کو کیا علم کہ کون اور کیا ہوا لیکن حضور اکرم ﷺ کی والدہ کے بیانات

(۱) انبیاء علیہم السلام کی سلامی (۲) ملائکہ کرام کی سلامی

(۳) بی بی جہاں جائے احجار و اشجار کی سلامی

(۴) پیٹ کے اندر سے حضور اکرم ﷺ کی تسبیح کی آواز۔ (سیرۃ حلبیہ)

(۵) دورانِ حمل کارکنانِ تقدیر کی قلموں کی آواز سن کر حالات سے آگاہی۔ (زرقانی و فتاوی عبدالحیٔ)

چیلنج

ہے کوئی ایسا بشر جو دورانِ حمل اپنی ایسی کیفیت خود تو کیا جانے کوئی اور اس کی گواہی دے۔

انتباہ

علمی کمالِ مصطفیٰ ﷺ نہ بھولئے کہ سب کچھ روایات کی صورت میں کس نے بتایا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہت عرصہ پہلے وصال ہو گیا پھر ان کی مرویہ روایات کو تسلیم کرنا ہے تو انہیں مومنہ بھی ماننا پڑیگا اس کی برادری یعنی مثلیت کا دم بھرنے والی پارٹی کو درسِ عبرت کی دعوت ہے۔

ولادتِ باسعادت اور عجائبات و کمالات کا ظہور

جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت شفاء وہ خوش نصیب خاتون تھیں جو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھیں اس طرح گویا انہیں آپ ﷺ کی دایہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شفاء حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ ماجدہ تھیں وہ فرماتی ہیں جب ولادت کی ساعت آئی تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ساری فضا یکا یک جگمگا اُٹھی اور آسمانوں کے ستارے ہمارے اتنے قریب آگئے کہ ہمیں خدشہ ہو گیا کہ کہیں وہ زمین پر نہ گر جائیں۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۱۲)

ظہورِ قدسی کی ساعت سعید بہت سے عجائبات وغرائب اور کمالات کی حامل تھی۔حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

ثم أخذني ما يأخذ النساء فسمعت وجبة عظيمة وأمرًا عظيمًا هالني، ثم رأيت كأن جناح طائر أبيض قد مسح على فؤادي فذهب عني الرعب وكل وجع أجده، ثم التفت فإذا أنا بشربة بيضاء فتناولتها فأصابني نور عال، ثم رأيت نسوة كالنخل طوالا كأنهن من بنات عبد مناف، يحدقن بي فبينما أتعجب وأنا أقول واغوثاه من أين علمن بي قال في غير هذه الرواية فقلن لي نحن آسية امرأة فرعون ومريم ابنة عمران وهؤلاء من الحور العين. (زرقانی جلد ا صفحہ ۱۱۲)

مجھے عورتوں کی طرف درد زہ شروع ہوا تو میں نے ایک آواز سنی جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پَر میرے دل کو مس کر رہا ہے جس سے میرا تمام خوف اور درد جاتا رہا پھر میں متوجہ ہوئی تو میں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید مشروف پایا جسے میں نے پی لیا۔ وہ شہد سے بھی میٹھا تھا پھر مجھے ایک بلند نور کے ہالے نے گھیرے میں لے لیا میں نے دیکھا کہ حسین وجمیل عورتوں نے جو قد کاٹھ اور چہرے مہرے میں عبد مناف کی بیٹیوں سے مشابہ تھیں مجھے اپنے حصار میں لے لیا میں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آ گئیں وہ کہنے لگیں کہ ہم آسیہ اور مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ حوریں ہیں۔

اسی طرح ولادت کے باب میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درج ذیل روایات منقول ہیں

فكشف الله عن بصري فرأيت مشارق الأرض ومغاربها، ورأيت ثلاثة أعلام مضروبات، علمًا بالمشرق وعلمًا بالمغرب، وعلمًا على ظهر الكعبة

پھر اللہ نے میری آنکھوں سے حجابات اُٹھا دیئے تو شرق تا غرب تمام روئے زمین مجھ پر عیاں ہو گی اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر۔

فوضعت محمدًا ﷺ فنظرت إليه فإذا هو ساجد قد رفع أصبعيه إلى السماء كالمتضرع المبتهل، ثم رأيت سحابة بيضاء قد أقبلت من السماء حتى غشيته فغيبته عني، ثم سمعت مناديًا ينادي طوفوا به مشارق الأرض ومغاربها وأدخلوه البحار ليعرفوه باسمه ونعته وصورته (زرقانی جلد ا صفحہ ۱۱۳)

جب میں حضور اکرم ﷺ کو اس عالم رنگ بو میں لانے کا سبب بنی تو میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا پھر میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ پکار رہا تھا کہ ان کو زمین کے مشارق و مغارب میں پھیراؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ وہ آپ کو نام اور صفت و صورت سے جان سکیں۔

بخ بخ قبض محمد ﷺ على الدنيا كلها لم يبق خلق من أهلها إلا دخل فى قبضة (الخصائص الکبری جلد۱صفحہ۴۹)

میں نے سنا کہ کوئی پکارنے والا کہہ رہا تھا واہ واہ محمد (ﷺ) نے ساری دنیا کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے لیا کوئی مخلوق ایسی باقی نہیں جو آپ کے قبضہ و اختیار سے باہر ہو۔

رايت حين وضعة نوراء اضاء ت له قصور الشام. (زرقانی صفحہ۱۱٦)

آپ ﷺ کی ولادت کے وقت اتنا نور ظاہر ہوا کہ میں نے شام کے محلات کو دیکھ لیا۔

مشہور صحابی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی میں خانہ کعبہ میں بیٹھی ہوئی تھی

رأيت البيت حين وقع قد امتلأ نورًا، ورأيت النجوم تدنو حتى ظننت أنها ستقع علي.(زرقانی جلد۱ صفحہ۱۱٦)

میں نے دیکھا کہ ولادت کی ساعت حرم کعبہ نور سے معمور ہو گیا اور ستارے زمین کے اتنے قریب آگئے کہ مجھے گمان ہو گیا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ اُس وقت میری عمر سات، آٹھ سال کی تھی اور مجھ میں اتنا شعور تھا کہ دیکھی اور کہی سنی باتوں کو سمجھ سکوں۔ ایک صبح میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ بلند آواز سے چلاتا جا رہا تھا اس کا شور سن کر دوسرے یہودی اس کے گرد جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا ماجرا پیش آیا ہے میرے کانوں نے اس یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا

طلع الليلة نجم احمد الذى ولدبه. (زرقانی جلد۱صفحہ۱۲۱)

آج کی رات وہ ستارا احمد جس نے طلوع ہونا تھا ظاہر ہو گیا۔

مورخین اور روایانِ حدیث نے ظہورِ قدسی کے وقت جس نمایاں علامات کا تواتر کے ساتھ ذکر کیا ہے ان میں

کسریٰ (نوشیرواں) کی سلطنت میں اس کے محل کے چودہ کنگروں کا گر جانا، بحیرۂ ساوہ کے پانی کا خشک ہو جانا اور ایک ہزار سال سے مجوسیوں کے روشن کئے ہوئے آتش کدے کا بجھ جانا وہ غیر معمولی واقعات ہیں جن کا تذکرہ کتب سیرۃ میں ملتا ہے

لما کانت اللیلۃ التی ولد فیھا رسول اللہ ﷺ ارتج ایوان کسریٰ وسقط منہ اربع عشرۃ شرفۃ وخموت نارفارس ولم تخمد قبل ذالک الف عام و غاضت بحیرۃ ساوۃ

جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی مبارک رات آئی تو کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور فارس میں (آتش پرستوں کی جلائی ہوئی) آگ بجھ گئی جو کہ اس سے پہلے ایک ہزار سال تک نہ بجھی تھی اور بحیرۂ ساوہ خشک ہو گیا۔

ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گر جانا اس بات کی علامت تھی کہ نوشیرواں بادشاہ کے چودہ جانشین ہوں گے جن کے بعد اس کی بادشاہت اسلام کے زیرِ نگین آ جائے گی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایران کا چودھواں بادشاہ یزدگرد بن شہریار مجاہدین اسلام کے سامنے تخت و سلطنت چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ ایسی بجھی کہ پھر دوبارہ روشن نہ کی جا سکی۔

ولادت کی صبح حریم کعبہ میں رکھے گئے بت تھرتھرا کر اوندھے منہ گر گئے حضرت عبدالمطلب سے مروی ہے کہ اس صبح اچانک میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کی جانب کعبہ کے در و دیوار سجدے کی حالت میں ہیں اور کعبہ کے اندر نصب شدہ بت اوندھے منہ گرے پڑے ہیں ان میں جو سب سے بڑا بت ہبل تھا اس میں سے آواز آئی لوگو! خبردار ہو جاؤ پیغمبر آخر الزمان ﷺ اس جہان آب و گل میں تشریف لے آئے ہیں۔ (شواہد النبوۃ جامی صفحہ ۲۵)

فائدہ

یہ نوری بشر کے لئے اہتمام کیا گیا صرف نبوت کا فرق اور نفس بشریت کے مدعیوں کو دعوتِ غور و فکر ہے۔

دوسروں کی زبان سے

وہ بیبیاں جو ولادت کے وقت موجود تھیں ان میں اُمِ عثمان سے سنیئے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حاضر تھی اس رات مجھے ہر چیز آفتاب کی مانند روشن

نظر آتی تھی۔ستاروں کومیں نے دیکھاتو یوں معلوم ہوتے تھے جیسے میری طرف چلے آرہے ہیں۔(شواہدالنبوۃ)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت وہب کہتی ہیں حضور(ﷺ)کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا۔شقراطیسی نے کیا خوب کہا ہے

ضاء ت لمولده الافاق واتصلت بشرى الهواتف فى الاشراق والطفل

آپ کی ولادت باسعادت کے نور سے سب عالم جگمگا اُٹھے اور ہاتف غیبی کی طرف سے مشرق ومغرب میں آپ کی ولادت کی خوشخبری پھیل گئی۔

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں حضوراکرمﷺ کی ولادت کے میں طوافِ کعبہ میں مصروف تھا جب آدھی رات گذری تو میں نے خانہ کعبہ کو مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کرتے اور اللہ اکبر کی آوازیں بلند کرتے دیکھا اور کہتے ہوئے سنا کہ اب مجھے مشرکوں کی نجاستوں اور زمانہ جہالت کی ناپاکیوں سے پاک وصاف کر دیا گیا ہے پھر اُس وقت تمام بت جھک گئے میں نے ہبل کی طرف دیکھا جو سب سے بڑا بت تھا تو وہ بھی اوندھے منہ ایک پتھر پر پڑا تھا اور منادی نے یہ صدادی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے محمد پیدا ہو چکے ہیں۔اس وقت میں صفا پہاڑ پر چلا گیا۔صفا پہاڑ کو میں نے پُرغوغا دیکھا مجھے ایسا نظر آتا تھا گویا تمام پرندے اور بادل مکہ پر سایہ کرنے آئے تھے پھر میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف آیا دروازہ بند تھا میں نے کہا دروازہ کھولو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ابا جان محمد ﷺ پیدا ہو گئے یہ امام ہیں۔علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قصیدہ بردہ میں کیا خوب کہا ہے

و بعد ماينوافى الافق من شهب منقضة وفق ما فى الارض من صنم

گر رہے تھے آسمان سے بھی ستارے اس طرح منہ کے بل اوندھے پڑے تھے بت زمین پر جس طرح

مفتی عنایت احمد کاکوروی لکھتے ہیں کہ سارے بت روئے زمین کے اس وقت سرنگوں ہو گئے اور یہ بات سوائے اہل اسلام کے زردشتیوں کی تاریخ میں بھی لکھی ہوئی ہے۔(تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۳)

نبی کریم ﷺ نے دنیا میں قدم رنجہ فرماتے ہی کلام فرمایا۔مختلف روایات میں مختلف الفاظ آئے ہیں۔ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفاء سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور آپ ﷺ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ

کہتا ہے "رحمک اللہ" آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (انوارِ محمدیہ)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اول کلمہ جو زبانِ فیض ترجمان سے نکلا یہ تھا

الله اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا سبحان الله بکرة واصیلا

قسطلانی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ بعد ولادت کے آپ ﷺ نے خدا کو سجدہ کیا اور انگشت مبارک آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا

لا اله الا الله انی رسول الله سوا خدا کے کوئی معبود نہیں میں خدا کا رسول ہوں

حافظ ابوالفضل بن حجر سیر الواقدی میں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی تکلم فرمایا۔ ابن سبع الخصائص میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پہلے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا

الله اکبر کبیر والحمد لله کثیراً

بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دنیا پر تشریف لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضوری دعا فرمائی

یارب هبلی امتی خدایا میری امت مجھے بخش دے

خطاب ہوا

وهبتک امتک باعلیٰ همتک میں نے تیری امت بسبب تیری بلند ہمت کے تجھے بخش دی

پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا

اشهدوا یا ملائکتی ان حبیبی لا ینسی امته عندالولادة فکیف ینساها یوم القیامة

اے فرشتو گواہ رہو کہ میرا حبیب ﷺ اپنی امت کو ولادت کے وقت نہیں بھولا تو قیامت کے دن کب بھولے گا۔ (سرورِ القلوب)

ابن کثیر لکھتا ہے کہ سرکار ﷺ پیدا ہوتے ہی سجدۂ الٰہی میں گر پڑے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ دونوں ہاتھوں پر سجدہ کرتے اور دونوں آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے پیدا ہوئے

اور سیرۃ حلبیہ جلد ا صفحہ ٦٣ میں ہے کہ آپ ناف بریدہ اور معطر و مطہر پیدا ہوئے۔

عمرو بن قتیبہ نے اپنے والد سے سنا کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو خدا نے فرشتوں سے کہا کہ آسمانوں اور بہشت کے دروازے کھول دو اس دن سورج کی روشنی میں زبردست اضافہ کر دیا گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی

برکت سے تمام دنیا کی عورتوں نے لڑکے جنے۔(انوارِ محمدیہ)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب کہتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی کو مات دے رہا تھا میں نے اس رات چھ علامات کا مشاہدہ کیا۔اول یہ کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو سب سے پہلے سجدہ ریز ہوئے دوم سجدے سے سر اُٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں ”لاالٰہ الا اللہ انی رسول اللہ“کہا سوم میں نے گھر کو آپ کے چہرہ انور کے نور سے روشن و منور دیکھا، چہارم میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کو نہلاؤں لیکن ہاتف نے آواز دی اے صفیہ! اپنے آپ کو زحمت نہ دے کیونکہ ہم نے اپنے محبوب کو پاک صاف پیدا کیا ہے، پنجم میں نے دیکھا کہ حضور مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے ہیں، ششم جب میں نے چاہا کہ آپ کو کسی کپڑے میں لپیٹوں تو آپ کی پشت پر میں نے مہر نبوت دیکھی اور آپ ﷺ کے کندھے کے درمیان دیکھا تو وہاں ”لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا۔(شواہد النبوۃ)

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ فرشتے آپ کو آسمان کی طرف لے گئے پروردگار نے تاجِ کرامت اور خلعت عظمت عنایت فرمایا۔(سرور القلوب)

طبرانی، ابو نعیم، خطیب اور ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے ایک عزت مجھے بخشی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا ہوں اور کسی نے میرے پوشیدہ مقام کو نہیں دیکھا۔ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مختون پیدا ہوئے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔(الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۰۴،۱۰۵)

انتباہ

حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت ظاہر ہونے والے معجزات سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدائشی طور پر نبی پیدا فرمایا تھا کیونکہ معجزات نبوت کی علامت ہوتے ہیں جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے انبیائے کرام میں سے کوئی نبی نہیں مگر انہیں معجزے عطا فرمائے گئے کہ انہیں دیکھ کر لوگ ایمان لائیں۔

موازنہ کیجئے

قطع نظر دیگر کمالات کے ہر بشر کی ولادت کی حالت و کیفیت کو رکھ کر فیصلہ فرمائے۔

نقشہ

نوری بشر		عام بشر
آمنہ بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشحال		دردزہ سے ماں کا بُرا حال
ماں ہنسی جگ جہاں ہنسا عرش تا فرش ''سوائے ابلیس سبھی خوشیاں منا رہے ہیں''		خود رویا ماں کو رلایا ''صیاح المود الخ'' (مشکوٰۃ شریف) چیخنا چلانا وغیرہ
معطر، مطہر، منور، سرمہ آنکھوں میں، تیل زلفوں میں، سبز لباس سے ملبوس، چہکتا دمکتا محبوب ﷺ		سر سے پاؤں تک گندگی سے لت پت اور بد بو ایسی کہ دایہ بھی پناہ مانگے
تشریف لاتے ہی سجدہ کرنا بتاتا ہے کہ جس ملک سے آئے ہیں پاک صاف ہو کر آئے اور سجدہ ریزی میں بھی امتی امتی		دایہ نہ نہلاتی تو اتنا بے بس کہ مکھیاں مہمان اور بے خبری کا کیا کہنا

یہ صرف چند نمونے عرض کئے ہیں کتب میلا د پڑھئے۔

تو بھی بشر وہ بھی بشر

ولادت کے بعد رضاعت پھر بچپن پھر لڑکپن پھر جوانی پھر اعلانِ نبوت سے تا وصال ایک ایک حال شاہد ہے کہ اے مثلیث والو سوچ لو

تو رینگتا ہے خاک پر سر عرش ہے ان کی گزر   نادان کچھ ہوش کہ وہ بھی بشر تو بھی بشر

لوازماتِ بشر

ہم لوازماتِ بشریہ حضور اکرم ﷺ کے لئے مانتے ہیں لیکن صرف لفظاً ورنہ

چه نسبت عالم خاك را بعالم پاك

مضمون کو طوالت سے بچا کر صرف چند لوازمات کی نشاندہی کردوں تاکہ مومن کا ایمان تازہ ہو۔ بشر کی غلیظ ترین اشیاء بول، براز خون ہے اور خفیف اشیاء تھوک، کھنکا، پسینہ وغیرہ کہ اشیاء پاک سہی لیکن کراہت طبیعہ اور نفرت کا اندازہ ہر انسان خود بجائے دوسروں اپنے متعلق بتا دے لیکن اس نوری بشر ﷺ پر قربان جایئے کہ یہ اشیاء نہ صرف پاک بلکہ پاک کنندہ نہ صرف پاک کنندہ بلکہ شفاء ہی شفاء نہ صرف شفاء ہی شفاء بلکہ جن خوش قسمتوں کو نصیب ہوئے اسے جنت کی جوید جیتے جی نصیب ہوئی۔ فقیر نے خوشبوئے رسول تصنیف میں تفصیل لکھ دی ہے کہ سر مبارک سے لے کر تلوؤں تک اور

بول و براز مبارک سے لے کر لعابِ دہن اور پسینہ تک کیا کیا کمال تھا ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا انسان کی غلیظ ترین گندگی پیٹ سے نکلنے والا گندا مواد کہ جس کا نام لینا بھی گوارا نہیں لیکن آقائے کونین ﷺ کی براز اقدس کا مختصر سا بیان حوالہ قلم کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ منکر کا ہوش ٹھکانے لگے۔

براز مقدس

انسان کے پیشاب میں بدبو ہوتی ہے تو معمولی اور غیر محسوس لیکن قضا حاجت کی بدبو تو جملہ حیوانات سے زیادہ بدبودار ہوتی ہے یہاں تک کہ انسان اپنی قضا حاجت سے خود بھی نہ صرف بیزار ہوتا ہے بلکہ ناک پر کپڑا رکھتا ہے لیکن حبیب خدا ﷺ کے بارے میں یہ تصور جہنم میں لے جائے گا بلکہ احادیث صحیح کی تصریح سے بشریت کی رٹ لگانے والے کے منہ پر طمانچہ چند روایات پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے کہ براز مبارک میں وہ خوشبو تھی کہ دنیا کے تمام عطریات شرمائیں۔

ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو عرض کی کہ

رایت یارسول اللہ انک تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت فی اثرک فما ادی شیئا الا انی اجد رائحۃ المسک

یارسول اللہ میں آپ کو بیت الخلاء داخل ہوتے دیکھتی ہوں آپ کی فراغت کے بعد اس میں کچھ نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ میں اس سے مشک کی سی خوشبو پاتی ہوں۔

اس کے جواب میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا

انا معاشر الانبیاء تنبت اجسادنا علی ارواح اھل الجنۃ فما خرج منھا شئی ابتعلت الارض (رواہ ابو نعیم و شفاء و خصائص جلد ۱ صفحہ ۷۰ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۹)

ہم انبیاء علیہم السلام وہ ہیں جن کے اجسام اہل جنت کی ارواح پر ہوتے ہیں اس سے جو کچھ خارج ہوتا ہے اسے زمین نگل جاتی ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں

انہ ﷺ إذا أراد أن یتغوط انشقت الأرض فابتلعت غائطه و بوله و فاحت لذلک رائحة طیبة

حضورا کرم ﷺ جب قضا حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی ہے وہ آپ کے بول وغائط شریف کونگل جاتی اسی لئے وہاں سے خوشبو مہکتی رہتی تھی۔(جمع الوسائل،شفاء)

کمال عقیدت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ حضورا کرم ﷺ نے قضا حاجت فرمائی فراغت کے بعد تشریف لائے میں اس ارادہ پر گیا کہ آپ سے جو کچھ خارج ہوا کھاونگا لیکن وہاں تو کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ اس جگہ مشک کی خوشبو آرہی ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

فائدہ

کتنی کمالِ عقیدت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے فضلہ مبارک کھانے کے لئے بیت الخلاء گئے کیا وہ نہیں سمجھتے تھے کہ بشر کا فضلہ پلید نجس بلکہ بدبودار ہوتا ہے لیکن وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے جیسا بشر نہیں بلکہ نورِ الٰہی سمجھتے تھے۔

مسئلہ

حضورا کرم ﷺ کے فضلاتِ مبارکہ پیشابِ اقدس اور براز مقدس وغیرہما ہمارے لئے نہ صرف دنیا بلکہ بہشت کی ہر نفیس سے نفیس تر غذا سے بڑھ کر ہے لیکن شانِ نبوت کی اتنی بلند قدر ہے کہ آپ کے لئے فضلاتِ مبارکہ اسی طرح ہیں جیسے ہمارے لئے اپنے فضلات۔مزید تحقیق فتاویٰ رضویہ کی جلد اول میں یا فقیر کی کتاب ''الدلائل القاہرہ فی ان فضلات الرسول طیبۃ وطاہرہ'' کا مطالعہ کیجئے۔

ترجمہ ۲۱

لعل (موتی) بادشاہوں اور سرداروں اور امیروں کے تاجوں پر ہوتا ہے اور وہ محبوبوں کے کان کی زیب وزینت بناتا ہے۔

شرح

بلاتمثیل کہا جاسکتا ہے کہ حضورا کرم ﷺ وہ نوری بشر ہیں کہ ملک وملکوت اور قدسِ لاہوت اور جملہ رسل وانبیاء واولیاء بلکہ خدا تعالیٰ کی جملہ مخلوق آپ کے نام پہ اک جان کیا صد جان فدا کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں اور صرف نام لیتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے کہہ اُٹھتے ہیں

هزار بار بشویم دهن بمشك و گلاب هنور نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اور عالم بشر کا یہ حال ہے کہ ان کا اکثر کا احوال یہ ہے ان کا اپنا باپ بیٹا ان کے ساتھ غصہ وغضب کی وجہ سے نام لینا تک بھی گوارا نہیں کرتا بلکہ جس کے باپ دادا اور آل واولاد کو حضور اکرم ﷺ سے بغض وعداوت کا علم ہو جائے تو وہ ان کی اہانت بلکہ قتل تک اپنے لئے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ چند واقعات بطورِ سند ملاحظہ ہوں

عبداللہ ابن ابی بن سلول

عبداللہ بن ابی بن سلول جو رئیس المنافقین تھا اس کے بیٹے عبداللہ نے جو مخلص ترین صحابی تھے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی اگر حکم ہو تو باپ کا سر قلم کر کے حاضر کر دوں جب اس نے کہا

لمن رحمنا الی المدینة لیخرجن الا عر منها الا ذل

اگر ہم مدینہ واپس لوٹے تو ہم عزت والے بےعزت لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے

جب واپس مدینہ لوٹا تو اس کا بیٹا تلوار سونت کر شہر کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے باپ سے کہا کہ اب تو اپنی زبان سے کہہ کہ

ان اذل الناس واصحاب محمد اعزه

میں تمام لوگوں سے ذلیل تر ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سب سے زیادہ معزز ہیں۔

ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

رئیس المنافقین نے کہا کہ سچ ہے تو یقیناً یونہی کرے گا اس نے کہا بخدا ضرور یونہی کر گزروں گا تیری گردن اُڑا کر چھوڑونگا۔ رئیس المنافقین مذکورہ بالا الفاظ اپنی زبان سے کہے اور کہا کہ واقعی میں ذلیل ترین ہوں اس کے بعد مخلص صحابی نے اپنے باپ کو چھوڑ دیا اگر وہ اقرار نہ کرتا تو رسول اللہ ﷺ کی عزت پر باپ کو بیٹا قتل کر دیتا کیونکہ وہ آیت

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ا (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

ان کی سچی اور عملی تفسیر تھے۔

فائدہ

ایسی مثال کہیں نہیں ملتی کہ بیٹا باپ کے سامنے ایسی جرأت کرے حالانکہ احادیث میں ہے کہ دوسرے امور میں یہ بیٹا باپ کا فرمانبردار تھا۔

درسِ ادب

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایسی غیرت ہمیں سبق دیتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت واحترام کے آگے بڑی سے بڑی شخصیت جوتے کی نوک کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ اسے معزز ومحترم سمجھا جائے یا اس کے ساتھ کسی قسم کی رو رعایت و دنیوی و دینی لحاظ سے اس کے ساتھ کوئی مروت کی جائے۔

عجوبہ

رسول اللہ ﷺ کی اس غیرت نے رئیس المنافقین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا لیکن اس کا ایک اور بیٹا بھائی کی غیرت کو دیکھ کر اسی وقت رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال دیا اور بہت بڑا جانثار صحابی ثابت ہوا۔ چنانچہ اس کی تفصیل آتی ہے۔

سبق

رسول اللہ ﷺ کی عزت واحترام پر کٹ مرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شعار تھا جسے غیر بھی دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی غلامی اپنے دولت اسلام سے نوازے جاتے لیکن آج کی بے غیرتی اسے انتشار اور شروفساد سے تعبیر کرتی ہے۔

ابا گھر نہیں آنے دوں گا

ایک روایت میں ہے کہ جب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے باپ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی بات کا علم ہوا تو وہ جوش وغضب سے بے قرار ہو گئے جب قافلہ اسلام مدینہ طیبہ میں داخل ہونے لگا تو وہ تلوار سونت کر باپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا عزت والا کون ہے خدا کی قسم جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں ہم مدینے میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

لوگوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی تو آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ باپ کو اپنے گھر آنے دو۔

فائدہ

باپ کی موجودگی میں گھر باپ کا لیکن عاشق نے دیکھا کہ وہ گستاخ مرتد ہو گیا اب اس کا گھر کیسا اسی لئے گھر آنے سے روک دیا لیکن چونکہ ابھی منافقین کے بارے میں ان کی علیحدگی کے احکام کا نزول نہیں ہوا تھا اسی لئے حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ باپ کو گھر آنے دو چونکہ گستاخوں اور بے ادبوں کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں اسی لئے رئیس المنافقین اب سمجھتے تو تعجب کیسا؟

گستاخ کو ہر طرف سے مار

بخاری شریف کتاب الصلح جلد اصفحہ ۳۷۰ میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو عرض کی گئی کہ آپ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے ہاں تشریف لے کر اسے سمجھائیں تو دین کا بھلا ہو گا آپ گدھا مبارک پر سوار ہو کر اس کی طرف روانہ ہوئے صحابی بھی پروانہ وار آپ کے ساتھ چل پڑے جب آپ عبداللہ بن ابی کے ہاں پہنچے تو اس بد بخت نے کہا

الیک عنی لقد آذانی حمارک — دور رہو تمہارے گدھا کی بد بخت بدبو مجھے ناگوار ہے۔

ایک انصاری (عبداللہ بن رواحہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

والله لحمار رسول الله اطب ریحا منک

بخدا رسول اللہ ﷺ کا مبارک گدھا تجھ سے اطیب (پاکیزہ تر) ہے۔

اس کلمہ سے عبداللہ بن ابی کو غصہ آیا اس کے طرف دار نے صحابی کو بُرا بھلا کہا انہوں نے اسے اس طرح دونوں کی طرف سے برادری کے لوگ لڑنے جھگڑنے لگے نوبت با ینجا کہ

فکان بینھما ضرب بالحدید والایدی والنعال

ڈنڈے بس رہے تھے ہاتھا پائی ہو رہی تھی جوتے مارے جا رہے تھے۔

اس پر ''وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا'' نازل ہوئی۔ (بخاری شریف)

تبصرۂ اویسی غفرلہ

صحابی کی عقیدت و ادب پر غور ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے گدھا مبارک کو عبداللہ بن ابی پر ترجیح دی جو بادشاہ منتخب ہونے والا تھا لیکن چونکہ بے ادب و گستاخ تھا اسی لئے صحابی نے اسے بدتر کہا یا در ہے یہ وہی با ادب گدھا مبارک تھا جب حضور اکرم ﷺ سوار رہتے ادب سے پیشاب اور لید نہ کرتا۔

صرف حضور اکرم ﷺ کے گدھا مبارک سے ترجیح پر عاشقوں ومنافقوں کی مذکورہ بالا جنگ چھڑ گئی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی کسی بھی نسبت سے لڑائی اور جنگ کرنا جھگڑنا سنت صحابی اور عین اسلام ہے۔(مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''گستاخوں کا بُرا انجام جلد دوم'' میں ہے)

بھائی کو قتل کرنے کی دھمکی

جب عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اپنے باپ کو رسول اللہ ﷺ کی عزت واحترام کے پیش نظر قتل کی دھمکی دی تو اس کا ایک چھوٹا بھائی ایمان لے آیا اور پھر ایسا جاں نثار ثابت ہوا کہ اس نے ہی بحکم رسول اللہ ﷺ ایک مفسد یہودی کو قتل کر ڈالا تھا۔

حکایت

مروی ہے کہ جب یہ جانثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) یہودی کے قتل کرنے کی تیاری میں تھا تو اسے بڑے بھائی (رئیس المنافقین کا تیسرا بیٹا) نے کہا کہ کیا تو ایسے آدمی کو قتل کر ڈالو گے جس کی نعمتوں کے آثار ہمارے پیٹ کی چربیوں میں ہے (یہ یہودی رئیس المنافقین کا بہت بڑا محسن تھا) جانثار صحابی نے اپنے بڑے بھائی کو کہا کہ حضور اکرم ﷺ مجھے فرمائیں کہ میں تجھے مار ڈالوں تو میں تجھے بھی قتل کر دوں گا پھر وہ بڑا بھائی اپنے گھر آیا اور گہری سوچ میں پڑا چنانچہ بڑی سوچ بچار کے بعد اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ یہ عجیب دین ہے جسے تو نے اختیار کیا ہے اس سے تیری اتنی محبت ہے اس کے بعد وہ بھی مسلمان ہو گیا۔(مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۵۳۱)

سبق

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم اور عزت واحترام ایک ایسی دولت ہے کہ جب نصیب ہوتی ہے تو پھر رشتہ داری، کنبہ برادری اور دیگر جملہ تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔

صدیق اکبر کی غیرت

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ (جب وہ حالت کفر پر تھے) کو تھپڑ ار دیا جب ان سے نبی پاک ﷺ کے شان اقدس کے متعلق نازیبا کلمہ صادر ہوا بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس تلوار ہوتی اس کی گردن اُڑا دیتا۔(روح المعانی)

بیٹے کا جواب

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے صاحبزادے نے عرض کی بدر میں میں نے آپ کو بارہا قتل کا پروگرام بنایا اور آپ پر میرے حملے بھی ہو سکتے تھے لیکن میں نے باپ سمجھ کر ٹال دیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم میرے سامنے آتے تو کبھی بچ کر نہ نکلتے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم بدر میں اپنے باپ الجراح کو قتل کیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ بن ابی سلول (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور اکرم ﷺ کے قریب بیٹھے تھے حضور اکرم ﷺ نے آب نوش فرمایا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ ابق فضلة من شرابک" یارسول اپنے پس خوردہ سے نوازیئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "ما تصنع بھا" اسے کیا کرے گا۔ عرض کی "اسقیھا ابی لعل اللہ یطھر قلبه" باپ کو پلاؤں گا ممکن ہے اس کا دل پاک ہو جائے۔ "ففجل" رسول اللہ ﷺ نے پس خوردہ انہیں عطا فرمایا وہ اپنے باپ کے پاس آئے باپ نے پوچھا یہ کیا ہے کہا "فضلة من شراب رسول اللہ ﷺ جئتک بھا لتشربھا لعل اللہ یطھر قلبک" اللہ ﷺ کا پس خوردہ ہے آپ سے لے کر آیا ہوں تا کہ تم پیو ممکن ہے اس سے تمہارا دل پاک ہو جائے۔ بدبخت نے جواباً کہا "ھل جئتنی ببول امک" ماں کا پیشاب ہی لایا ہوتا۔

صحابی عبداللہ کی عقیدت بھی دیکھئے وہابی عبداللہ کی نحوست بھی دیکھئے کہ صحابی تبرک رسول اللہ ﷺ پر نازاں ہے لیکن بدبخت وہابی آج بھی تبرک کو نجس کہنے سے باز نہیں آتا آزما کر دیکھئے۔

غیرتِ صحابی کا تقاضا

حضرت عبداللہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے حضور پہنچ کر عرض کی

ائذک لی فی قتل ابی مجھے باپ کے قتل کرنے کی اجازت بخشئے

آپ نے فرمایا اس کے ساتھ نرمی اور احسان کرو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ سے رویہ

سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے تو ان سے حضور اکرم ﷺ کے حق میں ناشائستہ کلمات سرزد ہوئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا زوردار تھپڑ مارا کہ زمین پر گر پڑے حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا "او فعلته" اے صدیق کیا تم نے ایسا کیا تھا عرض کی "نعم" ہاں۔ آپ نے فرمایا "فلا تعد" تو پھر

ایسا نہ کرنا۔عرض کی

واللہ لو کان السیف قریباً منی لقتلتہ. (روح البیان پارہ ۲۸،الممتحنہ)

بخدا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔

مزید واقعات فقیر کی کتاب ’’با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب‘‘ کا مطالعہ کیجئے۔

اشعارِ مثنوی امام احمد رضا

(۲۲)واں دمی کز خلق مذبوحی جہد — کے بفضل مشک اذفر میرسد

(۲۳)بوائے او کردہ پریشاں صدمشام — جامہا ناپاک از مسش تمام

(۲٤)اودم مسفوح ذمش درنبی — مدحت مشک اطیب الطیب ازنبی

(۲۵)مشک اذفرروح رابخشد سرور — ہمچو بوئے سنبل گیسوئے حور

(۲٦)شامہ از بوئے اورشک جناں — ہم معطر زد قبائے مہوشاں

(۲۷)مولوی معدنِ رازِ نہفت — رحمۃ اللہ علیہ خوش بگفت

(۲۸) کار پاکاں را قیاس از خود گمیر — گرچہ ماند درنوشتن شیرو شیر

حل لغات ۲۲

دمے، بیائے مجہول قاعدہ ہے کہ یائے مجہول کے بعد کہ واقع ہو وہ یا اکثر موصولہ ہوتی ہے۔ دم بمعنی خون۔ کز، دراصل کہ از تھا قاعدہ ہے۔ از ایسے ہی است کا الف دوسرے لفظ کے ملنے سے پڑھنے اور لکھنے میں نہیں آتے۔ خلق، بفتح الخاء بمعنی مخلوق مصدر بمعنی مفعول۔ مذبوحی، یاء مصدر یہ ہے ذبح ہو جانا۔ جہد، بفتح الجیم مضارع از جہیدن، چھلانگ لگانا۔ فضل، فضیلت۔ اذفر، خالص۔

ترجمہ

اور وہ ایک ایسا خون ہے جس کے ذبح ہونے کے بعد مخلوق اس کی بدبو سے بھاگتی ہے وہ مشک خالص کی فضیلت تک کیسے پہنچ سکتی ہے۔

شرح

یہ ہم جنس اور ہم شکل اشیاء کی دوسری مثال ہے کہ اگر چہ خون اور مشک خالص کا رنگ ایک ہے اور دونوں ہم شکل ہیں لیکن دونوں کی حقیقتیں جدا جدا ہیں اور ان کے مابین زمین و آسمان کا فرق ہے ایسے ہی بلاتمثیل سمجھئے کہ عام بشر اور حضور ﷺ کے ایک شکل وصورت کے ہونے میں امتیاز کیجئے کہ عام بشر کی مثال اس گندے اور بدبودار خون جیسی ہے اور حضور اکرم ﷺ مشک خالص کی طرح سمجھئے۔

حل لغات ۲۲

مشام (عربی) سونگھنے کی جگہ، دماغ۔ مس (عربی) ہاتھ لگانا۔

ترجمہ

اس کی بدبو نے بے شمار دماغوں کو پریشان کر رکھا ہے اور اس کے ہاتھ لگانے سے کپڑے بھی پلید۔

یہ عام بشر کی تمثیلی شے کا حال ہے کہ عام بشر خود غلاظتوں کا ڈھیر ہے لیکن حضور اکرم ﷺ مجسم منور و معطر یہاں تک کہ آپ کا خونِ اقدس بھی منور و معطر اور اسے جنت کی سند نصیب۔

شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدین عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وقد وردت أحاديث كثيرة أن جماعة شربوا دم النبى عليه الصلاة والسلام منهم أبو طيبة الحجام وغلام من قريش حجم النبى عليه الصلاة والسلام وعبد الله بن الزبير شرب دم النبى عليه الصلاة والسلام رواه البزار والطبرانى والحاكم والبيهقي وأبو نعيم في (الحلية) ويروى عن على رضى الله تعالى عنه أنه شرب دم النبى عليه الصلاة والسلام وروى أيضا أن أم أيمن شربت بول النبى رواه الحاكم والدارقطني والطبرانى وأبو نعيم وأخرج الطبرانى في (الأوسط) في رواية سلمى امرأة ابى رافع أنها شربت بعض ماء غسل به رسول الله عليه الصلاة والسلام فقال لها حرم الله بدنك على النار . (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۷۸)

بے شک بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہوئیں کہ صحابہ کی ایک جماعت نے حضور اکرم ﷺ کا خونِ مبارک پیا ان میں حضرت ابو طیبہ حجام ہیں اور ایک قریشی لڑکا ہے جس نے حضور اکرم کو پچھنے لگائے تھے اور عبداللہ ابن زبیر نے بھی آپ کا خون پیا ہے۔ روایت کیا ہے اسے بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم نے حلیہ میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے بھی حضور اکرم ﷺ کا خونِ اقدس پیا ہے نیز مروی ہے کہ ام ایمن نے حضور اکرم ﷺ کا

پیشاب مبارک پیا۔اس حدیث کو حاکم دارقطنی اورابونعیم نے روایت کیا ہے اورطبرانی نے اوسط میں ابورافع کی عورت سلمٰی سے روایت کیا کہ اس نے حضورا کرم ﷺ کا غسل میں استعمال کیا ہوا پانی پیا تو آپ نے اس کوفرمایااللہ تعالیٰ نے اس پانی کی وجہ سے تجھ کودوزخ پرحرام فرمادیا۔

حل لغات ۲٤

''اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا''آیت قرآنی کے ایک جز کااقتباس ہے۔سورۂ انعام آیت ۱۴۵ میں حرام اشیاء کے ذکر میں فرمایا ''اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا''(پارہ ۸،سورۂ الانعام،آیت ۱۴۵) مگر یہ کہ مُردارہویارگوں کا بہتا خون۔معلوم ہوا کہ جماہوا خون یعنی تلی کلیجی حلال ہے کیونکہ یہ بہتا ہوا خون نہیں خیال رہے کہ اگر بہتا ہوا خون نکل کر جم جائے وہ بھی حرام ہے کہ بہتا ہوا ہی ہے اگر چہ عارضی طور پر جم گیا۔

ذمش،ذم بفتح الذال ومیم مشددواورشین ضمیر کا ہے ذم بمعنی مذمت۔ پنی،باءعجمی مفتوح بمعنی قرآن۔

ازالہ وھم

عام نسخوں میں بنی ہے اورحضرت علامہ شمس بریلوی (مرحوم) کے نسخے میں سرے سے یہ بیت بھی نہیں ہے اصل لفظ''پنی'' ہے جیسے فقیر نے لکھا ہے اور بمعنی پنی بمعنی قرآن۔عارف رومی قدس سرہ نے اپنی مثنوی شریف میں استعمال فرمایا ہے

درپنی فرمود کاے قوم یهود　　　　صاد قانرا مرگ باشد برگ وسود

قرآن مجید میں ہے کہ اے قومِ یہود سچے لوگوں کے لئے موت سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اس شعر میں لفظ ''پنی'' سے قرآن مجید مراد ہے اس کی تشریح وتفصیل فقیر کی شرح مثنوی یعنی صدائے نوی جلد ششم دفتر اول میں ملاحظہ فرمایئے۔

مدحت،تعریف،ستائش۔طیب الطیب،تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر۔

ترجمہ

بہتا ہوا خون کی مذمت قرآن میں ہے اورمشک اذفر کوحضورا کرم ﷺ کی تعریف فرمائی بلکہ اسے اطیب الطیب فرمایا ہے۔

شرح

''اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا''قرآن مجید کی آیت کا اقتباس فقیر نے لکھ دیا ہے یہ دو ہم شکل اور ہم جنس اشیاء کی تمثیل کا نتیجہ ہے کہ شکل وصورت پر فیصلہ کرنا ہے تو یہ سودا مہنگا پڑیگا اس لئے کہ بہتے خون اور مشک خالص کی شکل کی صورت ایک ہے لیکن بہتا خون حرام اور نہایت درجہ کا مضر ہے اس لئے مضرات فن طب میں واضح ہے اور بمشک خالص کے فوائد ومنافع بھی کسی سے مخفی نہیں۔

نتیجه

جیسے ان دونوں یعنی ''دم مسفوح'' اور ''مشکل خالص'' کی شکل وصورت ایک جیسی لیکن دونوں کی حقیقتیں جدا جدا ہیں ایسے ہی بلاتشبیہ حضور اکرم ﷺ شکل بشر ہیں لیکن آپ کی حقیقت دوسرے عام بشروں جیسی نہیں۔

خود فرماتے ہیں صوم وصال کے موقعہ پر

ایکم مثلی یطعمنی ربی ویسقینی　　تم میں مجھ جیسا کون ہے مجھے تو رب کھلاتا پلاتا ہے۔

بیٹھ کر نفل پڑھنے کے لئے فرماتے ہیں

لکنی لست کاحد منکم　　لیکن ہم تم جیسے نہیں

غرضیکہ ان تمام امور سے معلوم ہوا کہ شرعاً حضور اکرم ﷺ ہم جیسے نہیں اسی طرح عقلاً بھی حضور اکرم ﷺ ہم جیسے نہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ایمان دیکھا ہوا، خدا کو دیکھا جنت ودوزخ کو دیکھا وغیرہ وغیرہ۔ آپ کو معراج ہوئی ہم کو نہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں

ایں خورد گردو پلیدی زیں جدا　　آں خورد گردد همه نورِ خدا

ہم جو کھاتے پیتے ہیں اس سے پیشاب پائخانہ وغیرہ نجس چیزیں بنتی ہیں حضور اکرم ﷺ جو کھاتے ہیں اس سے نورِ الٰہی ہوتا ہے۔

جیسے شہد کی مکھی جو کھاتی ہے۔

ان اشعار کے مطابق امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی مثنوی میں تشریح فرمائی چنانچہ آنے والے اشعار ملاحظہ ہوں۔

حل لغات ۲۵

سرور، خوشی، فرحت، گیسوئے بال سنبل، چھڑ کالی، خوشبودار گھاس۔

ترجمہ

مشک خالص تو روح کو خوشی و فرحت بخشتی ہے ایسے جیسے گیسوئے حور یعنی سنبل کی خوشبو۔

شرح

سابقہ مضمون کی طرح یہاں بھی یہی فرمایا کہ مشک خالص خوشبو فوائد ومنافع سے لبریز ہے اور بہتا خون سراسر نقصان اس سے خود سمجھ لیں کہ شکل وصورت ایک ہونے میں ضروری نہیں ان کی حقیقت بھی ایک ہو۔ اس مثال سے ان بدبختوں کو سمجھانا مطلوب ہے جو کہتے ہیں کہ ہم بھی بشر وہ بھی بشر لیکن یہ کبھی نہ سوچا کہ ہم سراسر نقصان بلکہ دوسروں کے لئے ضرر رساں اور حضور اکرم ﷺ سراپا فیض و برکت اور خلق خدا کے لئے فیض رساں مثلاً حضور اکرم ﷺ کے متعلق عقیدۂ شفاعت فرض ہے اور قیامت میں ہم سب آپ کے محتاج ہوں گے۔ چند احادیث مبارکہ حاضر ہیں

عن أبو هريرة قال قال رسول الله ﷺ أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ، وأنا أول من ينشق عنه القبر ، وأنا أول شافع وأول مشفع. (رواہ مسلم)

ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن آدم (علیہ السلام) کی ساری اولاد کا سردار ہوں اور پہلا وہ شخص ہونگا جس کی قبر سب پہلے شق ہوگی اور میں قبر سے باہر نکلوں گا اور سب سے پہلا شفاعت کرنے والا میں ہی ہوں گا اور میں سب سے پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ أعطيت خمساً لم يعطهن أحدٌ من الأنبياء قبلي نصرت بالرعب مسيرة شهرٍ وجعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً فأيما رجل من أمتي أدركته الصلاة فليصل وأحلت لي الغنائم ولم تحل لأحدٍ قبلي وأعطيت الشفاعة وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة. (متفق علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں ایک مہینہ کی مسافت پر میرا رعب دشمنوں پر ڈال دیا گیا ہے اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے (یعنی زمین پر تیمم کرکے نماز پڑھنی جائز کی گئی ہے) پس میری امت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آئے پس چاہیے کہ (جہاں ہو) پڑھ لے اور میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں اور مجھے (بڑی اور عام) شفاعت دی گئی ہے اور پہلے نبی فقط اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے اور میں تمام کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کو حجر وشجر اپنا آقا مانتے ہیں۔

مع رسول الله ﷺ حتی نزلنا وادیاً أفیح ، فذهب رسول الله ﷺ یقضی حاجته ، فاتبعته بإداوة من ماء فنظر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم شیئاً یستتر به ، فإذا شجرتان بشاطیء الوادی ، فانطلق رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم إلی إحداهما فأخذ بغصن من أغصانها ، فقال انقادی علی بإذن الله فانقادت معه کالبعیر المخشوش الذی یصانع قائده حتی أتی الشجرة الأخری فأخذ بغصن من أغصانها فقال انقادی علی بإذن الله .فانقادت معه کذلک حتی إذا کان بالمنصف مما بینهما فالأم بینهما حتی یعنی جمعهما ، فقال التئما علی بإذن الله فجلست أحدث نفسی فحانت منی لفتة فإذا أنا برسول الله ﷺ وإذا الشجرتان قد افترقتا فقامت کل واحدة علی ساق

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر گئے ہم ایک کشادہ وادی میں جا کر اترے رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے آپ نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جس کے اوٹ میں بیٹھ سکیں ناگہاں آپ نے دو درخت وادی کے کنارے پر پائے ان میں سے ایک کی طرف رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے پھر اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا تو اللہ کے حکم سے میری فرمانبردار ہو جاوہ آپ کے ساتھ اس طرح چلی جس طرح وہ اونٹ جس کے ناک میں نکیل ہو اپنے چلانے والے کے تابع ہو کر چلتا ہے یہاں تک کہ دوسرے درخت کے یہاں تشریف لائے اس کی بھی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا دونوں میرے سامنے اللہ کے حکم سے مل جاؤ پھر وہ دونوں مل گئیں اور میں بیٹھا بیٹھا اپنے دل میں خیال ہی کر رہا تھا کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں کہ تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا۔

عن علی بن ابی طالب قال کنت مع النبی صلی الله علیه وسلم بمکة فخرجنا فی بعض نواحیها، فما استقبله جبل ولا مدر ولا شجر إلا وهو یقول السلام علیک یا رسول الله. (رواه الترمذی والدارمی)

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا پھر ہم مکہ معظمہ کے بعض اطراف میں نکل گئے پھر کوئی پہاڑ اور کوئی درخت آپ کے سامنے نہیں آتا تھا مگر وہ کہتا تھا "السلام علیکم یا رسول اللہ"

حل لغات ۲۶

شامہ(بمیم مشدد،عربی ، مذکر)سونگھنے قوت ۔رشک (فارسی ، مذکر) جلن ، غیرت ، رقابت۔ جنان بالکسر والتخفیف ،بہشت ،معطر،مفعول از تعطیر خوشبودار۔قباء، پوشاک ،مشہور (ایک قسم کا کھلاہوا جامہ)مہوشاں،مہوش کی جمع ، چاند جیسا خوبصورت۔

ترجمہ

مشک خالص سے دماغ کی خوشبو رشک جناں ہے اوراس کی خوشبو سے محبوبوں کے لباس معطر رہتے ہیں۔

شرح

اس میں بھی ان بدمذہبوں کو عقلی دلیل دے کر سمجھایا کہ شکل وصورت میں خون اور مشک خالص ایک ہیں اور جنس بھی ایک کہ جما ہوا خون جانور کے جسم سے خارج ہوا ہے اور مشک خالص بھی ہرنی کی ناف کا خون ہے لیکن جما ہوا خون زمین پر پڑا یہ قدر ومنزلت ہے کہ اس کے بالمقابل جنت کی خوشبو بھی رشک کناں ہے پھراس کی یہ عظمت کہ محبوبوں کے لباس کا کالجزء ہوکر محبوبوں کے جسم کو لپٹی ہوئی ہے۔

فرقیست از کجا تا کجا

اسی طرح تم بشر ہوذلیل وخوار کہ تمہیں پوچھتا کوئی نہیں اور وہ حبیب خدا ﷺ بشر ہیں ایسے کہ ہمارے جیسے بشران کی قدر ومنزلت کے آگے ذرہ بمقدار بلکہ نہ ہونے کے برابر اسے یوں سمجھئے کہ حضور اکرم ﷺ کی بشریت کا ہر جزء نہ صرف مفید بلکہ خدا تعالیٰ کی برہان اور معجزہ مثلاً آپ کی ہر بات خدا کی وحی ورزبان کن کی کنجی اور لعاب دہن میں برکت ہی اور شفاء ہی شفاء کہ حضرت جابر کے گھر ہانڈی میں ڈال دیا تو ہانڈی کی ترکاری میں برکت ہوئی ،آٹے میں ڈال دیا تو چار سیر آٹا ہزاروں آدمیوں نے کھایا پھر بھی اتنا ہی رہا۔موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا شریف مار کر پانی کے چشمے نکالے لیکن حضور اکرم ﷺ نے حضرت جابر کی ہانڈی میں لعاب شریف ڈال کر شوربے اور بوٹیوں کے چشمے جاری فرمادیئے۔ خیال رہے کہ شوربے میں نمک ،مرچ ،گھی ، دھنیا وغیرہ سارا ہی مصالحہ ہوتا ہے لہٰذا یہ معجزہ نہایت ہی اعلیٰ ہے کہ یہاں ان چیزوں کے چشمے بہادیئے۔خیبر میں حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگادیا تو آنکھ کو آرام ہوگیا،حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں غار میں سانپ نے کاٹی یعنی یارِ غار کو مارِ غار نے تکلیف پہنچائی اس پر لگادیا اس کو آرام، کھاری کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی میٹھا ہوگیا ،ہاتھ مبارک بھی دلیل کہ بدر کے دن ایک مٹھی کنکر کفار کو مارے تو رب

نے فرمایا کہ آپ نے نہ پھینکے بلکہ ہم نے پھینکے۔ اسی ہاتھ میں آکر کنکریوں نے کلمہ پڑھا، اس ہاتھ سے بیعت لی گئی تو رب نے فرمایا ان کے ہاتھوں پر ہمارا ہاتھ ہے، انگلیاں معجزہ کہ ایک پیالہ پانی میں انگلیاں رکھ دیں اس سے پانچ چشمے پانی کے جاری ہو گئے انگلی کے اشارے سے چاند چیر دیا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر　　ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

پسینہ مبارک معجزہ کہ جس میں گلاب کی بے مثل خوشبو۔ جاگنا اور سونا معجزہ کہ ایک کی نیند وضو توڑ دے مگر حضور ﷺ کی نیند وضو نہیں توڑتی تمام جسم پاک سایہ سے محفوظ کہ سایہ بھی کسی کے قدم کے نیچے نہ آئے۔

حضور اکرم ﷺ کا پیشاب اقدس و پاخانہ مبارک امت کے حق میں پاک بلکہ شفاء بلکہ جنت کا ٹکٹ اور عام بشر کا اندازہ آپ خود لگائیں۔ مزید تحقیق دیکھئے فقیر کی کتاب "الدلائل القاہرہ"

حتمی فیصلہ

کوئی ایسا بشر نہیں جس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہو اور بس۔ اسی لئے امام بوصیری قدس سرہ نے فرمایا

دع ماادعته النصاری فی نبیهم　　واحکم بماشئت مدحافیه واحتکم

فان فضل رسول اللہ لیس له　　حد فیعرب عنه ناطق بفم

یعنی حضور اکرم ﷺ کو خدا یا خدا کا فرزند نہ کہو باقی جو عزت و عظمت کو چاہو حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرو کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات کی کوئی حد ہی نہیں کہ جس کو کوئی بولنے والا اپنے منہ سے بیان کر سکے از اول تا آخر روزِ قیامت حضور ﷺ کے اوصاف ملائکہ نے پیغمبروں نے انسانوں نے بیان کئے مگر حق یہ ہے کہ ان کے اوصاف کے دفتر کا ایک نقطہ بھی بیان نہ ہو سکا کیونکہ جو کچھ بیان ہوا وہ حد کے اندر ہے اور حضور اکرم ﷺ کی صفات حد سے باہر رب کی حمد احمد ہی کر سکتے ہیں اور محمد کی صفت حامد رب العالمین ہی فرماتا ہے ہم نہ رب کی حمد کر سکیں اور نہ کما حقہ اوصافِ رسول ﷺ۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی　　خدا سے پوچھ لو شانِ محمد

بعد از خدا بزرگ کوئی قصہ مختصر

حل لغات ۲۷

مولوی، مولا والا، مسلمانوں کا عالم، یہ مولانا رومی قدس سرہ کا لقب علم کی طرح بن گیا تھا یہاں تک کہ آپ کے

سلسلہ بیعت کا نام بھی مولویہ مشہور ہے یہاں تک کہ تا حال حضرت خواجہ غلام محی الدین بن حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہما اللہ اپنی سیاحت کے حالات میں فرمایا کہ آپ کا یہ سلسلہ تاہنور جاری ہے ویسے لفظ مولوی دور سابق میں ایک بلند قدر لقب تھا جیسے غوث، قطب، ابدال لیکن چونکہ خطۂ ہند کے علماء کرام نے انگریز کو ذلیل وخوار کیا تو اس نے ہندوستان پر قبضہ جمانے کے بعد ان کے لقب کو ایسا گرایا کہ یہ لفظ مولوی انتہائی گرے ہوئے انسان پر بولا جاتا ہے لیکن میرا تجربہ ہے کہ یہ گرا ہوا لفظ انہی لوگوں کی نظروں میں ہے جو انگریز ہیں یا انگریزوں کے دلدادہ ورنہ الحمدللہ جنہیں دین اسلام سے عشق ہے اور دین اسلام کی ہر ادا کو دل سے محبوب ومرغوب سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اب بھی لفظ مولوی اسی طرح پیارا ہے جیسے انگریزوں کے قدم جمانے سے پہلے کیوں نہ ہو جب یہ لفظ ہمارے محبوب اولیاء کا لقب ہے۔ مولوی رومی، مولوی جامی، مولوی نظامی، مولوی خدا بخش، مولوی نور محمد مہاروی وغیرہ وغیرہ۔

انتباہ

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ انگریزوں کی ہر تقلید کو ترک کر کے اسلامی نشانات و علامات کی قدر و منزلت بڑھائیں۔ سلان دکان، نہفت، نہفتن کا حاصل مصدر بمعنی پوشیدہ ومخفی۔ خوش، خوب عمدہ۔

ترجمہ

وہ حضرت مولوی رومی جو راز واسرار ورموز کی کان ہیں کیا خوب فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔

ترجمہ۲۸

پاک لوگوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کر اگر چہ شیر وشیر لکھنے میں ایک جیسے ہیں۔

شرح

حضرت مولانا رومی قدس سرہ کا یہ شعر اور اس جیسے اشعار فقیر نے اسی شرح مثنوی احمد رضا میں لکھ دیئے ہیں مزید تفصیل ان اشعار کی تشریح ''صدائے نوی شرح مثنوی معنوی'' میں ملاحظہ ہو۔

سنی بریلوی، وھابی، دیوبندی فرق

دیوبندی وہابی نبی پاک ﷺ کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اہل سنت وجماعت بریلوی حضرات سرورِ دو عالم ﷺ کی ذات بابرکات کو بے مثل مانتے ہیں۔ قرآنِ پاک میں تو اللہ تعالیٰ نے ان مقدس عورتوں کو جو سرورِ کائنات ﷺ کے نکاح میں آئیں دنیا بھر کی دوسری عورتوں سے بے مثل قرار دے دیا۔

جس ہستی تک کے نکاح میں آنے کی برکت سے وہ عورتیں دنیا بھر کی عورتوں سے ممتاز ہوگئیں اور بے مثل ہوگئیں تو اس ہستی جمیل کی مثل کائنات بھر میں کون ہوسکتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

انی لست مثلکم. (جامع ترمذی جلد اصفحہ ۹۷، صحیح بخاری شریف جلد اصفحہ ۲۶۴)

میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا

انی لست کھیئتکم　　　میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا

ایکم مثلی　　　میری مثل تم میں سے کون ہے؟

(صحیح بخاری جلد اصفحہ ۲۶۴، صحیح مسلم شریف صفحہ ۳۵۱، ابوداؤد شریف صفحہ ۲۳۵)

اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے بھی یہ عرض نہ کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ہماری طرح تو بشر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

حنفیوں کے امام ابوحنیفہ کا عقیدہ

خود کو دیوبندی فرقہ حنفی کہتا ہے بلکہ حنفیت کا ٹھیکیدار ہے اگر واقعی حنفی ہے تو وہ اپنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانے ورنہ میں نے تو ثابت کیا ہے کہ ''دیوبندی وہابی ہیں'' (نام رسالہ اُویسی) سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں اپنے عقیدہ کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں

انت الذی من نورک البدر اکتسی　　　والشمس مشرقة بنور بھاک

(قصیدۂ نعمان)

آپ وہ نور ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور اور آپ ہی کے جمال و کمال سے سورج روشن ہے۔

مولانا رومی قدس سرہ کا تعارف

آپ کا نام نامی محمد اور جلال الدین لقب ہے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کے دادا حضرت حسین احمد مشاہیر صوفیائے کرام سے تھے جن سے اولیائے وقت کو بڑی عقیدت تھی حتیٰ کہ سلطان

خوارزم شاہ نے اپنی دختر کا نکاح آپ سے کرایا تھا جس کے بطن سے حضرت مولانا روم کے والد شیخ بہاءالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے جو علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ امام فخر الدین رازی و خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے معاصرین سے تھے آپ کی شانِ فضیلت کے امام معترف تھے ۶۰۴ھ میں آپ کے دولت کدہ میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد مزید علوم وفنون اپنے والد کے مرید مولانا برہان الدین محقق سے حاصل فرمائے تقریباً چھ سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد نے کسی وجہ سے بلغ سے ہجرت فرمائی اور مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے آخر کار قونیہ میں قیام پذیر ہوئے جو ترکی کا مشہور شہر ہے والد کی وفات کے بعد دوسرے سال تقریباً پچیس سال کی عمر میں بلندی ہمت سے مزید تکمیل علم کے لئے سفر کیا اس وقت سلطان صلاح الدین کے جانشینوں کی زیر تربیت حلب میں بڑے علمی مرکز موجود تھے اور دمشق میں خلافت امور کے دور سے علومِ اسلامیہ کا مرکز چلا آرہا تھا آپ نے کم و پیش دو سال شام کے مرکزی مدارس میں رہ کر مختلف علوم میں وہ امتیازی شان حاصل فرمائی جس کی مثال دوسری جگہ بہت قلیل نظر آتی ہے گو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تکمیل علومِ ظاہرہ کے بعد جلد ہی باطنہ کی طرف متوجہ کر دیا جس کی وجہ سے آپ کو زیادہ تر تصنیفات کا موقع نہیں مل سکا مگر آپ کی وسعت علمی اور کمالِ عرفان پر فقط مثنوی شریف ہی بین ثبوت ہے۔ جس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی جب آپ چالیس سال عمر کو پہنچے تو حضرت مولانا بہاءالدین جو آپ کے استاد اور آپ کے والد کے خلیفہ تھے بغرض ملاقات قونیہ تشریف لائے مولانا کو تمام علوم وفنون میں ماہر دیکھ کر فرمایا کہ اب صرف علم باطن رہ گیا ہے جو کہ تمہارے والد صاحب کی امانت ہے۔ جس کے سپرد کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں چنانچہ آپ تقریباً نو برس تک مولانا کے پاس قیام پذیر رہے اس عرصے میں مولانا کے مزاج پر علومِ ظاہرہ کا رنگ زیادہ تھا دور دراز سے مختلف علمی سوالات اور فتاویٰ آپ کی خدمت میں پیش ہوتے اور آپ ان کا محققانہ جواب تحریر فرماتے۔ درس وتدریس وعظ وتبلیغ کا سلسلہ بھی اچھا خاصہ تھا جب آپ کی سواری چلتی تو شاہانِ وقت بھی رکاب تھامنے کو شرف سمجھتے اسی اثر میں ایک دن مدرسہ میں تشریف فرما تھے چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا کہ اتفاقاً حضرت شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادھر سے گذر ہوا۔ مولانا کو سلام دے کر اور کتابوں کی طرف اشارہ فرما کر پوچھا کہ یہ کیا ہے آپ نے فرمایا "ایں علمیست تو نمی دانی" یہ علم ہے جس کا تمہیں علم نہیں۔ حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ کتابیں اُٹھا کر حوض میں پھینک دیں اس سے مولانا کو صدمہ ہوا تو شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تمام کتابیں خشک حالت میں باہر نکال دیں مولانا نے پوچھا ایک کتاب بھی گیلی نہ ہوئی

شمس تبریزی نے جواب دیا "ایں راز یست که نمی دانی " یہ راز جو تو نہیں جانتا اس پر مولانا شمس تبریزی کے غلام بے دام بن گئے۔

بعد انتقال سید برہان الدین صاحب ۶۴۲ھ میں شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت نصیب ہوئی آپ نے ایک دن دعا کی تھی کہ خدایا کوئی میرا ہم مذاق عطا کر جو میرا ہم صحبت بن سکے۔ ارشارت ہوئی کہ روم جایئے چنانچہ روانہ ہو کر قونیہ پہنچے اور ایک جگہ بیٹھے فکر مند تھے ادھر مولانا روم بھی باہر نکلے ایک بھیڑ آپ کے دیدار اور ہاتھ ملانے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہی تھی آخر ایک کاص رنگ میں بات چیت ہوئی اور دونوں ایک دوسرے سے معانقہ کر کے ملے۔

اس کے بعد دونوں حضرات صلاح الدین زرکوب کی کوٹھڑی میں چلہ کش ہوئے آب وغذا متروک آمدورفت کا سلسلہ ختم البتہ صلاح الدین کی آمدورفت جاری تھی اب درس وتدریس موقوف عقیدت مند لوگ بہت گھبرائے۔ شمس تبریز یہ سمجھ کر قونیہ سے روپوش ہو گئے اور اس کا اثر یہ ہوا کہ مولانا کی حالت دگرگوں ہوگئی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی دن رات روتے اور شمس تبریز کو یاد کرتے بالآخر دمشق سے ان کا خط آیا تو شراب دو آتشہ ہوگئی۔

صلاح الدین کے حال میں تبدیلی

حضرت عارف رومی کی وجہ سے صلاح الدین پر بھی اس کا اثر ہوا اور بے خودی کے عالم میں ورق کوٹ کوٹ کر ضائع کرتے رہے اس کے بعد اپنی ساری دکان لٹادی اور مولانا رومی کے ساتھ ہو لئے نو سال تک ساتھ رہے۔ رومی کو ان کی معیت سے بڑی تسکین حاصل ہوئی ۶۶۴ھ میں صلاح الدین زرکوب نے وفات پائی۔

حضرت حسام الدین چلپی

رومی کو ایک تیسرے ہمدم و ہم مشرب و مسافر و ہمراز کی جستجو ہوئی تو اپنے ایک مرید حسام الدین چلپی پر نظر انتخاب پڑی اور بقیہ عمر تک چلپی ہی سے اپنے دل کو تسلی دیتے رہے لیکن عام انداز کے خلاف رومی اپنے اس مرید خاص کا اتنا ادب کرتے تھے جیسے پیر کا کیا جاتا ہے یہی حسام الدین چلپی ہیں جو مثنوی معنوی لکھنے کا باعث ہوئے۔

تصنیف مثنوی کی تحریک

واقعات یوں ہیں کہ ایک دن رومی کی زبان سے چند اشعار بے ساختہ موزوں ہو کر نکلے یہ وہی اشعار تھے جو آج مثنوی معنوی کے آغاز میں ہیں۔ چلپی نے سن کر باصرار فرمائش کی کہ اسے مکمل کیجئے اس فرمائش کے بعد جب عارف

رومی نے اشعار کہنے شروع کئے تو دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ اشعار کہہ کر دم لیا۔اس کی شکل یہ تھی کہ اکثر مولانا رومی ٹہل ٹہل کر شعر کہتے جاتے اور حسام الدین چلپی رحمہ اللہ اسے قلمبند کرتے جاتے اس دوران کئی بار ایسا ہوا کئی کئی دن، کئی کئی مہینے بعد اوقات چھ چھ ماہ تک کا ناغہ پڑ تا رہا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جب تک آمد نہ ہوتی رومی کچھ نہ لکھواتے اور جب آمد شروع ہوتی تو سیلاب کی طرح اُمڈتی چلی آتی تھی۔ بیچ بیچ میں ایسے وقفے کیوں پڑ جاتے تھے اس کی وجہ ایک لطیف مثال دے کر خود رومی بیان کرتے ہیں

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد مهلتے بایست تاخوں شیر شد

تانز اید بخت نوفرزند نو خوں نگر دد شیر شریں خوش شنو

یہ مثنوی اُس وقت شروع ہوئی جب عارف رومی کی عمر ۵۸ سال تھی یعنی ۶۶۲ھ میں ۔اس آغاز کا ذکر خود رومی یوں کرتے ہیں۔

مطلع تاریخ ایں سوداوسود سال هجرت شش صدوشعب ودوبود

یہ مثنوی کب ختم۔ واللّٰہ تعالیٰ ورسولہٖ الاعلیٰ بالصواب

مثنوی اعلیٰ ترین نظم ہے جس کی شہرت تمام جہان میں ہے۔مثنوی کی شرحیں ہر زبان میں کی گئی ہیں علماء کے طبقہ نے اسے اپنایا شعراء نے اسے سنگ میل سمجھا اہل دل نے اسے اپنا راہنما پایا۔

مثنوی ومولوی ومعنوی هست قرآن در زبانِ پهلوی

دیگر تصانیف

مولانا رومی کی تصنیفات میں مثنوی کے علاوہ ایک تصنیف ''مجالس سبعہ'' ہے جو حضرت شمس تبریز کی ملاقات سے پہلے کی ہے یہ مولانا کے اقوال اور مواعظ کا مجموعہ ہے یہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

دوسری تالیف ''فیہ مافیہ'' ہے یہ ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو وزیر سلطنت معین الدین پروانہ کو رومی نے لکھے تھے اس کو رومی کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد نے مرتب کیا تھا۔

تیسری کتاب ''خطوطِ رومی'' ہے جو رومی کے ۱۴۴ خطوط کا مجموعہ ہے۔

چوتھی تصنیف ''دیوانِ شمس تبریز'' ہے یہ پچاس ہزار اشعار کا دیوان ہے یہ تبرکاً شمس تبریز کے نام سے منسوب ہے جو دراصل رومی کا نتیجہ فکر ہے پروفیسر نکلسن نے اس کا انتخاب بھی شائع کیا تھا۔

وفات

کہا جاتا ہے کہ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں زور کا زلزلہ آیا اور اس کے جھٹکے چالیس دن تک محسوس ہوتے رہے رومی نے کہا زمین کوئی تر نوالہ مانگتی ہے اس کے چند دن بعد ہی رومی بیمار ہوئے۔ حاذق طبیبوں نے علاج دوائیں میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ کو غروبِ آفتاب کے وقت یہ علم وعرفان کا آفتاب ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا۔

چونکه گل رفت و گلستان شد خراب　　　بوئے گل را از که جوئیم از گلاب

صبح جنازہ اُٹھا سارے پیروجواں اور تمام خواجگان وبندگان جملہ کرومہ کے علاوہ غیر مسلم بھی جنازے میں شریک تھے یہ شرکت رسماً نہ تھی بلکہ بر بنائے عقیدت مندی تھی مسلمان کہہ رہے تھے کہ ایک بڑا ولی درویش، عالم، فقیہ اُٹھ گیا اور عیسائی عقیدت مند کہہ رہے تھے کہ یہ مسیح علیہ السلام کا شبیہ ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف "فیض القوی فی فضائل مثنوی معنوی"

اشعار مثنوی امام احمد رضا

(۲۹) هی چه گفتم اینچنیں شبه شنیع　　　کے بود شایاں آں قدر رفیع

(۳۰) لعل چه بود جوهری باسر خئے　　　مشك چه بود خون ناف وخشئے

(۳۱) مصطفی نور جناب امرکن　　　آفتاب برج علم من لدن

(۳۲) معدن اسرار علام الغیوب　　　برزخِ بحرین امکان ووجوب

(۳۳) بادشاه عرشیاں وفرشیاں　　　جلوگاه آفتاب کن فکاں

(۳۴) رات دل قامت زیبائے او　　　هردو عالم واله وشیدائے او

حل لغات ۲۹

ہے، بالفتح بزبان دری ہندی بمعنی ہست اور کلمہ تنبیہ ہے آگاہ کرتے وقت بولتے ہیں اور کبھی مقامِ تحسین پر بھی آتا ہے اور افسوس اور زجر کے لئے بھی آتا ہے (غیاث) شبہ (عربی) مانند۔ شنیع، برا، خراب، نامعقول۔ شایان، لائق، موزوں، قابل۔ رفیع، بلند۔

ترجمہ

ہائے میں نے یہ نامعقول مثال کیوں کہہ دی اس بلند قدر محبوب کے لئے ایسی مثال کب لائق ہے۔

شرح

مذکورہ بالا تمثیلیں اگر چہ بہتر و اعلیٰ سہی لیکن چونکہ مسئلہ ذہن نشین کرانا تھا لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو عشق رسول ﷺ کے فتویٰ پر ایسی مثالیں شہ کونین ﷺ کے لئے قائم کرنا ادب کے خلاف محسوس ہوئیں تو اس پر افسوس کا اظہار کر کے وجہ بتائی کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے ایسی تمثیل ادب کے خلاف کیوں ہے تو فرمایا

لعل چه بود الخ

ترجمہ ۲۰

لعل کیا ہے وہ تو صرف ایک جوہر سرخ رنگ ہے اور بس ایسے ہی مشک بھی کیا ہے اور وہ بھی تو ایک وحشی جانور کی ناف ہے۔

شرح

یہ دونوں اہل دنیا کی نظروں میں کتنا بلند قدر سہی لیکن انہیں اس حبیب کبریا ﷺ سے کیا نسبت جن کی شان اور جن کے کمالات یہ ہیں۔

ترجمہ ۲۱

مصطفیٰ کریم ﷺ بارگاہ امر کن کے نور ہیں اور علم لدنی کے برج کے آفتاب ہیں۔

شرح

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی دو شانیں بیان فرمائیں۔(۱) امر کن کے نور (۲) علم لدنی کے آفتاب۔

امر کن سے مراد ارادہ تخلیق کا تعلق۔حضور اکرم ﷺ اسی امر کن کے تمام مخلوق سے سب سے پہلے نور ہیں۔اس مصرعہ میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان تمام روایات کو بیان فرمایا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے اول الخلوق ہونے اور اسی اول نور پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں مثلاً حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اول ما خلق الله نوری. (شرح شفاء لعلی قاری) اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو سب سے اول پیدا فرمایا۔

مواہب لدنیہ میں بسند عبد الرزاق حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے سب سے پہلی وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا

تعلیم فرمایئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ

اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔
یہ نور بقدرتِ الٰہی جہاں جہاں اس کی مشیت ہوئی دور فرما تا رہا اور اس وقت نہ لوح و قلم تھے نہ جنت و دوزخ نہ کوئی فرشتہ تھا نہ آسمان و زمین تھے نہ آفتاب و ماہتاب نہ جن تھے نہ انسان الخ۔

نوٹ

یاد رہے کہ سیدنا جابر والی مرویہ سے لے کر تھانوی کی نشر الطیب تک تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''فیض القافر فی تخلیق حدیث جابر''

مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے ہدیۃ المہدی میں لکھا کہ

بدا اللہ سبحنہ الخلق بالنور المحمدی ﷺ فالنور المحمدی مادۃ اولیۃ لخلق السموات والارض ومافیھا

یعنی اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتدا نورِ محمدی سے فرمائی پس تمام آسمانوں اور زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب کی تخلیق کا مادہ اول نورِ محمدی ہے۔

''علم لدن کے آفتاب'' یہ وصف بھی صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کو سجتا ہے اگر چہ اس کا ذکر قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں ہے لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کو بھی یہ علم نصیب ہوا تو ہمارے نبی پاک ﷺ کے طفیل کیونکہ آپ علم لدن کے آفتاب ہیں اور دیگر جملہ انبیاء علیہم السلام اس کے فیض یافتہ ستارے۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

فانہ شمس فضل ھم کواکبھا　　　یظھرن انوارھا للناس فی الظلمٖ

بیشک آپ فضل و بزرگی کے آفتاب ہیں اور دیگر انبیاء علیہم السلام ستارے ہیں جو آفتاب کے انوار کو تاریکیوں میں ظاہر کرتے رہے۔

قرآن مجید میں علم لدنی کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے لئے فرمایا

وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًاo (پارہ ۱۵،سورۃ الکہف،آیت ٦٥) اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

صاحب روح البیان نے یہاں پر "عِلْمًا" سے علم غیب مراد لیا ہے۔ان کی اصل عبارت یہ ہے

خاصاً هو علم الغيوب و الإخبار عنها بإذنه تعالى على ما ذهب إليه ابن عباس رضي الله عنهما أو علم الباطن. (روح البیان جلد۴صفحہ ۲۷۰تحت آیت ہذا)

علم خاص یعنی علومِ غیب اور غیوب کی خبریں دینا باذنہٖ تعالیٰ یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے یا اس سے علم باطن مراد ہے۔

علم لدنی کا ثبوت اور اس کے دلائل

علم لدنی کے بعض دیوبندی وہابی قائل ہی نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ علم لدنی کوئی شے نہیں اور یہ اصطلاح بدعت ہے اس کا ثبوت نہیں صاحب روح البیان ان کے رد میں صدیوں پہلے لکھ گئے کہ

قال في بحر العلوم إنما قال من لدنا مع أن العلوم كلها من لدنه لأن بعضها بواسطة تعليم الخلق فلا يسمى ذلک علماً لدنيا بل العلم اللدنى هو الذى ينزله فى القلب من غير واسطة أحد ولا سبب مألوف من خارج كما كان لعمر وعلى ولكثير من أولياء الله تعالى المرتاضين الذين فاقوا بالشوق والزهد على كل من سواهم كما قال سيد الأولين والآخرين عليه السلام من أنفاس المشتاقين خير من عبادة الثقلين وقال عليه السلام ركعتان من رجل زاهد قلبه خير وأحب إلى الله من عبادة المتعبدين إلى آخر الدهر. (روح البیان جلد۴صفحہ ۲۷۰تحت آیت ہذا)

بحر العلوم میں لکھا ہے کہ " مِنْ لَّدُنَّا" کیوں کہا باوجودیکہ تمام علوم اسی سے ہیں لیکن بعض علوم مخلوق کے واسطہ سے ہوتے ہیں اسے علم لدنی نہیں کہا جائے گا بلکہ علم لدنی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی بندے کے قلب پر نازل فرمائے اور اس میں واسطہ نہ ہو اور نہ ہی کسی شخص کا وسیلہ ہو اور نہ ہی کسی دوسرے خارجی سبب کی اسے محتاجی ہو جیسے حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے ہی بہت سے برگزیدہ اولیاء کو نصیب ہوا سوا ہم۔

ایسے لوگوں کے لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مشتاق انسان کی صرف ایک گھڑی ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔

اور فرمایا زاہد کا دوگانہ بہتر اور اللہ کے ہاں محبوب ترین ہے دوسرے عبادت گزاروں کی تمام زندگی کی عبادت سے۔

حضور اکرم ﷺ نے سچ فرمایا لیکن ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ . (پارہ۲۲،سورۂ سبا،آیت۱۳) اور میرے بندوں میں کم ہیں۔

اور فرمایا

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ (پارہ۹،سورۂ الاعراف، آیت ۱۸۷) لیکن بہت لوگ جانتے نہیں۔

فائدہ

علم لدنی سے علم غیب مراد ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کے علم کی وسعت کے متعلق اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ فرمائیے۔

ترجمہ۲۲

آپ ﷺ اسرارِ علام الغیوب (اللہ تعالیٰ) کے اسرار کی کان (خزانہ) ہیں آپ دو دریاؤں امکان و وجوب کے برزخ ہیں۔

شرح

اس شرح میں دو شانیں بیان فرمائیں۔

(۱) اسرارِ الٰہیہ کے معدن (۲) امکان و وجوب کے برزخِ کبریٰ

پہلی فضیلت کے متعلق کہنے لکھنے کی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب بنایا اور محبوب محرم راز ہی ہوتا ہے اور محرم راز کا مطلب وہی ہوتا ہے جسے کسی شاعر نے بیان کیا ہے۔

میاں عاشق ومعشوق رمزیست کراماً کاتبین راھم خبرنیست

محبوب و محبّ کے درمیان ایک رمز ہوتی ہے جس کی کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی۔

مقطعات القرآن

اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ حروف مقطعہ جو قرآن کی بعض سورتوں کے اوائل میں آتے ہیں جیسے "الٓمّٓ، حٰمٓ، طٰہٰ، کٓھٰیٰعٓصٓ" یہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہیں جن پر سوائے ان کے اور کوئی مطلع نہیں ہوتا یہ حروف بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لئے اس لئے وضع فرمائے ہیں کہ وہاں نہ کسی ملک مقرب کو گنجائش ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔ باوجودیکہ یہ حروف جبریل علیہ السلام لائے لیکن وہ بھی خود ان کے اسرار و رموز سے بے خبر تھے اور نہ ہی کوئی دوسرا ان پر مطلع ہو سکا۔ (روح البیان تفسیر "کٓھٰیٰعٓصٓ")

وحی خفی

محدثین ومفسرین نے فرمایاوحی کی اقسام میں سے ایک قسم ایک وحی خفی ہوتی ہے جواللہ تعالیٰ اوراس کے حبیب ﷺ کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہیں چنانچہ سیدنا امام جعفرصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ "سے وہ وحی مراد ہے جو بلاواسطہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کوفرمائی اس لئے کہ اس میں کچھ وضاحت نہیں کہ کیاوحی کی یہ ایک راز ہے جوصرف وہی جانتاہے جس نے دیااور جس نے لیا آخرت میں ظاہر ہوگا جب امت کے لئے آپ کواذن شفاعت ہوگا۔

حضرت امام البقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس وحی خفی کا راز عرش سے لے کرتحت الثری تک مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو کیا وحی کی کیونکہ محبوب ومحبّ کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس سے سوائے ان کے اور کوئی آگاہ نہیں ہوتا بلکہ میرا خیال ہے کہ اگروہ راز افشاء کرتا تو تمام اولین وآخرین اس کے ثقل سے مرجاتے وہ ایسا درو ثقیل ہے جوصرف اورصرف محبوبِ خدا ﷺ نے قوتِ ربانیہ ملکوتیہ لاہوتیہ سے اُٹھایا اوروہ قوت اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے محبوب ﷺ کو پہلے سے ہی عطا فرمارکھی تھی اگروہ قوت نہ ہوتی تو آپ ذرہ برابر بھی برداشت نہ کرتے کیونکہ وہ عجیب خبریں اوراسرارِ ازلی تھے اگران میں کوئی ایک ظاہر ہوجائے تو احکام معطل اورتمام ارواح واجسام ختم اورتمام رسوم مٹ جائیں اورتمام عقول وعلوم وفہوم بے نام ونشان ہوجائیں۔

معراج کی شب عطیه علوم کے اقسام

فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اس شب (معراج) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کوکئی قسم کے علوم عطا فرمائے۔

(۱) تمام امت تک پہنچادو یہ وہی احکام وشرائع ہیں جوحضور ﷺ نے تمام امت تک پہنچائے۔

(۲) خواص تک پہنچاؤ یہ معارفِ الٰہیہ تھے جوحضوراکرم ﷺ کی امت کے خواص کاملین کونصیب ہوئے۔

(۳) اخص الخواص تک پہنچاؤ یہ حقائق ونتائج علوم ذوقیہ تھے جومخصوص حضرات کونصیب ہوئے۔

(۴) ایک ایسی قسم بھی تھی جوصرف اورصرف اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص رکھے اور بس یہ وہی راز واسرار تھے جواللہ تعالیٰ اوراس کے پیارے حبیب ﷺ کے درمیان ہیں جن کا اشارہ "لی مع اللہ وقت الخ" میں ہے کیونکہ خاص عطیہ اورپوشیدہ راز تھا جسے افشاء نہ کیا گیا ایسے ہی حضوراکرم ﷺ کے وارثین کاملین کا حال ہے کہ انہیں اس

مقام سے کچھ حصہ نصیب ہوتا ہے تو وہ کسی کو نہیں بتاتے آخرت میں اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ (روح البیان پارہ ۲۷، النجم، رکوع ۱)

جبریل بھی بے خبر

روی فی الأخبار أن جبریل علیه السلام نزل بقوله تعالی "کٓھٰیٰعٓصٓ" فلما قال کاف قال النبی علیه السلام علمت فقال ها فقال علمت فقال یا فقال علمت فقال عین فقال علمت فقال صاد فقال علمت فقال جبریل کیف علمت ما لم أعلم. (روح البیان جلد ا صفحہ ۲۰)

جبریل علیہ السلام جب "کٓھٰیٰعٓصٓ" لائے تو کہا کاف حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جان لیا اس کے بعد عرض کی ھا آپ نے فرمایا میں نے جان لیا اس کے بعد عرض کی صاد آپ نے فرمایا جان لیا اس پر جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے کیسے جان لیا جو مجھے معلوم نہیں۔

جلتے ہیں جبریل کے پَر جس مقام پر — اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو
نہ پہنچے وہاں جبرائیل امین بھی — بلند اس قدر ہے مقامِ محمد (ﷺ)

(روح البیان پارہ اتحت الٓمّٓ)

برزخ کبریٰ

حضور اکرم ﷺ کے اس مرتبہ کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے اشعار میں خوب نبھایا ہے

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں — حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبد الٰہ اور عالم امکان کے شاہ — برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ان اشعار کی شرح میں فقیر نے بہت کچھ لکھا ہے ملاحظہ ہو "شرح حدائق جلد ۴"

حل لغات ۲٤

کن فکان، ہو جا تو ہو گیا، عرش و فروش والوں کے آپ (ﷺ) بادشاہ ہیں آپ (ﷺ) کن فکان کے آفتاب ہیں۔

شرح

آپ ﷺ کی اس شعر میں دو شانیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) عرش وفرش والوں کے بادشاہ (ﷺ) عرش تا فرش خدا تعالیٰ کی خدائی کے ذرہ ذرہ کے بادشاہ اس لئے ہیں کہ آپ کو اللہ نے اپنی تمام خدائی کا رسول بنایا ہے اور رسول اپنی امت کا بادشاہ ہوتا ہے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے چار وزیر ہیں دو آسمانوں پر دو زمینوں پر۔ آسمانوں کے جبریل و میکائیل علیہما السلام اور دو زمینوں کے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں عرش سے لے کر فرش تک کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے حکم کے تابع ہے اور آپ بخلافت و نیابت الٰہی جملہ کائنات کے بادشاہ ہیں۔

قرآن مجید میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی ہر شے انسان کے تابع ہے بشرطیکہ وہ خدا کا فرمانبردار ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (پارہ ۲۵، سورۃ الجاثیہ، آیت ۱۳)

اور تمہارے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے۔

فائدہ

تسخیر کا معنی ہے کوئی شے کسی کے تابع کرنا اس کے قابو میں لانا عام تفسیر تو یہ ہے کہ جملہ کائنات انسان کی خدمت کے لئے ہے لیکن محققین اس کا معنی وہی کرتے ہیں جو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا۔

عارف کامل پر ایک مقام آتا ہے جس میں وہ تمام جہاں پر متصرف ہو جاتا ہے اور "وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ" کا ظہور ہوتا ہے اور وہ صاحب اختیار ہو جاتا ہے۔ آپ غور کیجئے جب یہ ایک امتی عارف کا مقام ہے تو پھر نبی اور پھر سید الانبیاء کا مقام کیا ہوگا۔

فائدہ

حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید مندرجہ ذیل احادیث صحیحہ سے بھی ہوتی ہے۔

زمین و آسمان پر حضور ﷺ کی حکومت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان اور دو زمین پر ہوتے ہیں میرے آسمانی وزیر جبریل و میکائیل اور میرے زمینی وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (ترمذی باب المناقب)

قبضہ

حضورا کرم ﷺ کی والدہ ماجدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ آپ کی ولادت مبارکہ کے بعد ان الفاظ میں اعلان ہوا تمام دنیا محمد ﷺ کے قبضہ میں ہے اور زمین و آسمان کی کوئی مخلوق ایسی نہیں جو ان کے زیر نگین نہ ہو۔ (زرقانی)

زمین کی چابیاں

یہ متفقہ علیہ روایت ہے کہ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی چابیاں لائیں گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (البخاری صفحہ ۴۱۸)

جنت کی چابیاں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا روزِ قیامت جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں روزِ قیامت کرامت وحمد کا جھنڈا اور جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی۔ (دلائل النبوہ لابی نعیم جلد ا صفحہ ۶۴، ۶۵)

مزید دیکھئے فقیر کا رسالہ ''مفاتیح اللہ فی ید حبیب اللہ''

حل لغات ۳٤

زیبا، خوشنما، راستہ، مناسب۔ والہ (بکسر اللام) شیفتہ، سرگشتہ، عاشق ومفتون۔ شیدا (فارسی) عشق میں ڈوبا، دیوانہ۔

ترجمہ

آپ (ﷺ) کا قد زیبا (خوشنما) دلوں کی راحت ہے دونوں عالم آپ کے عاشق اور دیوانے ہیں۔

شرح

حضورا کرم ﷺ نہ بہت لمبے تھے اور نہ کوتاہ بلکہ میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو سب سے بلند وسرفراز ہوتے حقیقت میں یہ آپ کا معجزہ تھا۔ جب علیحدہ ہوتے تو میانہ قد مائل بہ درازی ہوتے اور جب اوروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے تاکہ باطن کی طرح ظاہر میں بھی آپ سے کوئی اونچا یا بڑا معلوم نہ ہو۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ما رأيت من ذی لمة أحسن فی حلة حمراء من رسول الله ﷺ له شعر يضرب منكبيه بعيد ما بين المنكبين لم يكن بالقصير ولا بالطويل. (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۶)

میں نے کوئی شخص لمبے بالوں والا سرخ حلہ میں حضور اکرم ﷺ سے خوبصورت نہیں دیکھا آپ کے بال کندھوں کے قریب پہنچے تھے آپ کا سینہ مبارک چوڑا تھا آپ نہ پست قد اور نہ دراز قد تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور اکرم ﷺ کے وصف بیان کرتے تو فرماتے

بالطويل الممغط ولا بالقصير المتردد ، وكان ربعه من القوم ، ولم يكن بالجعد القطط ولا بالسبط ، كان جعدا رجلا ، ولم يكن بالمطهم ولا بالمكلثم ، وكان فی وجهه تدوير ، أبيض مشربا حمرة ، أدعج العينين أهدب الاشفار ، جليل المشاش والكتد أجرد ذا مسربة شثن الكفين والقدمين ، إذا مشی تقلع كأنما يمشي فی صبب وإذا التفت التفت معا ، بين كتفيه خاتم النبوة ، وهو خاتم النبيين أجود الناس كفا ، وأرحب الناس صدرا ، وأصدق الناس لهجة ، وأوفی الناس ندمة وألينهم عريكة وأكرمهم عترة من رآه بديهة هابه ، ومن خالطه معرفة أحبه ، يقول ناعته لم أر قبله ولا بعده مثله ﷺ. (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۷)

آپ ﷺ نہ تو دراز قد تھے اور نہ پست قد بلکہ متوسط قامت تھے۔ آپ کے بال نہ بہت گھونگریالے اور نہ بالکل سیدھے کچھ بل کھائے ہوئے تھے آپ کا چہرہ گولائی کے ساتھ نہ پتلا تھا نہ موٹا۔ رنگ بالکل سفید نہ تھا بلکہ اس کی سفیدی میں سرخی تھی آپ کی آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں آپ کے اعضاء کے جوڑ قوی اور شانے مضبوط تھے آپ کے جسم پر بال نہ تھے صرف بالوں کی ایک دھاری تھی ناف سے سینہ تک گویا کہ وہ ایک شاخ ہے ہاتھ اور پاؤں مضبوط و قوی و پُر گوشت تھے جب چلتے تو قوت و وقار سے چلتے گویا کہ آپ ڈھلوین زمین پر نشیب کی طرف جا رہے ہیں ادھر اُدھر دیکھتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے لوگوں میں بڑے سخی کشادہ دل تھے قول میں سب سے زیادہ سچے، طبیعت میں سب سے زیادہ نرم، شرف و بزرگی میں سب سے زیادہ مکرم تھے جو بھی آپ کو یکا یک دیکھتا اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو آپ سے ہم کلام ہوتا اور اختلاط رکھتا اس کے دل میں محبت پیدا ہو جاتی غرضیکہ آپ کی نہ آپ سے پہلے (کسی نے) دیکھا اور نہ بعد میں آپ پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كان رسول الله ﷺ ليس بالذاهب طولًا، وفوق الربعة إذا جامع القوم غمرهم (زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۹۸ جلد ۴، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۴)

حضور لمبے نہیں تھے لوگوں کے ساتھ ہوتے تو سارے لوگوں میں طویل ہوتے۔

امام ابن سبع اور رزین نے آپ کے خصائص میں ذکر فرمایا ہے

إنه كان إذا جلس يكون كتفه أعلى من جميع الجالسين. (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۰۰)

جب آپ لوگوں میں بیٹھتے تھے تو آپ کا کاندھا سب سے اونچا ہوتا۔

اشعارِ مثنوی رضا

(۳۵) جان اسمعیل بررویش فدا	ازدعا گویاں خلیل مجتبیٰ
(۳۶) گشت موسیٰ درطویٰ جویان او	ہست عیسیٰ از ہواخواہان او
(۳۷) بندگانش حور وغلمان و ملک	چاکر انش سبز پوشانِ فلک
(۳۸) مہر تابان علوم لم یزل	بحر مکنونات اسرارِ ازل
(۳۹) ذرہ زاں مہر بر موسیٰ دمید	گفت من باشم بعلم اندر فرید
(۴۰) رشحۂ زاں بحر بر خضر اوفتاد	تا کلیم اللہ راشد اوستاد
(۴۱) پس ورازیں قدر شاہ انبیا	لیک مجبورم ز فہم اغبیا
(۴۲) وصف اواز قدرت انسان وراست	حاش للہ اینہمہ تفہیم راست
(۴۳) لذتِ دیدار شوخی سیم تن	ماہر وے دلبر غنچہ دہن
(۴۴) فتنہ آئینے خراماں گلشنے	رشک گل شیریں اداناز ک تنے
(۴۵) گر بخواہی فہم او مروی کند	گوز عشق و حسن تا آگہہ بود
(۴۶) ناکشیدہ منت تیر جفا	لب بفریاد وفغاں ناآشنا
(۴۷) دل نشد خوں نابہ دریادِ لبے	برلبش نامدز ہجراں یاربے
(۴۸) مرغ عقلش بے پروبالے شود	جز کہ گوئی چوں شکر شیریں بود
(۴۹) گرچہ خود داند اسیر دلربا	ازکجاایں لذت و شکر کجا

(٥٠)زیں مثل شدی ازنیش ونوش	لیك من بار دگر رفتم زهوش
(٥١)مامن از تمثیل مے کردم طلب	باز رفتم سوئے تمثیل اے عجب
(٥٢)زیں کروفردرعجب واه مانده ام	حیرت اندر حیرت اندر حیرتم
(٥٣)ایں سخن آخر نه گردد ازبیاں	صدابدپایاں رودا وهمچناں
(٥٤)نیست پایا لش الی یوم التناد	ختم کن والله اعلم بالرشاد
(٥٥)خامشی شد مهر لبهائے بیاں	باز گرداں سوئے آغازش عناں
(٥٦)ایں چنیں صدیاقتن انگیختند	برسر خود خاك ذلت ریختند
(٥٧)فرقه دیگر ز اسمعیلیاں	بسته در توهین آں سلطان میاں
(٥٨)دردل شاں قصد تازه فتها	برلب شاں ایں کلامِ ناسزا
(٥٩) که به شش طبقات زیریں زمین	حق فرستاد انبیاء ومرسلین
(٦٠)شش چوآدم شش چوموشی شش مسیح	شش خلیل الله شش نوح وذبیح
(٦١)همدرانها شش چوختم الانبیاء	مثل احمد درصفات اعتلا
(٦٢)بامحمد هریکے داردمرے	درکمالِ ظاهر وباطنے

حل لغات ٣٥

فدا، دوسرے کے عوض جان دینے والا اور صدقہ، نچھاور، عاشق فریفتہ۔ مجتبیٰ، پسند کیا ہوا، چنا ہوا۔

ترجمہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان آپ کے چہرہ اقدس پر فریفتہ ہے حضرت خلیل علیہ السلام برگزیدہ پیغمبر بھی آپ کے دعا گوؤں میں سے ہیں۔

شرح

اس بیت میں دو پیارے پیغمبروں کا ذکر خیر ہے اور دونوں آپ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔

(۱) حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے چہرۂ اقدس پر فدا۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ (ﷺ) دعا گو ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب خانۂ کعبہ کی

تعمیر فرما رہے تھے اس وقت آپ نے دعا مانگی تھی

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا . (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹) اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک رسول۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

أنا دعوۃ أبي إبراھیم وکان آخر من بشر بي عیسی ابن مریم۔ (ابن عساکر)

میں اپنے ظاہری باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں جس نے میری آمد کی بشارت دی وہ عیسیٰ ہیں۔

حل لغات ۳۶

طویٰ، وادی کا نام ہے۔ قرآن مجید میں ہے

اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی (پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۲) بیشک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے۔

خیرخواہ، خیراندیش، محبّ۔

ترجمہ

موسیٰ علیہ السلام وادیٔ طویٰ پر آپ کے متلاشی تھے عیسیٰ علیہ السلام آپ کے محبوں میں سے ہیں۔

شرح

اس بیت میں دو پیارے پیغمبروں کا ذکر خیر ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو حضور اکرم ﷺ کی تلاش تھی یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ آپ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کی اجازت حاصل کر کے اپنی زوجہ بی بی صفورا کو لے کر مدین سے مصر کی طرف اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے چلے۔ شام کے بادشاہوں کے خوف سے سڑک چھوڑ دی جنگل کا راستہ اختیار فرمایا حضرت صفورا حاملہ تھیں رات کے وقت کوہ طور کے قریب پہنچ کر آپ کو درد زہ شروع ہوا۔ رات اندھیری تھی سخت سردی پڑ رہی تھی آگ اور دائی کی ضرورت پیش آئی موسیٰ علیہ السلام دور سے روشنی ملاحظہ فرما کر سمجھے کہ وہاں آگ ہے وہاں عناب یا بنفشہ کا سبز درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک روشن تھا مگر نہ تو آگ سے اس کی سبزی میں فرق نہیں آیا نہ درخت کے سبز پانی سے آگ بجھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ ۚ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی (پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۲)

بیشک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔

فارسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے یا عرش کے نور سے سوئی کے ناکہ برابر اپنا جلوہ ظاہر فرمایا اس کے باوجود

موسیٰ بیهوش رفت زیر توصفات　　　توعین ذات می نگری درتبسمی

موسیٰ علیہ السلام صفاتی پَرتو سے بیہوش ہوگئے تو عین ذات کو دیکھ کر تبسم فرماتے رہے۔

عیسیٰ علیہ السلام تو مستقل طور پر امتی بھی ہیں جو عالم دنیا میں امتی بن کر تشریف لائیں گے جس کا مختصر بیان اسی شرح مثنوی کے ابتداء میں ہو چکا۔

ترجمہ۳۷

حور وغلماں اور تمام فرشتے آپ (ﷺ) کے نیازمندوں میں سے ہیں اور تمام آسمانی سبز پوش مخلوق آپ کے نوکر وغلام ہیں۔

شرح

حور وغلمان اور تمام ملائکہ اور آسمانی سبز پوش مخلوق سب آپ کے غلام بے دام ہیں کیوں نہ ہو جبکہ ان کے بھی نبی اور مرشد ہیں۔

فرشتوں کا صدر

سیدنا جبریل علیہ السلام صدر الملائکہ ہیں لیکن یہاں گدائے مدینہ اور خادم دربانِ محمد ﷺ۔

غزوۂ بدر میں

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو انیس تھی لیکن اس شرذمہ قلیلہ کے مقابلہ میں کفار کا ٹڈی دل لشکر الٹا چلا آتا تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس منظر کو دیکھا تو درگاہِ الٰہی میں اپنے اپنے گورے گورے نازک ہاتھ اُٹھائے۔ اُٹھانے کی دیر تھی کہ دفعتاً ایک ہزار فرشتوں کی روحانی فوج حضور ﷺ کے صحابہ کی مدد کے لئے آکر کھڑی ہوگئی ان کے سپہ سالار جبریل علیہ السلام تھے۔

ملائکہ خادمانِ محمد ﷺ

ملائکہ کے اس لشکر نے جس طرح مسلمانوں کی مدد کی اس کی کیفیت مسلم شریف باب امداد الملائکہ کتاب الجہاد

میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا کہ اس نے کافر کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آگے بڑھ اے ''حیزوم'' یہ کہنا تھا کہ کافر زمین پر چت گر پڑا۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر اس کافر کی لاش کو دیکھا تو اس کے ناک میں سوراخ ہو گیا تھا جس میں نکیل پڑی ہوئی تھی اور تمام چہرہ پھٹ گیا تھا اور اس میں نیلی بدھیاں پڑ گئیں تھیں جب ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کی مدد ہے۔

غزوۂ احد میں

اسی طرح غزوۂ احد میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت کم تھی مسلمانوں کو یہ دیکھ کر اضطراب ہوا لیکن حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو تسلی دی اور فرمایا کہ اپنی قلت تعداد اور بے سروسامانی پر نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہزاروں فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا چنانچہ سورۂ آل عمران اور انفال میں اللہ عزوجل نے ان دونوں واقعوں کو باتفصیل ذکر فرمایا ہے۔

خاص ملک

ایک شب سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ان هذا الملک لم ینزل الارض قبل هذا اللیلة (ترمذی مناقب حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ))

جبریل ومیکائیل

بارگاہ نبوی میں ملکوتیوں کے شہنشاہ نوریوں کے سردار فرشتوں کے سرخیل جبریل امین اور مکرم و معظم فرشتہ میکائیل کی حاضری بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

غزوۂ بدر میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا دیکھو یہ جبریل اپنے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے ہیں غزوۂ خندق سے جب حضور اکرم ﷺ مسلمانوں کی فوج کو لے کر واپس تشریف لائے تو جبریل نے سامنے آکر عرض کی سرکار ﷺ آپ نے ہتھیار کھول دیئے ہیں حالانکہ ہم اب تک مسلح ہیں اور بنو قریظہ کو ابھی ان کی غداری کا صلہ دینا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے دربار میں جبریل کی آمد کا کوئی وقت مقرر نہ تھا صبح و شام روز و شب صلح و جنگ ہر موقع پر فیضان الٰہی کا سرچشمہ ابلتا رہتا تھا ہاں سب سے زیادہ جبریل کی آمد رمضان شریف میں ہوئی تھی جس میں وہ ہر روز حاضر ہو کر قرآنِ حکیم کا دورہ کرتے تھے۔

اسی طرح میکائیل علیہ السلام بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے معراج کے موقع پر شق صدر کی خدمت

انہی کے سپرد تھی۔ غزوۂ احد میں جو دو فرشتے دشمنوں سے حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کرر ہے تھے وہ جبریل و میکائیل ہی تھے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے حضور نوریوں کا ہجوم رہتا تھا اور ملائکہ شمع نبوت سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہر وقت حاضر رہتے تھے۔

فہرست ملائکہ خدام

یہ باب بھی خاصہ طویل ہے دفاتر بھی نا کافی چند نمونے حاضر ہیں۔

جبریل امین علیہ السلام

تمام ملائکہ کے صدر صاحب ہیں لیکن ہمارے حضور ﷺ کے خصوصی خادم ہیں نہ کبھی ایسی خدمات کے لئے دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہاں گئے اور ان جیسی خدماتِ مصطفیٰ ﷺ کسی فرشتے کو نصیب ہوئی۔

جبریل علیہ السلام چیتے کی شکل میں

خدمت کے لئے خادم کو ہر طرح کا بھیس بدلنا پڑتا ہے چنانچہ جب ابو جہل نے حضور ﷺ کو پتھر سے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی اور وہ آپ کے قریب آیا تو اس نے شانہ ہائے اقدس پر ایک بہت چیتے کو دیکھا جس سے ڈر کر بھاگا اور ایسا مبہوت ہوا کہ پتھر ابو جہل کے ہاتھ سے گر گیا۔ دربارِ نبوت میں اس واقعہ کا ذکر کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ذلک جبریل لو دنیٰ منی لاخذہ (جواہر البحار جلد ا صفحہ ۷۷)

یہ جبریل تھے جو ہمارے گھر کی دربانی کرر ہے تھے اگر ابو جہل ہم سے قریب ہوتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔

دارِ ملائکہ

حضور ﷺ کے شہر کی چوکیداری کے لئے فرشتے مقرر ہیں امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ و مکہ معظمہ ملائکہ کی حفاظت میں ہیں

علی کل نقب منھم ملک لا ید خلھا الطاعون والدجال (جواہر جلد ا صفحہ ۲۹۹)

ان شہروں کے ہر کونہ پر فرشتے چوکیدار ہیں جو دجال اور طاعون کو مدینہ میں نہ داخل ہونے دیں گے۔

جبریل امین شب معراج

کافوری لبوں سے سیدنا جبریل علیہ السلام نے جگایا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں بیدار ہوا دیکھا کہ میرے ہاں جبریل علیہ السلام حاضر ہیں میں نے کہا اے جبریل علیہ السلام کیوں آئے ہو؟ عرض کی

یا محمد إن ربی تعالی بعثنی إلیک أمرنی أن آتیه بک فی هذه اللیلة بکرامة لم یکرم بها أحد قبلک ولا یکرم بها أحد بعدک فإنک ترید أن تکلم ربک وتنظر إلیه وتری فی هذه اللیلة من عجائب ربک وعظمته وقدرته . (روح البیان پارہ ۱۵)

اے محبوب ﷺ رب تعالیٰ نے مجھے بھیجا تا کہ میں آپ کو اسی شب تعظیم وتکریم سے لے جاؤں آپ سے پہلے کسی کی تعظیم نہ ہوئی اور نہ آپ کے بعد ہوگی آپ چاہیں تو آج رات اپنے رب سے کلام کریں اس کے عجائبات دیکھیں اور اس کی قدرت وعظمت کا مشاہدہ فرمائیں۔

صبح و شام حاضری

حضور اکرم ﷺ کا روضۂ اقدس تجلی الٰہی کا گھر اور عطائے ایزی کا مسکن ہے روضۂ منورہ پر ہر وقت ستر ہزار ملائکہ حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ ستر ہزار فرشتے صبح کو آتے ہیں اور عصر کے وقت ان کی تبدیلی ہوجاتی ہے ان کی جگہ ستر ہزار دوسرے فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو صبح تک رہتے ہیں یوں ہی یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے جو فرشتے ایک بار روضہ اقدس پر حاضری دے چکے اب قیامت تک انہیں حاضری نصیب نہیں

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے　　رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب　　بے حکم کیا مجال پرندے کو پَر کی ہے

ملائکہ کی یہ تبدیلی اس لئے ہے تا کہ تمام فرشتے مزار پر انوار کی زیارت سے مشرف ہوجائیں اگر یہ تبدیلی نہ ہوتو کروڑوں ملائک اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائیں

یہ بدلیاں نہ ہوں تو ہزاروں کی آس جائے　　اور بارگاہِ مرحمت عام وتر کی ہے

امام ابونعیم کعب احبار سے روایت کرتے ہیں

ما من یوم یطلع الا نزل سبعون ألفا من الملائکة حتی یحفوا بقبر النبی ﷺ یضربون بأجنحتهم ویصلون علی رسول الله صلی الله علیه و سلم حتی إذا أمسوا عرجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل

ذلک حتی إذا انشقت عنه الأرض (جواہر جلد ا صفحہ ۵۶۶، شفاء السقام صفحہ ۱۵۵)

ابو نعیم کعب احبار سے راوی ہیں کہ ہر صبح کو ستر ہزار ملائکہ روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں روضہ مبارک پر اپنے پروں کو ملتے ہیں اور حضور پر درود بھیجتے ہیں اور شام کو واپس چلے جاتے ہیں اور انہی کی مثل شام کو دوسرے فرشتے آجاتے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح قیامت تک جاری رہے گا۔

فائدہ

غور فرمایئے معصوم فرشتے تمنائیں کریں، مچلیں، تڑپیں مگر دوبارہ روضہ انور پر حاضری نصیب نہ ہوا مگر امت مرحوم پر یہ رحمت ہے کہ چاہے عمر بھر مدینہ میں پڑے رہیں۔

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

امت کے درود وسلام کے خدام

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ ملائکة سیاحون فی الارض یبلغونی من امتی السلام. (رواہ نسائی والدارمی، مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں سیر وسیاحت کرتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

فائدہ

حبیب خدا ﷺ نے امت کی عزت افزائی کی کہ ان کے درود وسلام بصد اعزاز واکرام بارگاہ رسول ﷺ میں پہنچے اس سے الٹا بعض جاہلوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور اکرم ﷺ دور والوں کا درود نہیں سن سکتے حالانکہ حدیث شریف میں سننے کی نفی نہیں اور نہ ہی آپ کے لئے غیر ممکن ہے جب کہ آپ کا ایک خادم خاص فرشتہ ہر وقت سرہانے کھڑا تمام لوگوں کے درود سن کر بارگاہ حضور میں نام لے کر عرض کرتا ہے جب کہ آپ کے ایک معمولی خادم کا یہ منصب ہے تو آپ کے نہ سننے کا کیا معنی۔ صرف فرشتوں کے پہنچانے سے سمجھ لیا جائے تو بھی جہالت ہے اس لئے کہ ہمارے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں فرشتے پہنچاتے رہتے ہیں تو وہاں بھی یہی کہیں گے کہ اللہ (معاذ اللہ) کچھ نہیں جانتا سنتا بلکہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔

ابن عساکر حضرت کعب احبار سے راوی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد تم

میرے خلیفہ ہو لہٰذا ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفی ﷺ بھی کرنا کیونکہ جب میں نے سموت کا طواف کیا تو آسمان کے ہر گوشہ پر حضور کا نام منقوش فرمایا ہے

وأن ربی اسکننی الجنة فلم ار فی الجنة قصرا ولا غرفة إلا اسم محمد مکتوبا علیه ولقد رأیت اسم محمد مکتوبا علی نحور الحور العین وعلی ورق قصب آجام الجنة وعلی ورق شجرة طوبی وعلی ورق سدرة المنتهی وعلی أطراف الحجب وبین اعین الملائکة فأکثر ذکره فان الملائکة تذکره فی کل ساعاتها. (خصائص جلد ا صفحہ ۷)

جب میرے رب نے مجھے جنت میں سکونت عطا فرمائی تو جنت کے ہر قصر ہر محل ہر غرفہ حور عین کی پیشانی شجر ہائے جنت واوراق سدرہ وطوبیٰ حجب کے اطراف اور ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان حضور اکرم ﷺ کا نامِ نامی مکتوب پایا ہے لہٰذا ان کے ذکر سے غافل نہ رہنا کیونکہ ملائکہ بھی اس نبی معظم کے ذکر سے رطب اللسان رہتے ہیں۔

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ طرفہ دھوم دھام　　　کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

جنت کے دروازے پر حضور کا نام

ابن عساکر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

مکتوب علی باب الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله

جنت کے دروازہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مسطور ہے۔

جنت کی ہر چیز پر حضور اکرم ﷺ کا نام

ابو نعیم حلیہ میں حضرت ابن عباس سے راوی ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا

ما فی الجنة شجرة ولا ورقة الا مکتوب علیها لا اله الا الله محمد رسول الله

جنت کا کوئی درخت کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا نہ ہو۔

عرش اور سموت پر حضور ﷺ کا نام

ابن عساکر حضرت علی سے راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ما مررت لسماء الا وجدت اسمی فیها ورایت علی العرش مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله

شب معراج میں جس آسمان سے گزرا اس پر میں نے اپنا نام مسطور پایا اور میں نے عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا

دیکھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی

امام طبرانی حضرت عبادہ بن صامت سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کان نقش خاتم سلیمان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منقوش تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں پر

بین کتفی ادم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین

آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول خاتم النبیین مسطور تھا۔

فائدہ

اللہ رب العزت نے اپنے نام کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا نام بھی مکتوب فرمایا ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ ان اشیاء کے بنانے والا خالق حقیقی خدا ہے اور نبی علیہ کو مختار بنایا ہے۔

حل لغات ۳۸

ہایزل، جسے زوال نہ ہو اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ مکنونات، مکنون کی جمع ہے چھپا ہوا، ڈھکا ہوا۔ ازل جس کی ابتداء نہ ہو۔

ترجمہ

علومِ باری تعالیٰ کے آپ (ﷺ) چمکدار اور آفتاب ہیں باری تعالیٰ کے پوشیدہ اسرار کے آپ (ﷺ) سمندر ہیں۔

علم غیب کُلی

اس بیت میں علم غیب کلی بہ عطائے الٰہی کی طرف اشارہ ہے اور اس موضوع پر ہزاروں تصانیف اہل سنت موجود ہیں ان کا استدلال احادیث مبارکہ کے قرآنی آیات کی تصریحات سے ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں

وَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تفسیر اتقان جلد ۲ از علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا

عن ابی بکر بن مجاھد انه قال یوما ما من شئی فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ

ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے کہا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن مجید میں نہ ہو۔

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَىْءٍ (پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۱۱۱)

یہ کوئی بناوٹی کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان۔

مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔

جب قرآن مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجے کا مفصل اور اہل سنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوا اور منجملہ موجودات کے لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرورت یہ بیانات محیط اس کے مکتوبات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے اب یہ بھی قرآن عظیم سے پوچھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ القمر، آیت ۵۳) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہے۔

وَ كُلَّ شَىْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِىْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پارہ ۲۲، سورۂ یٰسین، آیت ۱۲)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔

وَ لَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۹)

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ نکرہ تحت نفی عموم کا فائدہ دیتا ہے اور عام فائدہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر معمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اُٹھ جائے نہ حدیث احاد اس کی تخصیص کر سکتی ہے اگرچہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو جو کہ عموم قرآن کی تخصیص کر سکے بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نہیں ہٹاتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی قیاس سے تخصیص ہو سکے۔

فائدہ

ان آیات سے نتیجہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کو تمام خلق کے علوم سے زیادہ اور وسیع تر سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، سب سے بہتر، سب سے بڑھ کر ہے۔ ماضی کا علم ہو یا حال و مستقبل کا، دنیا کا علم ہو یا آخرت کا، عالم شہادت کا علم ہو یا عالم غیب کا غرض خداوند قدوس نے رفتہ رفتہ آپ کو ازل سے ابد تک تمام ما کان و ما یکون کا علم شہادت و علم غیب سب کچھ عطاء فرما دیا یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوگا سب آپ کے قلب رسالت میں جلوہ گر اور آپ کی نگاہ نبوت کے پیش نظر کر دیا یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے جانے کے وقت آپ کا علم اس قدر کامل و مکمل بلکہ اکمل ہو گیا کہ ملک و ملکوت کے ذرات وجود میں کوئی ایسا ذرہ نہیں کہ جس کی آپ کو خبر نہ ہو اور شجرات کائنات میں کوئی پتہ ایسا نہیں جو آپ کی چشم رسالت سے پوشیدہ ہو۔ ہم تمہارے اور سارے عالم کے اقوال و افعال اور اعمال و احوال سب کچھ حضور کے پیش نظر ہے اور آپ ان سب کو اس طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

سر عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

حل لغات ۲۹

فرید، جس کا کوئی ثانی نہ ہو، یکتا، بے مثال۔

ترجمہ

اسی آفتاب سے ایک ذرہ موسیٰ علیہ السلام پر چمکا تو کہنے لگے علم میں میرا ثانی کوئی نہیں۔

شرح

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے علم پر ناز فرمایا جس کا ذکر بخاری شریف میں ہے اسی فخر کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم فرمایا اس کا ذکر ابھی آرہا ہے اور فیوض الرحمٰن تفسیر روح البیان میں اس سے مزید تفصیل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام علمی وسعت کے باوجود ہمارے حضور اکرم ﷺ کے علوم کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے جیسا کہ صاحب روح البیان پارہ ۳ میں لکھا کہ اولیاء کے علوم انبیاء کے علوم سے وہ نسبت رکھتے ہیں جو قطرے کو سات

دریاؤں سے اور انبیاء کے علوم کو ہمارے نبی ﷺ کے علم سے وہی نسبت ہے جو مذکور ہوئی اور ہمارے نبی پاک ﷺ کے علوم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے بھی وہی نسبت ہے۔

قصیدہ بردہ شریف میں ہے

وَ کُلُّھُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ   غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

وَ وَاقِفُوْنَ لَدَیْہِ عِنْدَ حَدِّھِمْ   مِنْ نُقْطَۃِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَکْلَۃِ الْحِکَمِ

اور تمام پیغمبران عظام علیٰ نبینا وعلیہم السلام حضور اکرم ﷺ کے دریائے معرفت اور بارانِ رحمت سے پانی کے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں۔

تمام رسل کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی اپنی حد پر اس طرح کھڑے ہیں جیسے نقطہ اور اعراب اپنی جگہ پر متمکن ہوتے ہیں اور حد سے متجاوز نہیں ہوتے۔

شرح اشعار مذکورہ

کائنات کے علوم اگرچہ کثیر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے بمنزلہ ایک قطرہ کے مطابق حضور اکرم ﷺ سے علم حاصل کر رہا ہے کسی کو حق نہیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ سے آگے بڑھے یا ان سے پہلے کچھ حاصل کر سکے۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے ام القریٰ شریف میں فرمایا

وسع العالمین علماء   رسول اللہ ﷺ کا علم تمام جہان کو محیط ہے۔

امام ابن حجر اس کی شرح میں فرماتے ہیں

لان اللہ تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین ماکان ویکون

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو تمام ماسوائے اللہ پر اطلاع دی تو اولین و آخرین ما کان و ما یکون سب کا علم حضور کو حاصل ہوا۔

امام زین العابدین عراقی استاذ امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ شرح مہذب اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں

انه ﷺ عرضت علیه الخلائق من لدن آدم علیه الصلوٰۃ والسلام الی قیام الساعۃ فعرفھم کلھم کما علم آدم الاسماء

اللہ عزوجل کی جتنی مخلوق ہے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامِ قیامت تک سب حضور اکرم ﷺ پر پیش کی گئی تو حضور ﷺ نے سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ السلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے آپ کی امت کے اولیاء کا یہ حال ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں شیخ ابوالرضا رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا کہ اگر ایک چیونٹی تحت الثریٰ میں ہو اور اس کے دل میں سو خیالات ہوں تو میں ان میں سے ننانوے خیالات کو جانتا ہوں۔

فائدہ

جب حضور اکرم ﷺ کی امت کے علماء و اولیاء کے علم مافی الصدور کا یہ حال ہے تو آقائے کائنات، امام الانبیاء و الاولیا ﷺ کے علم مبارک کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

حل لغات ۴۰

رشحہ، قطرہ۔

ترجمہ

اس بحر علوم کا ایک قطرہ خضر علیہ السلام کو نصیب ہوا تو درِ موسیٰ علیہ السلام (کلیم اللہ) کے استاد ٹھہرے۔

شرح

اس بیت میں دو پیغمبروں کا ذکر خیر ہے۔ (۱) موسیٰ علیہ السلام (۲) خضر علیہ السلام۔

ان دونوں کا علم رسول اللہ ﷺ کے بحر ذخار کا ایک قطرہ ہے نہ صرف یہ بلکہ جملہ علوم انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ کے علمی سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے

فان من جودک الدنیا وضرتها　　　ومن علومک علم اللوح والقلم

بیشک آپ کے جود و کرم سے دنیا اور اس کی ضد (آخرت) کا وجود ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا حصہ ہے۔

حضرت ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں

علمهما انما یکون سطر امن سطور من علمه ثم مع هذا من برکة وجوده ﷺ

لوح و قلم کا تمام علم (جس میں ما کان و یکون سب بالتفصیل مندرج ہے) حضور اکرم ﷺ کے دفتر علم سے ایک سطر ہے پھر بایں ہمہ وہ

حضور ہی کی برکت سے ہے۔

اور لوح وقلم میں کیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ ان اول ما خلق الله القلم قال ماالكتب قال اكتب القدر فكتب ماكان وما هو كائن الى الابد. (رواہ الترمذی)

یعنی ترمذی شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کر کے فرمایا کہ لکھ قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں فرمایا جو کچھ ازل سے ابدالآباد تک ہونے والا ہ پس قلم تو فوراً بحکم ایزدی تمام امورات مقدرہ ما کان و ما یکون ابتداء عالم سے انتہائے موجودات تک (لوحِ محفوظ) پر لکھا اور کوئی واقعہ یا حادثہ ایسا نہیں ہے جو اس میں مرقوم نہیں ہوا ہو۔

فائدہ

یہ لوح وقلم کا علم ہے اور یہ حضور اکرم ﷺ کے علوم کے سامنے ایک قطرہ ہے۔

علم موسیٰ و خضر علیٰ نبینا و علیہما السلام

فقیر یہاں پر دونوں پیغمبروں کے متعلق تفسیر روح البیان سے تلخیص کے طور پر کچھ عرض کرتا ہے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قبطیوں کے مرمٹنے کے بعد ملک مصر پر قابض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قوم کو وعظ سنانے کا فرمایا جس کا موضوع کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیسی اعلیٰ نعمتوں سے نوازا چنانچہ آپ نے اپنی قوم کو نہایت بہترین انداز میں وعظ فرمایا جس سے بنی اسرائیل خوب روئے اور ان کے دلوں پر آپ کی وعظ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ بنی اسرائیل کے علماء میں سے کسی نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ نے عتابِ محبوبانہ فرماتے ہوئے حکم دیا کہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا تھا آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ سے میرا ایک اور بندہ بڑا عالم جو دو دریاؤں کے مجمع میں رہتا ہے اس کا خضر نام ہے۔

فائدہ

خضر علیہ السلام افریدوں عادل عاقل بادشاہ کے زمانہ میں تھے یہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے اور ذوالقرنین اکبر کے ابتدائی دور میں تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانۂ نبوت تک زندہ تھے اب بھی زندہ ہیں ان کی نبوت کا دور کشتاسف بن لہراسب کے زمانہ میں تھا۔ (کذافی تاریخ ابن اثیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میں خضر کو کہاں تلاش کروں اور وہ مجھے کس طرح مل سکتے ہیں اس کا کوئی آسان طریقہ بتائیے تا کہ میں اسے آسانی سے مل سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ چٹان کے نزدیک مجمع البحرین میں اس کی ملاقات کر سکتے ہیں لیکن آپ اپنا زادِراہ ساتھ لے جائیں یعنی مچھلی بھون کر ایک جھولے میں ڈال کر اپنے ساتھ رکھیں تا کہ بھوک ستائے تو بھیک نہ مانگنی پڑے لیکن جب یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو سمجھنا یہیں پر میرا بندہ ہوگا آپ نے مچھلی بھون کر جھولے میں رکھ دی اور اپنے خادم سے فرمایا کہ جہاں یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو مجھے مطلع کرنا۔

یہودی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اس مقام پر جس میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اس سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد نہیں بلکہ یہ موسیٰ بن میثا بن یوسف نبی علیہ السلام تھے یہ بھی نبی تھے اور یہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے پہلے تھے ان کا وہم اس لئے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے افضل ہیں اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات باہرہ ہیں اور کلیم خدا بھی اور خضر علیہ السلام کا یہ مرتبہ کہاں اسی لئے وہ مفضول تھے اور افضل مفضول سے استفادہ نہیں کرتا یہ ان کا صرف وہم ہے ورنہ کامل عالم افضل ہو کر بہت سے امور سے بے خبر ہوتا ہے اور یہ کوئی عیب بھی نہیں اور فاضل مفضول بھی ہوتا ہے اگر چہ من وجہ سہی اس معنی پر یقیناً اس سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد ہیں اگر وہ دوسرے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو اسے مقید بہ قید اضافی بیان کیا جاتا اس لئے کہ مشہور و معروف شخصیت کے ہم نام کو جب کسی وقت لکھنا یا کہنا پڑتا ہے تو اس کے ساتھ کسی دوسرے لفظ کا اضافہ ضروری ہوتا ہے مثلاً سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم نام ایک اور امام ابوحنیفہ گزرا ہے اب اس کو ثانی ابوحنیفہ جب لکھا جائے گا تو اس کے دینوری کا لفظ ضرور ہوگا مثلاً کہا جائے گا ''قال ابوحنیفہ الدینوری'' ورنہ مطلقاً ابوحنیفہ لکھا ہوگا تو وہاں امام صاحب کے سوا کوئی اور مراد نہ ہو سکے گا ایسے یہاں سمجھئے کہ موسیٰ علیہ السلام کو مطلق کہا گیا ہے اگر ان کے علاوہ دوسرے موسیٰ علیہ السلام مراد ہوتے تو ان کے ساتھ موسیٰ بن میثا بن یوسف لکھا جاتا۔

نکتہ

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا قرآن کی آیت مجمع البحرین سے خود موسیٰ و خضر علیہم السلام مراد ہیں ان کی کثرت علمی کی وجہ سے انہیں بحرین سے تعبیر کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام علم ظاہر کے دریا تھے۔

اگر چہ آپ میں بھی علم بطون کی کمی نہیں تھی لیکن چونکہ آپ شریعت کے پاسبان تھے اسی لئے آپ میں علم ظاہر کا

غلبہ تھا اور خضر علیہ السلام علم باطن کے دریا تھے یعنی آپ پر علم بطون کا غلبہ تھا اور انبیاء علیہم السلام چونکہ صفت جمال وجلال کے مظاہر ہیں اسی لئے ان کے مراتب میں فرق ہوتا ہے۔

ملاقات

دونوں پیغمبروں کی ملاقات اور ان کا واقعہ قرآنِ پاک پارہ ۱۶، ۱۵ میں ہے اور ان کی تفصیلی گفتگو بھی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق چند امور حاضر ہیں۔

وجہ تسمیہ خضر علیہ السلام

خضر علیہ السلام کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ صحیحین میں ہے کہ آپ کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ آپ خشک زمین پر بیٹھے تو آپ کے تشریف لے جانے کے بعد وہ خشک زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔

خضر علیہ السلام کا اسم گرامی

خضر علیہ السلام کی کنیت ابوالعباس اور اسم گرامی بلیا ہے بباء موحدہ مفتوحہ پھر لام ساکنہ اس کے بعد یا ابن ملکان (بفتح المیم واسکان الام) ابن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

فائدہ

ابواللیث نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے خضر علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا کہ وہ کسی بادشاہ کے صاحبزادے تھے اس کا خیال ہوا کہ اسے اپنا جانشین بنائے لیکن خضر علیہ السلام نے ایسی جانشینی قبول نہ کی اور وہاں سے بھاگ کر کسی جزیرے میں ایسے چھپے کہ بادشاہ تلاش کرتا رہ گیا۔

خضر علیہ السلام کا تعارف

کتاب التعریف والاعلام لاامام السہیلی میں ہے کہ خضر علیہ السلام کے والد بادشاہ اور والدہ فارس کی تھی اور نام ''الہا'' تھا خضر علیہ السلام کو ایک غار میں جن کر کہیں چلی گئیں روزانہ آپ کو ایک بکری دودھ پلاتی کچھ بڑے ہوئے تو آپ کو ایک مرد لے گیا اور اسی نے آپ کو پالا جب آپ نوجوان ہوگئے تو بادشاہ یعنی آپ کے والد نے اعلان کیا کہ کاتبین جمع ہوں تاکہ ان سے ابراہیم و شیث علیہما السلام کے صحیفے لکھوائے جائیں۔ جب کاتبین جمع ہوئے تو ان میں خضر علیہ السلام بھی تھے آپ کے والد بادشاہ کو پہچان نہ تھی جب آپ نے کتابت کی تو آپ کے حسن خط اور بہتر عادت اور اچھی خصلت کو دیکھ کر بادشاہ متاثر ہوا اور پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے اپنا تعارف کرایا تب اسے معلوم ہوا کہ یہ تو اس

کے صاحبزادے ہیں انہیں اپنے ساتھ لے گیا اور بادشاہی کے جملہ امور اس کے سپرد کردیئے لیکن خضر علیہ السلام کو یہ بات پسند نہ آئی اسی لئے بادشاہ سے آنکھ چھپا کر بھاگ نکلے اور دنیا کو ۳ طلاق دے کر سیاحت کو چلے چشمہ آبِ حیات پر پہنچ کر اس کا پانی لیا اسی لئے تاحیات زندہ ہیں۔

خضر علیہ السلام کے زندہ موجود ہونے پر دلائل

اگر چہ آپ کے زندہ موجود ہونے میں اختلاف ہے لیکن اکثر علماء کی رائے ہے کہ وہ زندہ موجود ہیں اور اسی دنیا میں زمین پر رہتے ہیں اور صوفیہ کرام کا تو اس میں اتفاق ہے کسی سے اختلاف منقول نہیں بلکہ ان کی ملاقات کی حکایات بے شمار ہیں اور بے شمار بزرگوں نے ان کو دیکھنے اور ان سے گفتگو کرنے کا دعویٰ فرمایا ہے ایسی حکایات حضرت شیخ اکبر نے فتوحاتِ مکیہ میں اور حضرت ابو طالب مکی نے اپنی تصانیف میں اور حضرت حکیم ترمذی نے اپنی نوادر میں و دیگر مشائخ عظام قدست اسرارہم ہیں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا ناممکن نہیں بلکہ محال ہے اور ان سے ایسی غلط نقل کا تصور ہی نہیں ہوسکتا ان کے وجود و ثبوت کے دلائل تو ملتے ہیں لیکن ان کے مرنے کی ایک دلیل بھی کسی کے پاس موجود نہیں نہ قرآن میں نہ حدیث میں اور نہ اجماعِ امت میں اور نہ ہی کوئی ایسی نقل ملتی ہے کہ خضر علیہ السلام فلاں وقت فوت ہوئے اور فلاں جگہ مدفون ہیں اور نہ ہی پتہ چلتا ہے کہ وہ فلاں بادشاہ کی بادشاہی کے وقت فوت ہوئے تھے۔

چار انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں

تفسیر بغوی میں ہے کہ چار انبیاء علیہم السلام تا قیامت زندہ رہیں گے دو زمین پر دو آسمان پر وہ جو زمین پر ہیں الیاس علیہ السلام جنگلوں میں اور خضر علیہ السلام دریاؤں میں ہیں وہ ہر رات ذوالقرنین کی سد سکندری (دیوار) میں جمع ہوتے اور ان کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کی خوراک کرفہ، کماہ اور جو دو آسمانوں پر ہیں وہ ادریس و عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

خضر علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی تعزیت کے لئے حاضر ہوئے

امام الحدیث فی وقت حضرت ابو عمر کتاب التمہید میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے اور کفنانے کے بعد کسی سے سنا گیا وہ کہہ رہا تھا کہ السلام علیکم اے بیت بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ لیتا ہے اس کے لئے نیک نصیب بخشتا ہے اور جو شے ضائع کرتا ہے اس کا عوض عنایت فرماتا ہے۔ ہر مصیبت پر صبر ضروری ہے فلہٰذا تم بھی صبر کرو اور اس صبر میں صرف رضائے الٰہی سامنے رکھو پھر ان سب کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ اہل بیت تو سن رہے تھے لیکن بولنے والا نظر نہیں آتا تھا اس سے صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم نے دعویٰ کیا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے۔

خضر علیہ السلام حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ کے راوی ہیں

فصل الخطاب میں ہے کہ خضر علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بار ہا حاضر ہو کر شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے اور آپ نے متعدد احادیث بھی روایت کی ہیں منجملہ ان کے ایک انگوٹھے چومنے کی روایت بھی ہے۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بعض تصانیف میں فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام آخری زمانہ میں اصحابِ کہف کے ساتھ ظاہر ہوں گے اور امام مہدی کے ساتھ تعاون کریں گے بلکہ ان کے لشکریوں میں سے یہی حضرات بہترین عسکری متصور ہوں گے۔

ترجمہ ۴۱

شاہ رسولاں ﷺ اس بیان سے بلند و بالا ہیں لیکن فہم اغبیاء سے میں مجبور ہوں۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی قدر و منزلت جتنی بھی بیان کی جائے اس سے بھی آپ بلند سے بلند تر ہیں لیکن اغبیاء یعنی منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ چونکہ غبی ہیں اسی لئے انہیں ہم نہیں سمجھا سکتے بناء بریں ہم مجبور ہیں کیونکہ سمجھدار کو سمجھانا آسان ہے لیکن غبی کو کون سمجھائے جب کہ اس کی فہم و ذکاء کا بیج ہی جل کر راکھ ہو گیا ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہ کہتا ہے کہ وہ صرف غبی نہیں بلکہ ساتھ ہی ضدی بھی ہیں بعض غبی ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ سمجھتے نہیں لیکن کبھی کبھی مان جائے لیکن یہ غبی تو ضدی بھی ہیں باوجودیکہ کبھی ان کی سمجھ میں آجاتا ہے لیکن بوجہ ضد انکار کے باز نہیں آتے اور یہی عادت یہودیوں کی تھی۔

صاحب جلالین و دیگر اکثر مفسرین وہ آیات جن میں کتمان حق کا ذکر ہے یا وہ آیات جن میں دین فروشی کا بیان ہے ان میں نعت مصطفیٰ ﷺ کا کتمان اور اوصافِ مصطفیٰ ﷺ کو چھپانا عمداً بیان نہ کرنا جاننے کے باوجود اس کے خلاف کرنا عموماً یہودیوں کے رؤساء کا کام تھا اور وہ آیات روسا یہود کعب بن اشرف، کعب بن اسید، مالک بن خلیف وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جو یہ امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزمان ان میں مبعوث ہوں گے لیکن انہوں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ دوسری قوم سے مبعوث فرمائے گئے ہیں تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ توریت و انجیل میں حضور کے اوصاف دیکھ کر آپ کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑیں گے اور ان کے نذرانے، تحفے، ہدیے سب بند ہو جائیں گے حکومت جاتی رہے گی اس خیال سے انہیں حسد پیدا ہوا اور توریت و انجیل میں آپ کی جو نعت و صفت، خصائص و فضائل اور آپ کے وقت نبوت کا

ذکر تھا انہوں نے اس کو چھپایا۔ چھپانے کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے اور نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے اور نہ دیکھایا جائے اس یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں کر کے معنی بدلنے کی کوشش کی جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے۔

معلوم ہوا حضور اکرم ﷺ کے فضل و کمال کو چھپانا اور آپ کے مرتبہ کی عظمت و رفعت کے بیان و اظہار کو رؤساء اور آیاتِ قرآنی کی غلط تاویلیں کر کے حضور کی فضیلت و نعت کو کاٹنا کی یہود عادت و خصلت تھی۔ زمانہ نبوت میں بھی یہود کا یہی کردار تھا اور آج بھی یہی ہے اور ایسے لوگوں کی حضور اکرم ﷺ نے صدیوں پہلے خبر دی تھی جنہیں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے اغبیاء سے تعبیر فرمایا ہے حضور اکرم ﷺ نے انہیں سفہاء الاصلام فرمایا۔

لطیفه

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ علوم و فنون میں نام پیدا کرنے کی نیت کتابوں کے کیڑے نظر آئیں گے لیکن نعت مصطفیٰ میں بالکل کورے بلکہ پڑھنے والے کو روکنے میں کئی طرح کے حیلے بنائیں گے کبھی کہے گے گانا کبھی قوالی وغیرہ وغیرہ کہنے سے باز نہیں رہتے اور بس چلے تو نعت خوانی کرنے والوں کو کھا جائیں آزمانا ہو تو سعودی حکومت کے کارندوں کو دیکھ لو یہاں ہندو پاک میں بھی جہاں ان کا بس چلتا ہے نعت خوانی روکنے کے لئے سر کی بازی لگا دیتے ہیں دراصل یہ انہیں حضور اکرم ﷺ کے ہمزمان یہودیوں سے وراثت نصیب ہے۔

نعت رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے کمالات سننا سنانا عین اسلام ہے نظم میں ہوں یا نثر میں لیکن نظم میں ہوں تو اسے دورِ حاضرہ میں نعت کہا جاتا ہے اس سے اکثر فرقے محروم ہیں اور بدعت کے مفتیوں کے نزدیک دوسری بدعات کی طرح نعت خوانی اور اس کے تمام طریقے بدعت ہیں اسی لئے ان کے ہر چھوٹے بڑے نعت خوانی کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں اسے کتمان (چھپانا) سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

شیوۂ یہود

عن ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لولا ائیتان انزلھما فی کتابہ اللہ ما حدیث شیئا ابداً قولہ تعالیٰ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد مابیناہ للناس فی الکتاب اولٰ یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون (سورۂ بقرہ پارہ ۲) وقولہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتو الکتاب

لتبیننه للناس ولاتکمونہ فنبذ ولاوراءظھورھم۔ (آل عمران پارہ۴)

بخاری ومسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اگر قرآن مجید اور فرقانِ حمید میں یہ دونوں آیات بینات موجود نہ ہوتیں تو میں کبھی احادیث بیان کرنے کی جرات نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جولوگ اس چیز کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کی ہے کھلی کھلی آیات اور ہدایت سے پیچھے اس بات کے ہم نے اس کو قرآن مجید میں لوگوں کی راہنمائی کے لئے بیان کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اور لعنت کرنے والوں نے لعنت کی ہے۔ دوسری آیت یہ ہے یہ وہ جب پکڑا اللہ تعالیٰ نے عہد و پیان ان لوگوں سے جن کو کتاب دی ہے (مانند یہود ونصاریٰ کے) البتہ ضرور بیان کرو تم لوگوں پر (نعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) اور اس کو چھپانے کی کوشش نہ کرو (ازراہ حسد وعناد کے) ان لوگوں نے اپنے عہد و پیان کو پس ڈال دیا۔ تفسیر خازن میں ہے عام الفاظ سے ہوتی ہے نہ خصوص سبب نزول سے کتم اور کتمان کے معانی کسی چیز کے اظہار کو ترک کردینا باوجود اس کی حاجت اظہار کے۔

ان اللہ اوجب علی علماء التوراۃ والانجیل ان یشر حو اللناس مافی ھذا الکتابین من الدلائل الدالة علیٰ نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاھر الایة انکان مخصوصاً بعلماء اھل الکتاب وھم الیھود والنصاریٰ فلا بعدان یدخل علماء ھذاہ ملته الاسلامیة فیه لانه اھل الکتاب وھو القرآن

اللہ تعالیٰ نے علماءِ یہود ونصاریٰ پر واجب کیا تھا کہ لوگوں پر ان باتوں کو واضح طور پر بیان کریں جو توراۃ اور انجیل شریف میں نبی اکرم ﷺ کی صدق نبوت ورسالت پر شاہد ہیں اگر چہ اس آیۃ شریف کا نزول بحق علماء اہل کتاب کے ہے اور یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ اس حکم میں ہدایت کے مفتی بھی شامل ہوں۔

کتمانِ علم کی وعیدیں

قال قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھذا میثاق اخذہ اللہ تعالیٰ علی اھل العلم فمن علم شیئا فلیعلمه ایاکم وکتمان العلم فانه ھلکة

امام قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے یہ وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم حضرات سے لیا تھا کہ جو شخص تم سے کسی بات کو جانتا ہو وہ دوسروں کو تعلیم کرے خبردار علم کے چھپانے سے بچو کیونکہ کتمانِ علم ہلاکت اور بربادی کا باعث ہوتا ہے۔

ابوداؤد وترمذی ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو عالم کسی علم کی بات کی نسبت پوچھا گیا مگر اس کو جان پہچان کر پوشیدہ رکھا قیامت کو اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ نعوذ باللہ من ذلک

نعت رسول سے ضد

عام یہود اپنے احبار علماء کو کھیتوں سے پھلوں سے کچھ دیتے تھے اور انہیں ہدایا بھیجتے اور رشوتیں دیتے تا کہ وہ کتاب کے معانی کی تحریف کریں اور ایسے آسان مسائل تیار کریں جو بالکل نرم نرم ہوں اسی طرح شاہانِ وقت بھی انہیں بہت کچھ دیتے تا کہ وہ حق کو چھپائیں اور کلمات کی تعریف کر ڈالیں۔ احبار کی معاش کا چونکہ صرف یہی ایک وسیلہ تھا انہیں خطرہ لاحق ہوا کہ اگر ہم حق ظاہر کر دیں گے یعنی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لا کر ان کی تابعداری قبول کریں تو ہماری شان وشوکت اور دنیا و دولت ہاتھ سے نکل جائے گی اگر تورات میں آپ کی صفت اور صدق کا ذکر بھی تھا لیکن محروم رہے اور ہمیشہ کتاب تورات میں تبدیلیاں کرتے رہے۔ (روح البیان پارہ ۱)

نعت رسول کو تبدیل کرنا

کعب بن اشرف نے ایک احبار یہود کو کہا کہ تم لوگ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق میں کیا جانتے ہو انہوں نے کہا وہ تو نبی ہیں (ﷺ) کعب بن اشرف نے کہا تمہارا وہ انعام اور صلہ جو مجھ سے ملتا تھا آج سے ختم اگر اس کے خلاف ثابت کر دو تو پھر تمہارا انعام وصلہ بدستور جاری کر دے گا بعض اہل کتاب عذر کرتے ہوئے جواب دیتے کہ چونکہ انہوں نے ہم سے بلاسوچے جواب دیا ہے ہمیں تھوڑی مہلت دے دو ہم تورات کو دیکھ کر جواب دیں گے۔ کچھ دیر کے بعد آ کر کعب بن اشرف کو تورات دکھاتے جہاں حضرت مصطفیٰ ﷺ کی نعت شریف لکھی تھی وہ دجال کی تعریف لکھ دی اور کعب بن اشرف کو سنائی۔ کعب بن اشرف نے ہر ایک کو ایک صاع جو اور چار گز کپڑے کا عطیہ دیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۱ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۴۱)

اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔ (تفسیر روح البیان)

حل لغات ۴۲

ورا (عربی) پیچھے، سوا، علاوہ۔ حاش للہ، خدا کی پناہ، خدا نہ کرے، ہرگز نہیں۔ اللہ کو پاکی قرآن مجید میں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنانِ مصر نے کہا حاش اللہ۔

ترجمہ

حضور اکرم ﷺ کی تعریف انسان کے امکان سے باہر ہے جو کچھ ہم بیان کرتے ہیں (اللہ کو پاکی) صرف سمجھانے کے لئے ہے۔

شرح

یہ مسلم ہے

لایمکن الثناء کما کان حقہ　　　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس موضوع پر فقیر کی ایک تصنیف ہے ”لایمکن الثناء“ یہاں صرف ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

اعلم ان مدحه ﷺ لم يتعاطه فحول الشعراء المتقدمين لان كما لا ته ﷺ لا تحصى وشمائله لا تستقصى فالمارحون لجنابه العلي والواصفون لكماله الجلي مقصرون عما هنالک قاصرون عن اداء ذلک كيف وقد وصفه الله في كتبه بما يبهر العقول ولا يستطاع اليه الوصول فلو الاخرون في احصاء مناقبه لعجزوعن صنبط ماحباه مولاه من صواهبه ولقداحسن من قال ارى كل مدح في النبي مقصداً وان بالغ المثنى عليه واكثرا اذاالله اثنى عليه واكثرا اذالله اثنى بالذي هو هده عليه فما مقدار ما قدح الورىٰ نكل غلو في حقه تقصير ولا يبلغ البليغ الا كثير. (حاشیہ الباجوری علی البردہ مطبوعہ مصر)

یقین کرلو کہ حضور اکرم ﷺ کی مدح کو بڑے بڑے متقدمین شعراء نہ پا سکے اس لئے حضور ﷺ کے کمالات احسن اور شمار سے فزوں ہیں اور آپ کے شمائل تہہ کو نہیں پہنچ سکتا تو حضور کی جناب عالی مدح کرنے والے اور کمال جلی کی وصف کرنے والے ان کی مدت کے شمار سے عاجز ہیں اور ان کے ادا کرنے سے قاصر ہیں یہ کیسے قاصر نہ ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں حضور کی ایسی تعریف کی ہے کہ عقول پہ غالب ہے اور اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں پس اگر سب اگلے پچھلے مل جل کر مبالغہ کریں تو ان فضائل و کمالات کے ضبط کرنے سے عاجز ہوں گے جو مولا کریم نے حضور کو عطا فرمائے کسی نے کیا خوب کہا ہے میں ہر مدح کو نبی کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور اکثر بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی ثناء کی ہے ایسے کلمات سے جس کے حضور اہل تھے تو مخلوق کی تعریف کس شمار میں لہٰذا یہ غلو حضور کے حق کی تقصیر ہے اور بلیغ تو کثیر سے صرف قلیل تک۔

نکتہ

آپ کی تعریف خارج از امکان کی سب سے بڑے اور محبوب دلیل۔ آپ کا نامِ نامی ہی سرتاپا تعریف ثناہی ثنا اور کمال ہی کمال ہے۔ آپ کی خوبیوں کا احاطہ تحریر میں لانا کس کے بس میں ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا

خوب فرمایا ہے

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووھم	وزھر چه گفته ایم شیدم وخوانده ایم
دفتر تمام گشت وبنایاں رسیده عمر	ماھم چناں دراول وصف تومانده ایم

حل لغات ۴۳

مشنوخی، بواد مجہول بے باک ودلیر وجلد سمتین گوراچٹابدن خوبصورت، گورا۔ ماہ رو، چاند ساچہرہ۔ دبر، دل لوٹنے والا (محبوب) غنچہ دہن، محبوب کا منہ

حل لغات ۴۴

فتنہ، دیوانگی، آفت۔ عاشق معشوق، ایک پھول کا نام، غضب کا شوخ وغیرہ۔ آ ئین، قانون، حکم ضابطہ۔

حل لغات ۴۵

خراماں تاز، انداز سے چلنے والا، مشک مشک کے چلنے والا۔ گلشن، باغ۔ رشک گل، پھول کی غیرت ورقابت وغیرہ، شریں اور میٹھی ادا۔ نازک تن، نرم بدن۔

ترجمہ ۴۳ تا ۴۴

اس بے مثل محبوب کی لذت زیارت کا کیا کہنا جن کے یہ اوصافِ کریمہ ہیں۔

(۱) شوخی بشوخی محبوبانہ	(۲) گورے چٹے بدن والا	(۳) چاند سے چہرے والا
(۴) دل لے جانے والا	(۵) غنچہ جیسا منہ والا	(٦) غضب کے شوخ بشوخی محبوبانہ کی ادا والا
(۷) ناز انداز سے چلنے والا	(۸) گلشن محبوبی	(۹) رشک گل
(۱۰) شیریں ادا والا	(۱۱) نازک بدن والا	

شرح

یہ اشعار قطعہ بند ہے ان میں حضور اکرم ﷺ کے چند اوصاف بیان فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ اگر ایسے بے مثل محبوب ﷺ ہو جائے تو پھر ایسے دیدار کی لذت کا کیا کہنا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جن اوصافِ جمیلہ کا ذکر فرمایا ہے ان کے ایک ایک کے لئے مستقل کئی دفاتر درکار ہیں اس کے باوجود یہ کہنا پڑے گا

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمرینھوز مادر وصف اور توماندبقاعدہ کے

"لا یدرکہ کلہ لا شرک کلہ"

تمام اوصاف نہ سہی کچھ سہی یہاں ان عاشقانِ باصفا کے بیانات پر اکتفا کرتا ہوا جو اس بے مثل محبوب ﷺ کے دیدار پُر انوار کی لذت سے بالمشافہ سرشار ہوئے۔

جمالِ باکمال

ربیع بنت معوذ سے پوچھا گیا آنحضرت ﷺ کیسے تھے؟ کہنے لگیں تم حضور کو دیکھتے تو یوں سمجھتے کہ اُٹھتا ہوا سورج دیکھ رہے ہو۔ (دارمی)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور سب سے زیادہ نیک دل سب سے زیادہ راست گو، سب سے زیادہ نرم مزاج، سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔ پہلی نظر میں ہر کوئی آپ کی ہیبت سے مرعوب ہو جاتا تھا لیکن کچھ دیر حاضری کے بعد محبت کرنے لگتا تھا میں نے آپ سے پہلے اور بعد کسی کو بھی حضور اکرم ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور کو دیکھ رہا تھا آپ اس وقت سرخ کپڑا زیب تن کئے ہوئے تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کو بالآخر میں اس فیصلہ پر پہنچا کہ حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ (مشکوٰۃ باب صفۃ النبی، ترمذی، دارمی)

ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بہت شاندار تھے چہرہ اس طرح چمکتا دمکتا جیسے چودھویں کا چاند۔ (شمائل ترمذی)

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ تمام آدمیوں سے زیادہ حسین تھے میں نے حضور کو ایک مرتبہ سرخ کپڑے زیب تن کئے دیکھا اور نہیں کہہ سکتا کہ آپ سے زیادہ کبھی زلفوں والے کو خوبصورت دیکھا ہو آپ کے شانوں تک بال لٹکے ہوئے تھے۔ (صحیحین)

کعب بن مالک کہتے ہیں جب حضور ﷺ کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک اس طرح روشن ہو جاتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ (صحیحین)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے پہلے اور حضور ﷺ کے بعد کبھی کسی کو

آپ کا سا خوبصورت نہیں دیکھا۔ رنگ چمکیلا گورا تھا پیشانی پر پسینہ ایسا نظر آتا تھا گویا موتی بکھرے ہیں۔ (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کسی کو جری، سخی اور حسین نہیں دیکھا ہے۔ (مسند احمد)

حضرت حسان بن ثابت نے اپنے ایک لمبے قصیدے میں حضور کے جمالِ اقدس کو یوں عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہے

واحسن منک لم ترقط عینی	واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرء من کل عیب	کانک قد خلقت کماتشاء

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت فرزند کسی عورت کے بطن سے پیدا نہیں ہوا آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ کی تخلیق آپ کی منشاء کے مطابق ہوئی۔

چہرہ

آپ کا روئے مبارک نہایت خوبصورت اور بارونق تھا۔ بہت پُر گوشت اور بالکل گول نہ تھا بلکہ سی قدر بیضوی تھا۔

حضرت براء بن عازب سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا اور چمکیلا تھا کہنے لگے نہیں بلکہ چاند کی طرح منور اور خوبصورت۔ (مسلم)

ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے

مدورالوجه کانه قطعه قمر. (ترمذی) چہرہ مبارک گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا

سیدنا ابوبکر صدیق فرمایا کرتے تھے آپ کا چہرہ مبارک ایسا تھا گویا چاند کا ٹکڑا۔ (خصائص)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے حضور کا چہرہ بالکل گول نہیں تھا بلکہ گولائی لئے ہوئے تھا۔ (ترمذی)

حضرت ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ حضور کی پیشانی کشادہ ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے (دونوں جدا جدا) دونوں کے درمیان ایک رگ کا ابھار تھا جو غصہ آنے پر نمایاں ہو جاتا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ مسرت آپ کی پیشانی سے جھلکتی تھی۔ (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کسی جو جری، سخی اور حسین نہیں دیکھا

ہے۔(مسند احمد)

وجاھت

ایک یہودی عالم عبداللہ بن سلام حضور اکرمﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت آپ کو دیکھنے آئے تو دیکھتے ہی پکار اُٹھے یہ چہرہ ایک جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

ابورمثہ تیمی کہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حاضر ہوا تو لوگوں نے دکھایا کہ یہ ہیں اللہ کے رسول میں نے دیکھتے ہی کہا واقعی یہ اللہ کے رسول ہیں۔(شمائل ترمذی)

طارق محاربی کا بیان ہے کہ مدینے میں ایک قافلہ آیا تو حضور اکرمﷺ نے ان سے ایک اونٹ کا سودا کیا اور یہ کہہ کر اونٹ کو ہانک لائے کہ ابھی قیمت بھجوائے دیتا ہوں قافلہ والے گھبرا گئے تو ایک محل نشین خاتون نے کہا مطمئن رہو میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا وہ کبھی تمہارے ساتھ بد معاملگی کرنے والا شخص نہیں ہوسکتا اگر وہ آدمی اونٹ کی رقم ادا نہ کرے گا تو میں اپنے پاس سے ادا کردوں گی۔

ابوقرصانہ کی والدہ اور خالہ حضور کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو یوں گویا ہوئیں ہم نے ایسا خوب رو شخص کوئی اور نہیں دیکھا ہم نے آپ کے منہ سے روشنی نکلتی دیکھی ہے۔(المواہب اللدنیہ صفحہ ۲۵۵)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہﷺ سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آفتاب رُخِ انور پر چل رہا ہے۔(شمائل ترمذی)

جمال باکمال

ربیع بنت معوذ سے پوچھا گیا آنحضرت کیسے تھے؟ کہنے لگیں تم حضور کو دیکھتے تو یوں سمجھتے کہ اُٹھتا ہوا سورج دیکھ رہے ہو۔(دارمی)

رنگت

رسول اللہﷺ کا رنگ اتنا گورا تھا گویا چاندی سے ڈھالے گئے ہیں۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضورﷺ کی رنگت میں نہ چونے کی طرح سفیدی تھی نہ سانولا پن بلکہ گندم گوں جس میں سفیدی غالب تھی۔(شمائل ترمذی)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ آپ کی رنگت سفید سرخی مائل تھی۔ابوالطفیل کا بیان ہے کہ سفید مگر ملاحت دار۔ہند

بن ابی ہالہ کا کہنا ہے سفید چمکدار اور حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رنگت ایسی گویا چاندی سے بدن ڈھلا ہوا تھا۔(شمائل ترمذی)

رخسار

آپ کے رخسار ستواں اور بالوں سے صاف تھے۔طبع مبارک کوئی بات گراں گزرتی تو سرخ ہو جاتے تھے۔

ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے کہ حضورﷺ کے رخسار مبارک ہلکے تھے اور نیچے کو ذرا گوشت دھلکا ہوا تھا۔(شمائل ترمذی)

دھن

حضرت جابر بن سمرہ اور ہند بن ابی ہالہ کے بیان کے مطابق آپ کا دہانہ لطافت کے ساتھ کشادہ اور اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔(شمائل ترمذی)

دندانِ مبارک

حضور اکرمﷺ کے دندانِ مبارک خوب سفید سچے موتی کی طرح تاباں اوپر نیچے چڑھے نہ تھے ترتیب سے دو صفیں قائم تھیں ۔سامنے کے دانتوں میں ہلکی سے درز تھی۔حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور اکرمﷺ کے دانت بڑے ہی چمکیلے تھے منہ کھولتے تھے تو دانتوں سے ایک نور سا نکلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

آنکھیں

نبی کریمﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی سرمگیں تھیں ۔ تپلی خوب سیاہ ،سفیدی میں لال ڈورے پڑے ہوئے تھے آنکھوں کے شگاف کشادہ دونوں طرف کے گوشے سرخ اور پلکیں کالی لمبی لمبی تھیں ۔حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں اگر تم حضور کو دیکھتے آنکھوں میں سرمہ لگا ہے حالانکہ سرمہ لگا نہ ہوتا تھا۔(ترمذی) گوشہ چشم سے نظریں نیچی کر کے دیکھنے کا عجیب حیادارانہ انداز تھا۔

ناک

آپ کی ناک ستواں اور ایسی تھی کہ پہلی نظر میں بلند اور کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر دراصل نہایت ہی خوبصورت اور چہرے کے مناسب تھی۔ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ ناک بلند مائل ،اس پر نورانی چمک جس کی وجہ سے پہلی نظر میں بڑی معلوم ہوتی تھی ۔(شمائل ترمذی)

ریش

ریش مقدس خوب گھنی اور بھاری تھی۔ کنپٹیوں سے حلق تک پھیلی تھی۔ اطراف سے بڑے ہوئے بال تراش دیا کرتے تھے۔ پوری داڑھی سیاہ تھی، بڑھاپے میں بھی صرف ٹھوڑی سے اوپر چند بال سفید دکھائی دیتے تھے ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے کہ آپ کے بھرپور اور گنجان بال تھے۔

گردن

حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور کی گردن چاندی کی بنی معلوم ہوتی تھی۔ (ابن سعد) ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ حضور کی گردن ایسی صاف اور خوبصورت تھی گویا چاندی سے کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ (شمائل ترمذی)

سر اور بال

آپ کا سر مبارک بہت بڑا تھا بال بہت گھنے تھے اور خوب سیاہ تھے جو کانوں کی لو تک لمبے رہتے تھے جب زیادہ بڑھ جاتے تھے اور کندھوں تک آجاتے تھے ہلکی ہلکی لہریں ان پر پڑی معلوم ہوتی تھیں۔ آخر عمر تک تھوڑے ہی سے بال کنپٹیوں پر اور سر میں سفید ہوئے تھے تیل لگاتے تو دکھائی نہ دیتے ورنہ نظر آتے تھے بدن پر بال نہ تھے صرف ایک باریک سیاہ لکیر بالوں کی سینہ سے ناف تک کھچی ہوئی تھی اور کلائیوں، پنڈلیوں، مونڈھوں اور سینہ کی بلندیوں پر روئیں پھیلے ہوئے تھے۔

ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا سر مبارک بڑا مگر اعتدال اور مناسبت کے ساتھ تھا آپ کے سر کے بالوں کے درمیان سے نکلی ہوئی مانگ نمایاں تھی بدن پر بال زیادہ نہ تھے کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصہ پر تھوڑے سے بال تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے بال قدرے خمدار تھے۔ حضرت انس کا قول ہے کہ ہلکا خم لئے ہوئے تھے۔ قتادہ کہتے ہیں نہ بالکل سیدھے تنے ہوئے اور نہ زیادہ پیچیدار تھے۔ براء بن عازب کا کہنا ہے کہ گنجان تھے اور کبھی کبھی کانوں کی لو تک لمبے لمبے اور کبھی شانوں تک ہوتے تھے۔ (صحیحین)

جسم

آپ کا جسم مبارک بہت بھرا ہوا لیکن بھدا نہ تھا بلکہ گداز، سدول، مضبوط، معتدل اور گٹھا ہوا تھا۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ آپ کا بدن موٹا نہیں تھا۔ ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ آپ کا بدن گٹھا ہوا تھا اور اعضاء

کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط تھیں۔ ابن عمر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بہادر اور زور آور نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

المواہب جلد ا صفحہ ۳۱۰ میں ہے کہ دنیوی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہونے والوں سے حضور ﷺ کا جسم (باوجود فقر وفاقہ کے) زیادہ تروتازہ اور توانا تھا عمرہ کرتے وقت آپ نے ۶۳ اونٹ خود نحر کئے۔

قد

آپ کا قد مبارک نہ بہت لمبا تھا نہ بالکل چھوٹا میانہ قدوں سے کچھ نکلتا ہوا لیکن لمبے آدمیوں کے ہجوم میں بھی نمایاں نظر آتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ کا قد نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ پست۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ آپ کا قد مائل بادرازی تھا مجمع میں ہوں تو دوسروں سے قد نکلتا ہوا معلوم ہوتا۔ (شمائل ترمذی)

پیٹ

آپ کے پیٹ اور سینہ مبارک کی سطح میں پورا تناسب قائم تھا ام بلال کہتی ہیں جب کبھی میری نظر شکم مبارک پر پڑ گئی تو تہہ در تہہ کاغذوں کی گڈی ضرور یاد آ گئی (ابن سعد) ام معبد کہتی ہیں پیٹ باہر کو نکلا ہوا نہ تھا۔ (شمائل ترمذی)

سینہ اور کندھے

آپ کا سینہ کشادہ تھا کندھے پر گوشت اور چوڑے تھے۔ ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں آپ کا سینہ چوڑا تھا سینہ اور پیٹ برابر تھے اور کندھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے کندھوں کا درمیانی حصہ پر گوشت تھا۔ (شمائل ترمذی)

بازو اور ہاتھ

آپ کے ہاتھ مبارک لمبے لمبے تھے اور انگلیاں دراز تھیں ہتھیلیاں فراخ اور پُر گوشت تھیں۔ ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کلائیاں دراز اور ہتھیلیاں فراخ تھیں اور انگلیں موزوں حد تک لمبی تھیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نے کبھی دیباج یا ریشم آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھا۔ (صحیحین)

قدم

آپ کے پاؤں مبارک لمبے گداز اور بھرے ہوئے تھے ہتھیلیاں چوڑی اور گوشت سے بھری ہوئی تھیں انگلیاں موٹی اور تلوے صاف ستھرے تھے جو بیچ میں سے اُٹھے ہوئے تھے پاؤں میں انگوٹھے کے بعد کی انگلی باقی انگلیوں سے

بڑی تھی۔ایڑیاں پتلی پتلی اور خوبصورت تھیں حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ آپ کی پنڈلیاں پر گوشت نہ تھیں حضرت ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ آپ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے تلوے گہرے اور قدم چکنے کہ پانی نہ ٹھہرے۔(شمائل ترمذی)

یوں تو حضور اکرم ﷺ کے خدام نے آپ کی شخصیت کو کم سے کم الفاظ میں پیش کیا ہے جو تصویر ام معبد نے کھینچی ہے اس کا جواب نہیں یہ وہی بدوی خاتون ہے جس کے خیمے میں حضور اکرم ﷺ نے سفر ہجرت کے دوران دم لیا ہے وہ حضور اکرم ﷺ کے نام سے ناواقف تھیں اس لئے اپنے شوہر سے حضور کا سراپا اس طرح سے بیان کرنے لگی

میں نے ایک شخص کو دیکھا جو صاف ستھرا تھا حسن اس پر جلوہ گر تھا چہرہ روشن تھا جسم خوبصورت تھا نہ توندا سے بدنما بنا رہا تھا نہ شانوں پر ننھا سا سرا سے حقیر ظاہر کر رہا تھا وہ نہایت ہی خوبصورت و حسین تھا آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ، ابر وخمیدہ آواز میں اثر، گردن میں درازی، داڑھی گھنی، بھویں لمبی پتلی، جڑی ہوئیں، جب چپ ہوتا تو باوقار ظاہر ہوتا، جب بولتا تو شاندار بن جاتا، دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ دلفریب اور شیریں میٹھی بات چیت نپے تلے بول بولنے والا نہ بالکل کم سخن نہ بہت باتونی۔گفتگو ایسی جیسے ہار میں موتی پروئے ہوئے، میانہ قد، نہ بہت لمبا نہ اتنا چھوٹا کہ نگاہ میں حقیر ہو جائے۔دو شاخوں کے بیچ میں ایک شاخ مگر وہ باوی دونوں سے تروتازہ اور نظر فریب، اس کے روبرو حاضر اگر بولتا تو غور سے سنتے، حکم دیتا تو تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے بہت سنجیدہ اور ہنس مکھ، ترش اور سخت گیر نہیں۔(خصائص، زادالمعاد جلدا صفحہ ۳۰۷)

سیدہ حضرت عائشہ کا قول ہے کہ حضور اکرم ﷺ سب سے زیادہ حسین چہرے والے تھے، سب سے زیادہ روشن رنگ والے تھے، جب کبھی کسی نے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ بیان کرنا چاہا تو رُخ انور کو بدر منیر سے ضرور تشبیہ دی چہرے پر پسینہ کی بوندیں سچے موتیوں کی طرح چمکتی تھیں اور پسینہ مشک خالص سے بھی زیادہ مہک رکھتا تھا۔(خصائص)

خود حضور اکرم ﷺ کو بھی اپنے حسن کا پورا احساس تھا اور اس نعمت پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے

الحمد لله الذی حسن خلقی و خلقی

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے میری صورت اور سیرت دونوں اچھی بنائی ہے۔

صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ بیان میں نہیں آسکتی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جب

حضور نے سفر آخرت اختیار کیا تو رنج و غم سے صحابہ کی عجیب حالت ہو گئی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر چہ بڑے ہی ضبط سے کام لیا مگر صدمہ سے اندر ہی اندر گھلتے رہے اور بالآخر تین برس کے اندر ہی رحلت فرما گئے۔ سیدنا علی میں چلنے پھرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی برابر بیٹھے رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس کا یہ حال ہوا کہ گھلتے اور دبلے ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ اسی رنج میں فوت ہو گئے۔ (المواہب)

صرف انسان ہی نہیں حیوان بھی اپنے طبعی شعور سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے حضور اکرم ﷺ کی سواری گدھا بھی اسی غم میں مر گیا، اونٹنی نے دانہ اور چارہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ مر گیا۔ (المواہب)

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم کو اپنی ذات وصفات کا مظہر اتم حقیقت و معرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا مخزن روحانیت کے تمام محاسن و اوصاف کا معدن بنایا تھا اور آپ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جسے دیکھ کر نظریں خیرہ ہو گئیں اور جس کا مشاہدہ کر کے زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان کے بعد (ﷺ)

حضرت ہمدان کہتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے کہا حضور کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دو تو میں نے کہا

کالقمر لیلة البدر لم اری قبله و لا بعده. (حجۃ اللہ صفحہ ۶۷۹)

حضور کا چہرہ چودھویں کا چاند تھا میں نے آپ سا حسین کہیں نہیں دیکھا۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ جب حضور پر مسرت و خوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو چہرۂ اقدس ایسا چمکدار ہو جاتا

کانه قطعة قمر گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

حضرت براء بن عازب سے کسی نے پوچھا کیا چہرۂ اقدس لمبا تھا حضرت براء بن عازب نے فرمایا

لا بل مثل القمر و الشمس مستديرا. (مسلم شریف) نہیں چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان بينكم صبيح الوجه كريم الحسب حسن الصوت. (خصائص جلد ا صفحہ ۷۶)

تمہارے نبی نمکین حسن اعلیٰ نسب اچھی آواز والے ہیں۔

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی

ازالہ

یہ چاند اور سورج سے تشبیہ ہی تھی حقیقت میں چہرۂ مبارک چاند سے زیادہ روشن تھا چنانچہ حضرت جابر ابن سمرہ فرماتے ہیں چودھویں کا چاند اپنی پوری چمک اور دمک کے ساتھ نکلا ہوا تھا اور مدنی تاجدار دو عالم کے سردار سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ مبارک زیب تن کئے تشریف فرما تھے تو میں نے مقابلہ کے لئے ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور ایک نظر مدنی چاند پر اور موازنہ کیا کہ کون زیادہ خوبصورت ہے

فاذا ھو احسن عندی من القمر تو مجھے یقین ہوگیا کہ مدنی چاند آسمانی چاند سے زیادہ خوبصورت ہے

آسمانی چاند میں میل تھا اور محبوب کبریا کا چہرہ منور میل سے پاک تھا۔

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حقیقت یہ ہی ہے کہ چہرۂ اقدس کی تعریف و توصیف کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے صحابہ کرام حیران ہیں کہ چہرۂ انور کے حسن و جمال وخوبی وکمال کو کن لفظوں سے بیان کریں آخر ان کی نظر چاند سورج پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے نزدیک چاند سے زیادہ کوئی دوسری چیز روشن نہیں اس لئے وہ حسن نبوی کو چاند سے تشبیہ دے کر بیان فرمادے دیتے ہیں ورنہ

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرہ کو میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

یہی وجہ ہے کہ حضرت مولائے کائنات علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک سے لے کر پائے اقدس تک اعضائے کریمہ کی صفت بیان کرتے ہوئے عاجز آجاتے ہیں تو حضور کو کسی چیز سے تشبیہ نہیں دیتے کیونکہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے اس کے منہ پر چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

اس لئے فرماتے ہیں

لم اری قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے حضور اکرم ﷺ سے قبل اور آپ کے بعد آپ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب میں فدا تم پر آپ ہوا اپنا جواب

ترجمه ٤٥

اگر چاہتے ہو کہ آپ کے متعلق کچھ فہم نصیب ہو تو عشق و حسن کی داستان چھیڑو تا کہ کچھ آ گاہی ہو۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے معرفت کی راہ عشق سے کھلتی ہے اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے

بے عشق محمد (ﷺ) جو پڑھتے ہیں بخاری　　　بخار آتا ہے ان کو بخاری نہیں آتی

سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے بظاہر نہ کسی سے پڑھا نہ کسی محدث (صحابی) کی صحبت ملی۔ عشق کو جب سے امام بنایا پھر وہ مرتبہ پایا جسے خود امام الانبیا ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے آپ کے کمالات کا اظہار ہوا

انی لا جد نفس الرحمن من قبل الیمن　　　یعنی بے شک یمن سے بوئے رحمٰن آتی ہے

عالم از نور تجلی الٰهی پرشد　　　از دم اویس قرن بوئے خدا می آید

جملہ تجلی الٰہی کے نور سے پُر ہے لیکن اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دم سے قرن خدا تعالیٰ خوشبو آتی ہے۔

اس امر میں جملہ علماء و صوفیہ متفق ہیں کہ اگر چہ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی لیکن سرورِ کائنات ﷺ کی عقیدت و محبت کے روحانی توسل سے نہ صرف آپ ﷺ کے روحانی تربیت یافتہ تھے بلکہ رسالت مآب ﷺ کی جناب میں آپ کو مرتبۂ محبوبیت بھی حاصل تھا جیسے کہ روایت کے ابتداء میں راویوں نے بیان فرمایا کہ فخر کائنات ﷺ کبھی کبھی وفورِ شوق میں اپنے پیراہن کے بند کھول کر سینہ مبارک بطرف یمن کر کے فرمایا کرتے

انی لا جد نفس الرحمن من قبل الیمن　　　یعنی میں نسیم رحمت یمن کی طرف پاتا ہوں۔

تائید مزید

حضرت علامہ عبد القادر اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف تفریح الخاطر میں لکھتے ہیں کہ

واعلم ایضاً ان افاضة ارواح الکمل علیٰ وجوه احدها تربیتهم فی عالم الظاهر بالم
والمواجهة وثانیها بغیر رویة وقد تکون هذا لتربیة فی زمن المربی اوالمرنی فالاول کتربیة النبی
ﷺ وکتربیة جعفر ن الصادق رضی الله تعالیٰ عنه الخالق ابا یزیدن السطامی قدس الله سره
السامی والثانی کتربیة النبی ﷺ بعد زمنه وثالثها تربیتهم بالرویا ویسمعون هاتین التربیتین ای

الثانية . والثالثة فيض البركات ورابعها تربية ارواحهم المجردة كتربية روح النبی ﷺ جميع الانبياء علیٰ نبينا وعليهم الصلوٰة والسلام ويستعون هذا التربيته الروح الخ.

جاننا چاہیے کہ کامل لوگوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے ہوتا ہے۔عالم ظاہر میں بالمشافہ تربیت اور تربیت کبھی مربی اپنی زندگی می کرتا ہے اور کبھی مرنے کے بعد اول جیسے نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو یزید بسطاطی قدس سرہ کی تربیت کی دوم تربیت جو نبی کریم ﷺ کے انتقال فرمانے کے بعد رہے ہیں۔سوم عالم خواب میں تربیت ان میں سے دوم اور سوم فیض و برکت رکھتے ہیں۔ چہارم، ارواح مجردہ کی تربیت کرنا جیسے نبی کریم ﷺ کی روح مبارک نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تربیت کی اس تربیت کا نام تربیت روح ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

انبیاءو اولیاء کے فیض و برکات انہی چاروں قسموں پر مبنی ہے لیکن افسوس ہے کہ آج کے دور میں ان چار قسموں کا نہ صرف انکار بلکہ ماننے والوں کو مشرک یا کم از کم بدعتی اور تو ہم پرست کہا جارہا ہے اور مجھے تعجب ہے ان حضرات پر جو اپنے آپ کو روحانی سلاسل سے منسلک رکھنے کے باوجود شرک کے مفتیوں کے فتاویٰ کو درخور اعتناء سمجھنے لگ گئے ہیں جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اب روحانیات سے ہم نہ صرف دور ہوتے جارہے ہیں بلکہ اس رنگ میں رنگے جارہے ہیں جس رنگ میں شرک کے مفتی نجد سے رنگے جاچکے ہیں۔

ان روحانیت کے دلائل تفریح الخاطر کا مقدمہ مختصراً اور امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتاب ''حیات الموات'' کا مطالعہ کریں۔

ترجمہ٤٦

جس نے تیر جفا کی منت نہیں اُٹھائی اس کے لب آہ وفغاں آہ فغاں سے نا آشنا ہیں۔

شرح

یہ بے درد وزاہد خشک کی حقیقت کا اظہار ہے کہ انسان ہوکر عشق سے محروم ہے تو اس سے وہ بیان پتھر، ڈبے اور خشک لکڑی اچھی ہیں جن میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی خوبو ہے۔

استن حنانہ

اس دعویٰ پر استن حنانہ کا واقعہ خوب سے خوب تر ہے شفاء شریف میں ہے کھجور کے ستونوں کے رونے کی خبر کو یہ حدیثیں قوی کرتی ہیں چونکہ یہ خبر بداہۃً مشہور و معروف خبر متواتر کی حد میں ہے اور اہل صحاح نے اس کی تخریج کی ہے اور یہ کہ دس سے زائد صحابہ نے اس کو بیان کیا ہے ان میں سے حضرت ابی بن کعب، جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ مسجد (نبوی) کھجور کے ستونوں پر مسقّف تھی حضور اکرم ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو ان میں سے ایک ستون سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے پھر جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا تو ہم نے اس ستون سے ایسی آواز سنی جیسے اونٹنی بچہ جنتے وقت روتی ہے حضرت انس کی روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے مسجد میں ہلچل مچی گئی اور سہیل کی روایت میں ہے کہ کثر سے لوگ رونے لگے۔ جب اس کوانہوں نے روتے دیکھا اور مطلب وابی کی روایت میں ہے کہ وہ ستون اتنا رویا کہ وہ پھٹ گیا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس پر رکھا وہ خاموش ہوا دوسرے نے اتنا زیادہ کیا کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس پر رکھا وہ خاموش ہوا دوسرے نے اتنا زیادہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ذکر سے محروم ہونے کی وجہ سے روتا ہے ایک نے اتنا اضافہ کیا کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اس کو نہ لپٹا تا تو قیامت تک ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کے غم میں وہ روتا رہتا پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کو منبر کے نیچے دفن کر دیا جائے۔اس طرح مطلب سہیل بن سعد اور اسحٰق کی حدیث میں حضرت انس سے مروی ہے اور بعض روایتوں میں سہل سے مروی ہے کہ اس کو منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا یا چھت میں لگا دیا گیا۔ابی کی حدیث میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تو اس کے پاس پڑھتے پس جب کہ دوبارہ تعمیر کی گئی تو اس کو ابی نے لے لیا وہ اسی کے پاس رہا یہاں تک کہ زمین نے اس کو کھالیا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔اسفرائنی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنی طرف بلایا تو وہ زمین چیرتا آیا آپ نے اس کو لپٹایا پھر آپ نے حکم دیا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا۔

بریدہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر چاہے تو میں تجھے اس باغ میں لوٹا دوں جہاں تو تھا تیری شاخیں اُگ آئینگی تیری پوری نگہداشت ہوگی تیری پتیاں اور پھل پیدا ہو جائیں گے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں کہ اس میں تیرے پھل میری جانب سے اولیاء اللہ کھائیں اور میں ایسی جگہ ہوں گا جہاں کوئی خطرہ نہیں پھر آپ نے اور آپ کے نزدیکی صحابہ نے سنا اس کے بعد آپ نے فرمایا میں نے ایسا کر دیا پھر فرمایا دارِ فنا پر اس نے دارِ بقاء کو پسند کیا۔
حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو رو پڑتے اور فرماتے اے اللہ کے بندوں لکڑی تو رسول

اللہ ﷺ کے اسی اشتیاق میں جو آپ کی نزدیکی میں حاصل تھا اس کو حفص بن عبید اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ (شفاء)

فائدہ

یہ حدیث شریف باتفاق محدثین کرام (رحمہم اللہ) متواتر المعنی ہے مزید تفصیل و تحقیق فقیر نے ''صدائے نوی شرح مثنوی معنوی'' میں لکھی ہے۔

حل لغات ٤٧

خونبانہ، خون کے آنسو۔

ترجمہ

وہ دل جس نے یادِ محبوب میں خون کے آنسو نہیں بہائے (اسے درد کا کیا پتہ) تو اس کے لب پر ہجر و فراق کی وجہ سے یا رب کی صدا (دعا) کیسے آئیگی۔

شرح

درد کی خبر اہل درد کو ہوتی ہے بے درد کیا جانے کہ درد کیا ہوتا ہے۔

عاشق کا شب وروز

اس شعر کی تفسیر کے لئے مرشد سیدنا اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سرفہرست ہے آپ کے متعلق منقول ہے کہ ایک شب میں فرماتے کہ

هذه ليلة الركوع — یہ شب رکوع کی ہے

اور پوری رات رکوع میں گزار دیتے دوسری شب فرماتے

هذه ليلة السجود — یہ شب سجدہ کی ہے

اور پوری رات سجدہ میں ختم فرما دیتے لوگوں نے عرض کی کہ آپ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ دراز راتیں ایک حالت میں گزر دیں فرمایا دراز راتیں کہاں ہیں؟ کاش ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی جس میں ایک سجدہ کر کے نالہائے بسیا اور گر یہائے بے شمار کرنے کا موقعہ نصیب ہوتا افسوس کہ راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک دفعہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنے پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے۔ (بشیر قاری شرح البخاری)

نیم شب که همه مست خواب خرگوش باشد　　　من وخیال تو وناله هائے درد آلود

آدھی رات کو جب تمام لوگ میٹھی نیند میں مست و بے ہوش ہوتے ہیں عاشق کہتا ہے اے میرے محبوب اس وقت میں تیرے خیال اور درد بھرے آہ و نالہ اور شور وفغاں میں گزارتا ہوں۔

حکایت

حضرت ربیع بن خشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گیا دیکھا کہ فجر کی نماز میں مشغول ہیں نماز کے بعد تسبیح وتہلیل میں مشغول ہو گئے منتظر رہا کہ فارغ ہو جائیں تو ملاقات کروں مگر وہ ظہر تک فارغ نہ ہوئے میں نے ظہر کی نماز کو ملنا چاہا لیکن وہ تسبیح وتہلیل سے فراغت ہی نہ پاتے اسی طرح تین شب و روز میں اسی انتظار میں رہا اندریں اثناء نہ میں نے آپ کو کھاتے پیتے دیکھا اور نہ ہی آرام فرمایا جب چوتھی رات بغور دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں غنودگی دیکھی اس پر آپ نے فوراً دعا کی کہ اے اللہ بہت سونے والی اور بہت ذلیل وخوار پیٹ سے میری پناہ! میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں سوچا کہ آپ کی اتنی مقدر زیارت غنیمت ہے ملاقات سے آپ کو پریشان نہ کروں اسی پر اکتفا کر کے چلا آیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، کیمیائے سعادت، للغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ترجمہ ۴۸

اس کے عقل کا مرغ پر و بال کے بغیر ہوتا ہے اگر چہ اسے کہو کہ عشق کی لذت در شیر و شکر کی طرح ہے۔

شرح

یہ شعر بے درد خشک وزاہد کے لئے طنزاً فرمایا ہے بے درد اور عشق سے کورے خشک زائد الٹا عشق کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں بلکہ اس اطلاق پر پھبتیاں اُڑاتے ہیں دورِ سابق میں انہیں خوارج اور ہمارے دور میں انہیں دیوبندی کہا جاتا ہے ان کے ایک فاضل کی تحریر ملاحظہ ہو۔ وہابیوں کے مجلّہ ماہنامہ الدعوۃ لاہور نے ستمبر کے شمارہ میں لکھا ہے کہ نبی کے لئے بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ نبی کے عاشق ہیں تو یہ نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد نبی ان کے معشوق ہوئے کتنی زبردست میرے نبی کی توہین ہے۔ (صفحہ ۱۷)

تردید از اُویسی غفرلہ

ایک طرف یہ لوگ خود کو اہلحدیث کہلواتے ہیں دوسری طرف بہت سی احادیث کا انکار کر جاتے ہیں اگر کوئی مانے یا نہ مانے یہی لوگ درحقیقت منکرین حدیث ہیں اس لئے کہ جو احادیث مبارکہ ان کے مقصد کے خلاف ہوں انہیں

سرے سے مانتے نہیں اگر طوعاً کرہاً انہیں احادیث مان لیں تو موضوع اور ضعیف کہہ کر اپنے لئے ان کا حدیث کا ثبوت بہم پہونچاتے ہیں آزما کر دیکھئے انہیں عشق رسول ﷺ کہنے سے نہ صرف ان کا فتویٰ شرک بلکہ اس کے اطلاق سے نفرت وکراہت حالانکہ اس کا اطلاق ایک حدیث صحیح میں یوں ہے۔

من عشق فکتم وعف فمات فھو شھد. (مقاصد حسنہ صفحہ ۴۱۶،۴۱۷)

جس کو عشق ہوا اور اس نے اسے چھپایا اور پاک دامن رہا وہ شہید ہے۔

فائدے

مشہور ناقد اور نامور محدث محمد سخاوی (اسانید پر) بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں سند صحیح (مقاصد حسنہ)

بلکہ فقیر اُویسی غفرلہ کے نزدیک حب رسول (ﷺ) جو ایمان کا جوہر اور قرآن کا مغز ہے۔ علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں

مغز قرآن جان ایمان اصل دین ھست حب رحمۃ للعالمین

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ والناس اجمعین. (بخاری ومسلم)

تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ہاں اس کے ماں باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب ترین نہ ہوں۔

محبت کی ایک علامت کثرت ذکر محبوب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں

من احب شیئا اکثر ذکرہ. (کنز العمال) جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے۔

فائدہ

اور یہ کثرت ذکر رسول ﷺ کی دولت دورِ حاضرہ میں اہل سنت کو نصیب ہے جس کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے لیکن سمجھتا ہوں ابھی بھی اہل سنت کے بعض دوستوں میں خامی ہے اس لئے کہ یہ کثرت ذکر کی تعریف میں مکمل طور پر داخل نہیں ہوئی کثرت ذکر کی علامت حدیث شریف میں یوں کی گئی ہے

اذکروا اللہ حتی یقولو انہ مجنون اللہ تعالیٰ کو اتنا زیادہ یاد کرو کہ لوگ مجنون کہیں

ایسے ذکر رسول ﷺ کا نام عشق ہے جیسا کہ اہل لغت نے اس کا معنیٰ لکھا فرط محبت۔ (مختار الصحاح صفحہ ۴۲۷،

(لسان العرب، قاموس جلد۳، تاج العروس)

اس لئے جلیل القدر محدثین و محققین اولیاء کاملین و عارفین نے لفظ عشق کو پسند فرماتے ہوئے اس کا استعمال فرمایا ہے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''القق فی العشق'' میں دیکھئے۔

انتباہ

بعض اہل سنت جوش میں آ کر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو عاشق و معشوق کہنے کو فخر و سعادت سمجھتے ہیں بلکہ بعض حضرات نے اشعار میں بھی داخل فرمادیا حالانکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس اطلاق کی مذمت فرمائی بلکہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ثابت فرمایا ہے کہ یہ مذہب زمخشری معتزلی کا ہے پھر اس کی سخت تردید فرمائی ہے۔ بہر حال عشق، عاشق اور معشوق کا اطلاق اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ پر نہیں کرنا چاہیے۔

وهابیوں کی جامه تلاشی

وہابی دیوبندی اس قاعدہ پر خوب عمل کرتے ہیں ''یجو زلنا ولا یجوز لغیرنا'' یہی ہے کہ خود تو اپنے لئے جائز رکھتے ہیں حکیم صادق سیالکوٹی لکھتا ہے

درخشندہ تیرے حسن سے رخسار یقین ہے　　تابندہ تیرے عشق سے ایمان کی جبین ہے

(جمالِ مصطفیٰ صفحہ ۴۶)

مجدد وہابیہ یعنی صدیق حسن بھوپالی نے لکھا

درراہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست　　می بنیمت عیاں ودعا می فرستمت

(مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ۴۶۰ از مجدد وہابیہ صدیق بن حسن)

مولوی سلیمان منصور پوری نے جلاء الافہام اردو طبع ادارہ ضیاء الحدیث لاہور صفحہ ۱۰۱ میں سرخی لکھی ہے

عشق صحابہ یا نبی ﷺ

نیز سفرنامہ حجاز مع سیرت سلمان صفحہ ۲۷۳ پر لکھتا ہے قاضی منصور پوری علماء حدیث کے عاشق تھے۔

کرامات اہلحدیث مصنفہ مولوی عبدالمجید خادم سوہدری کے صفحہ ۲۷ حاشیہ ا پر لکھتا ہے کہ مولوی سلیمان روڑوی عاشق رسول تھے۔ (ﷺ)

مولوی اسمعیل

دہلوی صاحب عشق رسول میں پوری طرح سرشار تھے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۸، حالات زندگی مولوی اسمعیل ناشر المکتبہ السّلفیہ لاہور)

الفت دائمی تعلق کا نام ہے جو عاشق (رسول) کے دل پر ہمیشہ کے لئے غالب رہے۔ (فتاویٰ سلفیہ صفحہ ۱۹ از مولوی محمد اسمعیل سلفی گوجرانوالہ)

میر ابراھیم سیالکوٹی

وہابیوں کے مفسر و مورخ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے تاریخ اہلحدیث میں متعدد بار لفظ عشق تعریفی طور پر لکھا ہے۔ ایک حوالہ صفحہ ۱۴۱ پر ملاحظہ ہو نیز انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت بلال کی طرح عشق و محبت کا درجہ حاصل ہو طالب زیارت عاشق صادق کی طرح اپنے دل کو ہمیشہ آنحضرت ﷺ کی محبت سے پُر رکھے۔ (کتاب سراجاً منیراً صفحہ ۲۰،۲۲)

وہ شخص آپ کا نہایت درجہ کا عاشق صادق (کتاب مذکور صفحہ ۵۷)

مولوی اسمعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم اردو کے صفحہ ۲۸ پر ہے شدتِ عشق معیت الٰہی کا سبب ہے۔

نبی کے عشق نے عمر جاوداں بخشی — مجھے حیات دو روزہ کا اعتبار نہ تھا

(کتاب ساقی کوثر صفحہ ۲ حکیم محمد صادق سیالکوٹی)

عبدالستار مشکل منزل عشق پیارے والا — ایسا کامل عشق الٰہی حضرت میرا پایا

(قصص المحسنین صفحہ ۲۴ و صفحہ ۲۹۴ از مولوی عبدالستار)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے مسلمان ساتھیوں کو صحابہ کہتے ہیں اسلام جیسے جیسے پھیلتا جاتا تھا صحابیوں کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مکہ باہر بھی وہ پہنچ گئے مکہ سے کچھ دور پر غفار کا قبیلہ رہتا ہے اس میں ابوذر اور انیس دو بھائی تھے ابوذر کو جب معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خدا کا پیام آتا ہے تو انہوں نے اپنے بھائی انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ جا کر اس رسول کا حال دریافت کریں اور اس کی باتیں سنیں۔ انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور واپس آکر اپنے بھائی سے کہا کہ وہ اخلاق کی اچھی اچھی باتیں کو بتاتا ہے اور جو کلام وہ پیش کرتا ہے وہ شعر نہیں یہ سن کر ابوذر کا شوق اور بڑھا اور وہ خود سوار ہو کر مکہ آئے اور کعبہ میں داخل ہوئے کہ خدا کے اس رسول کا پتہ لگائیں کسی سے پوچھنا مشکل تھا رات ہوگئی اور وہ لیٹ گئے۔ حضرت علی کا ادھر سے گذر ہوا تو وہ سمجھے

کہ یہ کوئی پردیسی ہے حضرت علی نے ان کی طرف دیکھا وہ پیچھے ہو لئے راستہ میں ایک نے دوسرے سے بات نہ کی رات بھر وہ ان کے گھر رہے صبح ہوئی تو وہ پھر کعبہ چلے آئے اور اس دن گذار رات آئی تو چاہا کہ یہیں لیٹے رہیں کہ پھر حضرت علی مرتضٰی کا گذر ہوا اور ان کے ساتھ لے کر چلے راستہ میں پوچھا کہ تم کدھر آئے ہو انہوں نے جو ماجرا تھا بیان کیا۔ فرمایا سچ ہے خدا کے وہ رسول ہیں اچھا صبح کو میرے ساتھ چلنا صبح ہوئی تو وہ ان کو لے کر خدا کے رسول کے ہاں چلے جب وہاں پہنچے اور آپ کی باتیں سنیں تو دل کی بات زبان پر آ گئی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا اس وقت اپنے گھر چلے جاؤ انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم اس کلمہ کو ان کافروں کے سامنے چیخ کر کہوں گا یہ کہہ کر وہ کعبہ میں آئے اور بڑے زور سے چیخ کر پکارا

اشهدان لا اله الا اللّٰه و اشهدان محمد رسول اللّٰه

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

کافروں نے یہ بات سنی تو سب نے مل کر ان کو بُری طرح مارا حضرت عباس آپ ﷺ کے چچا دوڑ کر آئے اور ان کو بچالیا اور قریش سے کہا کہ تم کو معلوم نہیں کہ یہ غفار کے قبیلہ کا آدمی ہے اور تمہاری تجارت کا راستہ ادھر ہی سے گزرتا ہے تب قریش نے بڑی مشکل سے ان کو چھوڑا۔ دوسرے دن پھر وہ کعبہ میں آئے اور اسی طرح زور سے چلا کر اسلام کا کلمہ پڑھا کافر پھر دوڑے اور ان کو مارنے لگے اور پھر حضرت عباس نے آ کر ان کو چھڑایا یہ تھا صحابہ کے عشق کا نشہ جو اتارے نہ اترتا تھا۔

عشاق کا امتحان

قریش نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور یہ سیلاب روکے نہیں رکتا تو انہوں نے زور اور ظلم کی ٹھان لی جس غریب مسلمان پر جس کافر کا بس چلتا اس کو طرح طرح سے ستانے لگا دوپہر کو عرب کی ریگستانی اور پتھریلی زمین بے حد گرم ہو جاتی ہے اس وقت وہ بے یار و مددگار مسلمانوں کو پکڑ کر اس تیز دھوپ میں اسی گرم زمین پر لٹاتے چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے، بدن پر گرم کوئلہ بچھاتے، لوہے کو آگ پر گرم کر کے اس سے داغتے یہ وہ سزائیں تھیں جو بلال اور صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو مسلمان غلاموں کو دی جاتی ہے۔

اس سے بھی تسکین نہ ہوتی تو حضرت بلال کے گلے میں رسی باندھتے اور ڈنڈوں کے حوالے کرتے اور وہ ان کو گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے لیکن ان کا یہ حال تھا کہ اس حالت میں زبان پر "احد احد" ہوتا یعنی وہ خدا ایک ہے وہ خدا ایک

ہے۔

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غلام تھے جو مسلمان ہوگئے تھے ان کو پکڑ کر اتنا مارتے تھے ان کے ہوش وحواس جاتے رہتے تھے۔

خباب ابن ارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خباب ابن ارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قدیم الاسلام تھے ان کی طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں یہاں تک کہ ایک دن گرم کوئلوں پر ان کو چت لٹایا گیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک کوئلے ٹھنڈے نہ گئے۔

حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت یاسر اور ان کے بیٹے عمار اور بیوی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ تینوں مکہ کے غریبوں میں تھے اور اسلام لانے والوں میں بہت پہلے ہیں یاسر تو کافروں کے ہاتھوں سے تکلیفیں اُٹھاتے اُٹھاتے رہ گئے سمیہ کو ابوجہل نے ایسی برچھی ماری کہ وہ جاں بحق ہوگئیں۔ عمار کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر اتنا مارتے کہ وہ بے ہوش ہوجاتے۔ زنیرہ ایک مسلمان باندی تھیں ابوجہل نے ان کو اتنا مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں اور دوسرے غریب مسلمانوں اور نومسلم غلاموں اور کنیزوں کو ایسی ہی سزائیں دی جاتیں۔

دیگر اور عشاق

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے ان کو رسی میں باندھ کر مارا۔ سعد بن زید اور ان کی بیوی فاطمہ کو جو حضرت عمر کی بہن تھیں حضرت عمر رسی سے جکڑ دیتے تھے حضرت زبیر مسلمان ہوئے تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے عبداللہ بن مسعود مسلمان ہوئے تو کعبہ میں جا کر سورۂ رحمٰن پڑھنا شروع کیا کافر ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے اور بُری طرح مارا۔

عشق میں اضافہ کا درس رسول

کبھی عشاق حاضر ہوکر رسول اللہ ﷺ سے کافروں کی شکایت کرتے اور عرض کرتے کہ یارسول اللہ دعا کیجئے کہ مسلمانوں کو امن ملے۔ آپ ان کو تسلی دلا سا دیتے اور اگلے پیغمبروں کا حال سناتے اور انہوں نے حق کی راہ میں جو تکلیفیں اُٹھائیں ان کو بیان کرتے اور فرماتے کہ حق کا آفتاب زیادہ دیر بادل میں چھپا نہیں رہ سکتا ایک زمانہ آئے گا جب خدا تم کو

غلبہ دے گا تم سے پہلے کسی پیغمبر کو آرے سے چیر دیا گیا، کسی کا گوشت لوہے کی کنگھی سے چھیل دیا گیا مگر انہوں نے حق کو نہیں چھوڑا۔

کفارِ مکہ کی اذیتوں پر حبش کی ہجرت پیش آئی

ایک شہر سے دوسرے شہر چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں عرب کا ملک سمندر کے کنارے ہے اور حجاز جس سمندر کے کنارے ہے اور کا نام بحر احمر ہے۔ بحر احمر کے کنارے افریقہ میں حبش کا ملک ہے وہاں کا عیسائی بادشاہ بہت نیک تھا مسلمانوں کی تکلیفیں جب بڑھ گئیں تو نبوت کے پانچویں سال حضرت رسول خدا ﷺ کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کشتی میں بیٹھ کر حبش کو روانہ ہو گئے۔

ترجمہ ۵۰

اے عاشق مستانہ تو اس مثل (مذکورہ بیان) سے پیش کرنے سے فارغ ہو گیا ہے لیکن تو بار دگر ہوش سے فارغ ہو چکا ہوں (کیونکہ مجھے عشق کی لذت سے ہوش ہی نہیں)

شرح

عشق کی داستانوں سے عاشق کے عشق میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے عاشق سے فرمایا کہ مانا کہ تو نے عشق کی باتیں سنیں اس سے تیرے عشق میں اضافہ ہوا لیکن میرا حال یہ ہے کہ مجھے اس سے اور آگے کی منازل سامنے ہیں وہ یہ عشق صرف دنیا میں نہیں بلکہ قبر میں یہی تحفہ لے کر جاؤں گا چنانچہ فرمایا

لحد میں عشق رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے　　　اندھیری رات تھی چراغ لے کے چلے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے عشق کا درس ملا

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ عشق کی منازل کو آگے بڑھانے میں حریص ہیں کیونکہ آپ نے یہی سبق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سیکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کے روز ینے مقرر کئے، اسامہ بن زید کے لئے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کے لئے صرف تین ہزار۔ حضرت عبداللہ نے پوچھا کہ ابا جی آپ اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دیتے ہیں خدا کی قسم وہ کبھی غزوہ میں مجھ سے پہلے نہیں گئے۔ آپ نے فرمایا کہ زید میرے آقا حضرت محمد ﷺ کو تیرے باپ سے زیادہ پیارے اور اسامہ تجھ سے زیادہ محبوب تھے

ماثرت حب رسول اللہﷺ علی حبی اس لئے میں نے رسول اللہﷺ کے پیار کو اپنے پیار پر ترجیح دی۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق گشت کرر ہے تھے کہ عورت رورو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی

علی محمد صلوۃ الابرار صلی علیه الطیبون الاخبار

قد کان قواما بکی الاسحار یالیت شعری و المنایا اطوار

هل تجمعني وحبیبی ابدار

حضور اکرمﷺ پر ابرار واخیار اور پاک لوگوں کے درود ہوں آپ کی حالت یہ تھی کہ راتوں کو اللہ کی عبادت میں کھڑے کھڑے روتے رہتے تھے اے کاش مجھے یہ یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد بھی حضورﷺ کی زیارت ہوگی بس ایک یہی تمنا ہے اپنی موت کا تو علم نہیں کب اور کہاں ہو اس لئے موتوں کے اطوار تو مختلف ہوتے ہیں۔

حضرت عمر بھی وہیں بیٹھ گئے اور روتے رہے اس کے بعد چند دن تک صاحب فراش رہے۔

ترجمہ ۵۱

میں ایسی تمثیلوں سے ہی عشق کا طالب رہتا ہوں اب بھی عجیب بات ہے کہ میں اسی تمثیل کی طرف چلا گیا ہوں تا کہ عشق کا تذکرہ بار بار سامنے آتا رہے۔

حل لغات۵۲

کروفر (مؤنث) رعب، شان دھوم، ٹھاٹ۔

ترجمہ

اس کروفر میں تعجب کرتا رہ گیا حیرت در حیرت میں ہوں۔

ترجمہ ۵۳

یہ سخن تو بیان سے ختم نہ ہوگا سو ابدا نتہا کو پہنچیں تب بھی وہ جوں کا توں ہوگا۔

ترجمہ ۵٤

قیامت تک بھی یہ ختم نہ ہوگا اسے ختم کر ہدایت کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

شرح

عشق حضور اکرمﷺ کے قرب کا وسیلہ ہے جیسے حضور اکرمﷺ کی صفات کا بیان ناپیدا کنار سمندر ہے ایسے ہی

آپ سے عشق کا حال ہے

نہ چننش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں بماند تشنہ مستسقی ودریا ھم چناں باقی

اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی نعت میں اس موضوع پر فقیر کی ایک تصنیف ہے۔

لا یمکن الثناء

اس میں فقیر نے قرآن واحادیث اور اقوالِ اسلاف رحمہم اللہ سے ثابت کیا ہے کہ ارض وسما ایڑی چوٹی کا زور لگائیں تب بھی وہ آپ کے مکارم اور اوصاف جمیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں گے آپ کی ذات وصفات سمجھنا تو درکنار اس کا ادراک بھی نہ کر سکیں گے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد است

اے غالب ہم نے خواجۂ کائنات ﷺ کی مدح اللہ تعالیٰ کو سپرد کیا اس لئے کہ وہی ذاتِ پاک حضور محمد عربی ﷺ کی قدر و منزلت جانتی ہے۔ جگر مرادآبادی نے کہا ہے

اے مثل تو درجہاں نگارے یزداں دگر نہ آفرید

اے آنکہ برامتزاج کامل درجملہ برصفاتِ برگزید

اے وہ ذات کہ آپ جیسا جہان میں کوئی محبوب پیدا ہی نہیں کیا۔

اے وہ ذات کہ امتزاج کامل پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام صفات میں برگزیدہ بنایا۔

ترجمہ ۵۶

بیان کے ہونٹوں پر خاموشی بمنزلہ مہر کے ہے اسی مضمون کو آغاز کی طرح باگ موڑیئے۔

ترجمہ ۵۷

اسماعیلیوں کے فرقوں میں سے ایک فرقہ اور ہے اس نے سلطانِ کونین ﷺ کے بارے میں توہین کے لئے کمر باندھی ہے۔

شرح

یہ مولوی قاسم نانوتوی کی طرف اشارہ ہے یہ فرقہ دیوبند کی بنیاد رکھنے کے بعد شروع ہوا۔ یاد رہے دارالعلوم دیوبند کا بانی نہیں دیوبندی فرقہ نے محض نمبر بنانے کے لئے مولوی قاسم نانوتوی کو مشہور کر رکھا ہے۔ انوارالباری شرح

البخاری میں احمد رضا بجنوری تلمیذ مولوی انور کشمیری نے اس کی سخت تردید کی ہے۔

انکارِ ختم نبوت

اس گمراہ عقیدہ کی بنیاد مولوی قاسم نانوتوی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے رکھی چنانچہ اس کی اپنی بیان کردہ عبارت ملاحظہ ہوں

''اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم (☆) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقامِ مدح میں ''وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ا'' فرمانا اس صورت میں کیونکہ صحیح ہوسکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۰۵)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۲)

(☆) اصل میں یونہی ہے۔ ہم اہل سنت کہتے اور لکھتے ہیں ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (اُویسی غفرلہ)

فائدہ

تحذیر الناس کی عقیدہ ختم نبوت کے منافی عبارات یہ ہیں جن پر اکابر عرب وعجم نے فتویٰ کفر صادر فرمایا۔

انتباہ

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس نامی ایک کتاب لکھ کر مسلمانانِ ہند میں فتنہ کی بنیا دڈالی۔

اس کتاب سے مرزائیوں، قادیانیوں اور دیگر جدید نبوت کے بانیوں کو بہت فائدہ پہنچا یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نام نہاد دعویٰ نبوت کی بنیاد تحذیر الناس پر رکھی ہے۔ ملاحظہ ہو قادیانی کتب۔

مولوی محمد قاسم صاحب نے ختم نبوت کے وہ معنی بتائے ہیں جو آج تک مسلمانوں میں رائج نہ تھے اور تمام علماء وفقہاء ومتقدمین ومتاخرین کی تصریحات اور خود سرکارِ رسالت ﷺ کے فرمان ''لا نبی بعدی'' کے سراسر منافی تھے خود مہتمم مدرسہ دیوبند کی سوانح میں ہے

''نیز اسی زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعد دعاوی کی وجہ سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام الکبیر (مولوی قاسم) پر طعن وتشنیع کا سلسلہ جاری تھا۔ (جلد اول صفحہ ۴۷۰)

نہ طرف طعن وتشنیع بلکہ اس رسالہ (تحذیر الناس) کے رد میں متعدد تصانیف معرضِ وجود میں آئیں چنانچہ کتاب

مولانا احسن نانوتوی کے صفحہ ۹۱ پر ہے کہ اثر ابن عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الناس کے جواب میں کئی رسالے لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ وعلم میں مندرجہ ذیل رسالے آئے ہیں۔

(۱) تحقیقات محمد حل اوہام نجدیہ ۱۲۸۹ھ، ۱۸۷۲ء از مولوی فضل مجید بدایونی، المتوفی ۱۳۲۴ھ تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی

(۲) الکلام الاحسن، مولانا احسن نانوتوی کے رد میں مولوی ہدایت علی بریلوی کا رسالہ ہے۔

(۳) تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۱ھ، ۱۸۷۴ء مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی اس رسالہ میں مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الناس کا رد کیا گیا ہے۔ مولوی نقی علی خاں کی حمایت کی گئی ہے۔

(۴) قول الفصیح، مولوی فصیح الدین بدایونی۔

(۵) افادات صمدیہ

(۶) رد رسالہ قانونِ شریعت

(۷) ابطال اغلاط قاسمیہ از مولوی عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی

(۸) فتاوی بے نظیر

(۹) کشف الالتباس فی اثر ابن عباس

(۱۰) قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس وغیرہ (مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۹۱ تا ۹۴) بلکہ خود سوانح قاسمی میں ہے "اسی زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعض دعاوی سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام الکبیر (مولوی محمد قاسم نانوتوی) پر طعن وتشنیع کا سلسلہ جاری تھا۔ (جلد ا صفحہ ۴۷۰)

متذکرہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوا کہ تحذیر الناس کی کفریہ عبارت پر صرف امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس پر کفر صادر فرمایا بلکہ آپ سے پہلے بھی مشاہیر علماء کرام نے تردیدیں لکھیں اور کفر کا فتویٰ جاری فرمایا ہاں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے ایسا موثر اقدام فرمایا کہ عرب وعجم کے تمام علماء ومشائخ نے اس منحوس عبارت کو کفر قرار دیا اور آج تک وہ فتویٰ اسی طرح جوں کا توں ہے لیکن افسوس ہے کہ اسے باربار آگاہی کے باوجود نہ اس نے اس کفریہ عبارت سے رجوع اور توبہ کی اور نہ ہی اس کے ماننے والے فضلائے دیوبند اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اُلٹا اس کی غلط تاویلات عذر گناہ بدتر از گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ایک فاضل دیوبند کی حق پسندی

بریلی شریف کو ہمیشہ سے یہ شرف نصیب ہے کہ نبوت کی گستاخی کی سرکوبی یہاں کے علماء ومشائخ کے نامزد ہوئی ہے چنانچہ جب یہ منحوس عبارت نمودار ہوئی تو بریلی شریف سے اس کے خلاف آواز بلند ہوئی تو نانوتوی کے ایک دوسرے ہمنوا نانوتوی نے حق قبول کرکے اعلان توبہ کیا چنانچہ مولوی محمد احسن نانوتوی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے والد بزرگوار مولوی (نقی علی) خاں کے ایک ساتھی رحمت حسین کو یہ لکھا

''جناب مخدوم ومکرم بندہ دام مجدھم پس از سلام مسنون! التماس یہ ہے کہ واقع میں جواب مرسلہ مولوی نقی علی خان صاحب میری تحریر کے مطابق ہے مجھ کو اس تحریر پر اصرار نہیں جس وقت علماء کے اقوال با مستندہ سے آئیں غلطی ثابت ہوگئی میں فوراً اس کو مان لوں گا مگر مولوی (نقی علی) خان صاحب نے براہ مسافرنوازی کوئی غلطی تو ثابت نہیں کی اور نہ مجھ کو اس کی طلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع فرمایا اور تمام بریلی میں لوگ اس طرح کہتے پھرے خیر میں نے خدا کے حوالے کیا اگر اس تحریر سے میں عنداللہ کافر ہوں تو توبہ کرتا ہوں خدا تعالیٰ قبول کرے۔

ترجمہ ۵۸

اس کے دل میں نئے فتنوں کا قصد ہے اس کے لب پر غلط گفتگو ہے۔

شرح

ان فتنہ انگیزوں کا قصد ہی فتنہ انگیزی ہے اور یہ صرف ظن اور گمان ہے بلکہ ان کے کرتوت اور زندگی کا معاشرہ و معاش شاہد ہیں۔

انگریز کے پودے تھے اور اس کے نمک خوار

مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کا انگریز مدرسہ دہلی سے بھی تعلق رہا۔ (تذکرہ علمائے ہند فارسی صفحہ ۲۱۰ نولکشور پریس لکھنو ۱۹۱۴ء)

یہی وجہ ہے کہ آپ نے آخر دم تک انگریز کا حق نمک ادا کیا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی اہم خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے ایک ہمعصر وہم عقیدہ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی بھی انگریزی سرکاری ملازمت پر تھے بعد میں سبکدوش ہوئے۔ (تذکرہ مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۹۲)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کچھ زیادہ ذہین نہ تھے انہوں نے مطبع مجتبائی میرٹھ میں ملازمت اختیار کرلی اور چھاپہ خانہ میں ملازم ہوگئے۔ (کتاب مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی صفحہ ۲۱۳)

مولوی رحمان علی صاحب مصنف تذکرہ علماء ہند آپ کے دہلی کے انگریزی مدرسہ سے تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں

بعدازافراغ علوم چندی بمدرسہ انگریزی واقع دھلی گرفته

بعد فراغت ازعلوم ایک عرصہ کے بعد ایک انگریزی مدرسہ دہلی میں ملازم ہوئے ۔

تبصرہ اُویسی

اسی اعتماد پر اسے دارالعلوم دیوبند کا مہتمم بنایا گیا اس کے بعد پانچوں انگلیاں گھی میں ۔

عادت

مولوی قاسم نانوتوی اتنا بڑا علامہ نہیں تھا اس کے سوانح نگار نے سوانح قاسم میں اعتراف کیا اور خود مولوی قاسم اپنی عادت لکھتا ہے ''ہم نے اس وقت مسئلہ غلط بنا دیا تھا تمہارے آنے کے بعد ایک شخص نے صحیح مسئلہ ہم کو بتایا اور وہ اس طرح ہے۔(سوانح قاسم جلد ا صفحہ ۲۸۸)

تبصرہ اُویسی

ایک معمولی مسئلہ کے لئے تو غلطی کا اعتراف کرلیا لیکن حضور اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی پر مرتے دم تک ڈٹا رہا حالانکہ اس سے علم میں بڑھ کر اس کا ہمنوا اور ہم عقیدہ مولوی محمد احسن نانوتوی نے اعلانِ توبہ کردیا جس کا ذکر گذشتہ بیت کی شرح میں آ گیا ہے۔

توبہ کیوں نہ کی

قاسم نانوتوی نے اس بڑے جرم (گستاخی رسول ﷺ) سے توبہ اس لئے نہ کی کہ کہیں انگریز سے بے وفائی نہ ہو جائے کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ قادیانی پودا کسی طرح دیوبند کا باغی تھا اور کھلم کھلا قاسم نانوتوی بھی لیکن یہ ''نیمے دروں نیمے بروں''

مزید انکشافات

۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درجِ ذیل ہیں

''جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں (مدرسہ دیوبند) میں کوڑیوں میں ہو رہا ہے

جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر رہا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلافِ سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷)

مولوی اشرف علی تھانوی کا چھ سو ماہوار انگریزوں سے حاصل کرنے کا انکشاف مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے خود کیا۔(مکالمۃ الصدرین)

مولوی رشید احمد گنگوہی کی انگریزوں سے وفاداری کا اس کی سوانح عمری "تذکرۃ الرشید" میں مفصل ہے۔

اسی لئے انگریزوں کے سایہ تلے انہیں کھل کر انگیزیوں کا موقعہ ملا ان کی گستاخیوں اور بے ادبیوں کی تفصیل امام احمد رضا محدث بریلوی نے رسالہ "الاستمداد" میں بتائی ہے۔

ترجمہ ۵۹

چھ طبقات زمین میں اللہ تعالیٰ نے چھ انبیاء ومرسلین بھیجے ہیں۔

شرح

یہ قاسم نانوتوی کے دعویٰ کی دلیل کی طرف اشارہ ہے جو اپنے دعویٰ میں تحذیر الناس میں ایک قول ابن عباس نے لکھا ہے۔

ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کاولکم ونوح کنوحکم وابراھیم ابراھیمکم وعیسیٰ کعیکم ونبی کنبیکم . (تحذیر الناس صفحہ ۳)

بیشک اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا کیں ہر زمین آدم ہے تمہارے آدم کی طرح نوح ہے تمہارے نوح کی طرح اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی ہمارے نبی کی طرح۔

اس قول (اثر ابن عباس) سے صاف ظاہر ہے کہ ساتوں زمینوں میں ایک ایک نبی بلکہ خاتم النبیین ہے لہٰذا ہمارے رسول کریم خاتم النبیین کے علاوہ چھ خاتم بقیہ زمینوں میں مزید ثابت ہوئے۔ اسی اثر (ابن عباس) کی بنیاد پر مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس تصنیف کی جس کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ صادر ہوا اور نہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بلکہ آپ سے درجنوں سال پہلے درجنوں رسائل قاسم نانوتوی کے خلاف لکھے گئے اور اسے توبہ کی دعوت دی گئی لیکن نہ اسے توبہ کی توفیق ہوئی اور نہ اس غلطی کا اعتراف کیا اس لئے اس پر کفر لازم ہو گیا بلکہ جو اس کی اس حرکت پر راضی ہیں یا بیجا تاویل کرتے ہیں وہ بھی اس جرم میں اس کے شریک ہیں جیسے اسلام کا مسلم ضابطہ ہے کہ

"رضي الكفر" (شفاءوغیرہ) کفر پر رضا بھی کفر ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

تحذیرالناس کی وہ عبارات جس پر کفر وارتداد کا فتویٰ علماءومشائخ عرب وعجم نے صادر فرمایا فقیر پہلے لکھ چکا ہے یہاں اس کے اس قول ابن عباس سے استدلال کے متعلق عرض ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی صحت میں محدثین کواختلاف ہے جب سرے سے اثر ابن عباس کی صحت میں اختلاف ہے تو پھر اس سے استدلال کیسا جب کہ اسے نص قطعی "خاتم النبیین" کے مقابلہ میں کوئی وقعت ہی نہیں لیکن اس کے باوجود مولوی قاسم نانوتوی نے نص قطعی کے مقابلہ اس اثر ابن عباس کو صحیح ثابت کرتے کرتے خود کافر و مرتد بن بیٹھے۔تحذیرالناس کو پڑھیں خود معلوم ہوجائے گا کہ قاسم نانوتوی اس میں قصوروار ہے یا نہیں ہماری بات پر اعتبار نہ آئے تو مولوی انور کشمیری جو دیوبندی فرقہ کا ایک مضبوط پایہ ہے اس نے بھی مولوی قاسم نانوتوی کی اس روش سے اختلاف کیا ہے مثلاً مولوی قاسم نانوتوی نے اس تحذیرالناس صفحہ ۳۳۵ پر اس اثر ابن عباس کے متعلق لکھا کہ تو بایں وجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور باعتبار سند صحیح۔

اس عبارت میں صاف ہے کہ قاسم نانوتوی محققین کی تحقیق سے ہٹ کر اس اثر ابن عباس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش میں ہے حالانکہ مولوی انور کشمیری فیض الباری شرح البخاری میں اس کے خلاف لکھتا ہے۔

والظاهر انه ليس بمرفوع واذا ظهر عندنا منشاه فلا ينبغي للانسان ان يعجز نفسه في سرحه مع كونه شاذاً بمرة . (فیض الباری جلد۳ صفحہ۳۳۳)

اورظاہر یہ ہے کہ یہ اثر مرفوع نہیں ہے اور جب ان کا منشاءہم پر ظاہر ہوگیا (کہ یہ محض عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب کیا ہوا قول ہے۔ناقل) تو اب انسان کے لئے یہ بات لائق نہیں کہ وہ اس کی شرح میں اپنے آپ کو عاجز کردے باوجودیکہ وہ مُرہ (راوی) کی وجہ سے شاذ ہے۔انتھی

تحذیر الناس پر فیض الباری کی جرح

صرف یہی نہیں بلکہ مولوی انور شاہ نے فیض الباری میں اسی مقام پر نانوتوی صاحب کے رسالہ تحذیرالناس کا ذکر بھی کیا ہے اور عجیب انداز میں اُس کے انداز پر جرح کی ہے۔فرماتے ہیں

وقد الف مولانا النانوتوی رسالةمستقلة شرح الاثر المذكور بماها تحذالناس عن انكار اثر ابن عباس و حقق فيها ان خاتميته ﷺ لا يخالف ان يكون خاتم اخرفي ارض اخرى كما هو مذكور

فی اثر ابن عباس ریلوح من کلام مولانا النانوتوی ان یکون لکل ارض سماء ایضاً کما لا رضنا الذی یظهر من القران کون السموت السبع کلها لتلک الاریضة۔ (فیض الباری جلد۳ صفحہ۳۳۳)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر مذکور کی شرح میں مولانا نانوتوی نے ایک مستقل رسالہ ''تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس'' لکھا ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی اور خاتم کسی دوسری زمین میں ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کے خلاف نہیں جب کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس اثر میں مذکور ہے اور نانوتوی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زمین کے لئے بھی اسی طرح آسمان ہو جیسے ہماری زمین کے لئے ہے قرآن مجید سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ساتوں آسمان اسی زمین کے لئے ہیں۔

مولانا انور شاہ صاحب کا نانوتوی صاحب پر طنزِ لطیف

دیکھئے کس وضاحت کے ساتھ مولانا انور شاہ صاحب نے نانوتوی صاحب کے کلام کو قرآن مجید کے خلاف قرار دیا ہے۔ اس کے بعد مولانا انور شاہ صاحب نے اثر مذکور کے متعلق اپنا وہی مسلک بیان کیا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور ساتھ ہی شاہ صاحب نے نانوتوی صاحب پر نہایت لطیف انداز میں طنز کیا ہے فرماتے ہیں

والحاصل انا وجدنا الا ثر المذکور مثاذالا یتعلق به امر من صلوتنا وصیامنا و لا یتوقف علیه شئی من ایماننا راینا ان نترک شرحه وان کان لا بدلک ان تقتحم فی مالیس لک به علم فقل علی طریق ارباب الحقائق ان سبع ارضین لعلها عبارة عن سبعة عوالم وقد صح منها ثلثة عالم الا جسام وعالم المثال الارواح. اما عالم الذر عالم النسمة فقدورد به الحدیث ایضا لکنا لاندری هل هو عالم براسه ام لا فهده خمسة عوالم و اخرج نحوها اثنین ایضا فالشئی الواهد لا یمر من هذا العالم الا ویا خذا حکامه وقد ثبت عند الشرع وجودات للشئی قبل وجوده فی هذا العالم وحینئذ یمکن لک ان تلتزم کون النبی الواحد فی عوالم مختلفة بدون محذور. انتهی (فیض الباری جلد۳ صفحہ۳۳۴)

اور حاصل کلام یہ ہے کہ جب ہم نے اثر مذکور کو شاذ پایا اور اس کے ساتھ ہماری نماز اور روزے کا کوئی امر بھی متعلق نہیں نہ اس پر ہمارے ایمان سے کوئی امر موقوف ہے تو ہم نے مناسب جانا کہ اس کی شرح کو ترک کر دیں اور (اے مخاطب) اگر تیرے لئے کوئی چارہ نہیں اور تو اس بات پر مجبور ہے کہ ایسی چیز میں دخل انداز ہو جس کے بارے میں تجھے کچھ علم نہیں (یعنی اثر مذکور کے بارے میں تو ضرور کچھ کہنا چاہتا ہے) تو اربابِ حقائق کے طریق پر تجھے یہ کہنا چاہیے کہ غالباً اثر مذکور میں سات

زمینوں کے لفظ سے سات عالموں کو تعبیر کیا گیا ہے جن میں سے تین کا وجود تو صحت کے درجہ کو پہنچ چکا ہے عالم اجسام، عالم مثال، عالم برزخ، پھر عالم نور، عالم نسمیہ تو بے شک ان دونوں کے متعلق بھی حدیث وارد ہوئی ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ دونوں مستقل عالم ہیں یا نہیں پس یہ پانچ عالم ہیں اور انہیں پانچ کی طرح دو اور بھی نکال لے (تا کہ پورے سات ہو جائیں) تو ایک چیز اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف نہیں گزرتی لیکن اس حال میں گزرتی ہے کہ اس عالم کے احکام لے لیتی ہے اور بے شک ایک شئی کے لئے اس کے اس عالم میں آنے سے پہلے کئی وجود شرع مطہرہ میں ثابت ہو چکے ہیں اور اس وقت تیرے لئے بغیر کسی دشواری کے یہ ممکن ہے کہ تو مختلف عالموں میں ایک ہی نبی کے ہونے کا التزام کر لے۔

انور کشمیری کا تحذیر پر رد اور امام احمد رضا کی تائید

شاہ صاحب نے اس عبارت میں بیہقی کی تصحیح نقل کرنے کے باوجود اثر مذکور کی صحت کی تسلیم نہیں کیا اور اس کو محض لفظ شاذ سے تعبیر فرمایا اسی طرح ''والظاھرانہ لیس بمرفوع'' کہہ کر اس کے مطلقاً مرفوع ہونے کی نفی کر دی اور کسی ایک جگہ بھی اس کے بالمعنی مرفوع ہونے کا قول نہیں کیا اور صاف کہہ دیا کہ ہمارے اعمال وعقائد میں سے کوئی شئی اس اثر عبداللہ ابن عباس سے متعلق نہیں اس لئے ہم اس کی شرح چھوڑتے ہیں یہ نانوتوی صاحب پر ایک قسم کا لطیف طنز ہے۔

کیونکہ نانوتوی صاحب نے یہ تسلیم کر لینے کے باوجود کہ واقعی اثر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اصول دین اور عقائد واعمال سے قطعاً متعلق نہیں اس کی شرح میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مزید برآں شاہ صاحب نے اثر مذکور میں کلام کرنے کے لئے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے تو اسے وہ بات نہیں کہنی چاہیے جو نانوتوی صاحب نے کہی بلکہ اربابِ حقائق کے طور پر کلام کرنا چاہیے اور وہ یہ کہ سات زمینوں سے سات عالم مراد لئے جائیں اور انبیاء مذکور میں سے ہر نبی کو ہر عالم میں تسلیم کیا جائے کیونکہ عند الشرع ایک شئی کے متعدد وجود ہوتے ہیں لہٰذا ایک ہی نبی کا ساتوں عالموں میں پایا جانا دشوار نہیں۔

اثر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثر مذکور معلل وضعیف ہے اور اگر بالفرض اس کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے تو نانوتوی صاحب کی توجیہات کتاب وسنت کے قطعاً منافی ہیں۔

نیز اس بیان سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری نانوتوی صاحب کی توجیہات سے بیزار ہیں اور انہوں نے بھی اسی توجیہہ کو پسند فرمایا جسے ہم عرض کر چکے ہیں۔

اثر ابن عباس اور اسلاف رحمهم الله تعالیٰ

فقیر اُویسی غفرلہ نے اس اثر کی تشریح وتفصیل میں ایک رسالہ لکھا ہے اس کی سند پر اس میں بحث کی ہے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے تاثرات اس میں جمع کئے ہیں یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں جس پر مخالفین کو اعتماد ہے یعنی صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی میں اثر مذکور کے متعلق رقم طراز ہیں

قال الذهبی اسناده صحیح ولکنه شاذ بمره لا اعلم لابی الضحیٰ علیه متابعاً

ذہبی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے لیکن یہ شاذ بمرہ ہے ابوالضحیٰ کے لئے اس پر کسی متابعت کرنے والے کو میں نہیں جانتا۔

وذكر أبو حيان في البحر ونحوه عن الحبر وقال هذا حديث لا شك في وضعه وهو من رواية الواقدي الكذاب وأقول لا مانع عقلا ولا شرعا من صحته والمراد أن في كل أرض خلقا يرجعون إلى أصل واحد رجوع بني آدم في أرضنا إلى آدم عليه السلام وفيه أفراد ممتازون على سائرهم كنوح وإبراهيم وغيرهما فينا. (روح المعانی پارہ ۲۸، صفحہ ۱۴۳ طبع جدید صفحہ ۱۲۵ طبع قدیم)

ابوحیان نے بحر میں اس کے ہم معنی روایت حبر الامۃ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے اس کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اور وہ واقدی کذاب کی روایت سے ہے۔

اور میں کہتا ہوں کہ عقلاً وشرعاً اس حدیث کی صحت سے کوئی امر مانع نہیں اس سے یہ مراد ہے کہ ہر زمین میں مخلوق ہے جو اصل واحد کی طرف رجوع کرتی ہے جیسے ہماری زمین میں بنی آدم آدم علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور ہر زمین میں کچھ ایسے افراد ہیں جو اپنے بقیہ افراد پر اسی طرح امتیازی شان رکھتے ہیں جیسے نوح اور ابراہیم وغیرھما علیہم السلام ہم میں ممتاز ہیں۔انتھی

علامہ سید محمود آلوسی نے بھی صحت حدیث کا مدار صرف اس امر پر رکھا کہ اس حدیث میں ہر زمین میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ انبیاء اللہ نہیں بلکہ امتیازی شان میں ان کے مشابہ ہیں۔

چھ زمینوں میں انبیاء اللہ نہیں پائے جاتے بلکہ سیادت وقیادت اور عظمت وامتیازی حیثیت میں انبیاء علیہم السلام سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان کی قائم مقامی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ان دونوں بزرگوں کی یہ توجیہ نانوتوی صاحب کے خلاف ناقابل رد شہادت اور ان کے خود ساختہ مسلک کی تردید شدید ہے اس اثر اور مسئلہ ختم نبوت کی تحقیق

ملاحظہ ہو۔ (البشیر بردالتحذیر، تصنیف غزالی زمان الاستاد علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ترجمہ ٦٠

چھ آدم جیسے چھ موسیٰ جیسے چھ مسیح جیسے چھ خلیل اللہ جیسے چھ نوح اور النجیح جیسے (علیٰ نبینا وعلیہم السلام)

شرح

یہ شعر مولوی قاسم نانوتوی کے غلط عقیدہ کا ترجمان ہے جیسے فقیر پہلے عرض کر چکا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بل بوتے پر چھ زمینوں میں چھ انبیاء ثابت کئے حالانکہ یہ عقیدہ کفریہ ہے۔ اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سخت جرح وتعدیل کے بعد اسلاف صالحین نے اس اثر کی صحت کی تسلیم کے بعد کچھ اور مرادیں لی ہیں جن سے مولوی قاسم نانوتوی کی نادانی وسفاہت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ فقیر یہاں پر صرف اپنے ایک محقق اہل سنت کے حوالہ پر اکتفا کرتا ہے۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علماء محققین سے ایک معنیٰ نقل کئے ہیں آپ اسی حدیث ''آدم کا دمکم'' کے تحت فرماتے ہیں

معناه إن فى كل أرض خلقا لهم سادة يقومون عليهم مقام آدم ونوح وإبراهيم وعيسى فينا ، قال السخاوى :فى المقاصد الحسنة حديث الأرضون سبع فى كل أرض من الخلق مثل ما فى هذه حتى آدم كآدمكم وإبراهيم كإبراهيمم هو مجهول إن صح نقله عن ابن عباس رضى الله عهما على أنه أخذه عن الإسرائيليات أى أقاويل بنى إسرائيل مما ذكر فى التوراة أو أخذه من علمائهم ومشايخهم كم افى شرح النخبة وذلك وأمثاله إذا لم يخبر به ويصح سنده إلى معصوم فهو مردود على قائله انتهى كلام المقاصد مع تفسير الإسرائيليات وقال فى إنسان العيون قد جاء عن ابن عباس رضى الله عنهما فى قوله تعالى(وَمِنَ الاَرْضِ مِثْلَهُنّ) قال سبع أرضين فى كل أرض نبى كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وإبراهيم كإبراهيكم وعيسى كعيساكم رواه الحاكم فى المستدرك وقال صحيح الإسناد وقال البيهقى إسناده صحيح لكنه شاذ بالمرة أى لأنه لا يلزم من صحة الإسناد وقال البيهقى إسناده صحيح لكنه شاذ بالمرة أى لأنه لا يلزم من صحة الإسنا صحة التمن فقد يكون فيه مع صحة إسناده ما يمنع صحته فهو ضعيف قال الجلال السيوط

ويمكن أن يؤول على أن لمراد بهم النذر الذين كانوا يبلغون الجن عن أنبياء البشر ولا يبعد أن يسمى كل منهم باسم النبى الذى يبلغ عنه هذا كلامه وحينئذٍ كان لنبينا عليه السلام رسول من الجن اسمه كاسمه ولعل المراد اسمه المشهور وهو محمد فليتأمل انتهى ما في إنسان العيون. (روح البیان جلد ۱۰ پارہ ۲۸ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۴،۴۵)

محققین نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر زمین میں اللہ کی مخلوق ہے اور اس کے سردار ہیں جوان پر ہمارے آدم و نوح اور ابراہیم و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قائم مقام ہو کران کی قیادت و سیادت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

علامہ سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اس حدیث کو مجہول کہا اگر چہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی نقل صحیح ہے مجہول ہونا اس بات پر مبنی ہے کہ انہوں نے اسرائیلیات یعنی بنی اسرائیل کی ان اقاویل سے لیا ہے جو توراۃ میں مذکور ہیں یا علماء و مشائخ بنی اسرائیل سے لیا ہے جیسا کہ شرح نخبہ میں ہے یہ اور اسی قسم کی روایات جب اخبار اور سند کے اعتبار سے نبی معصوم ﷺ تک صحت کے ساتھ پایۂ ثبوت تک نہ پہنچی ہوں تو وہ اسی شخص پر رد کر دی جائیں گی جو ان کا قائل ہے۔

اور انسان العیون میں کہا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قول خداوندی ''ومن الارض مثلھن'' کی تفسیر میں حدیث ''نبی کنبیکم وآدم کآدمکم'' (الحدیث) مروی ہے اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اسے صحیح الاسناد بتایا اور بیہقی نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے لیکن وہ مُرہ (راوی) کے ساتھ شاذ ہے یعنی اس لئے کہ صحت اسناد سے صحت متن لازم نہیں آتی کیونکہ کبھی باوجود صحت اسناد کے متن میں ایسی بات ہوتی ہے جو صحت متن سے مانع ہوتی ہے لہٰذا وہ ضعیف ہے۔

جلال الدین سیوطی نے کہا کہ اس روایت کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ آدم و نوح اور ابراہیم و عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام سے وہ پیغامبر مراد ہیں جو انبیاء بشر کی طرف سے جنات کو پیغام پہنچایا کرتے تھے اور یہ بعید نہیں کہ ان پیغامبروں میں سے ہر ایک اسی نبی کے نام سے موسوم ہو جس کا وہ پیغام رساں ہوتا تھا یہ جلال الدین سیوطی کا کلام ہے اس وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کا ایک قاصد از قوم جن تھا جس کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کی طرح تھا اور شاید نام سے حضور کا مشہور نام مراد ہے جو ''محمد'' ہے۔

یہاں تامل کرنا چاہیے انسان العیون کی عبارت ختم ہوئی۔

روح البیان کی اس منقولہ عبارت کا مفاد حسب ذیل ہے

بقیہ چھ زمینوں میں جن حضرات کا ذکر اثر مذکور میں وارد ہے درحقیقت وہ انبیاء اللہ نہیں بلکہ رسل انبیاء بشر ہیں اور آدم ونوح وابراہیم وعیسیٰ علیہم السلام کے قائم مقام ہو کر ہر زمین میں خلق اللہ کی سیادت وقیادت کے امور انجام دیتے ہیں یعنی وہ خود انبیاء نہیں بلکہ وصف سیادت وقیادت میں انبیاء علیہم السلام کے مثل اور ان کے قائم مقام ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مفہوم نانوتوی صاحب کی اس تشریح کے قطعاً خلاف ہے جس پر انہوں نے اپنے نظریات کی بنیاد قائم کی ہے بقیہ چھ زمینوں میں جب کوئی نبی ہی نہیں بلکہ انبیاء کے قائم مقام ہیں تو نانوتوی صاحب کے اس اختراعی نظریہ کی بنیاد ہی ختم ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا پایا جانا حضور کی خاتمیت کے منافی نہیں۔

امام سخاوی کے نزدیک یہ حدیث مجہول ہے اور اس کا ماخذ اقاویل بنی اسرائیل کے سوا کچھ نہیں۔

بیہقی نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح کہا لیکن اس کے باوجود اس کے متن کو ضعیف قرار دیا۔ نانوتوی صاحب نے بیہقی کے قول میں ''اسنادہ صحیح'' دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ بس یہ حدیث صحیح ہے اور یہ نہ دیکھا کہ صحت اسناد کے لئے صحت متن لازم نہیں کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ سند صحیح ہو اور متن میں کوئی ایسی علت قادحہ پائی جائے جو اس کی صحت سے مانع ہو اور اس بناء پر وہ متن ضعیف ہو۔ اس روایت میں بالکل یہی صورت پائی جاتی ہے کہ اگر تاویلات ماولین سے قطع نظر کرلی جائے تو ظاہر معنی حدیث رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ہے اور یہ منافات یقیناً علت قادحہ ہے جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف قرار پائے گی۔

ترجمہ ٦١

ان میں چھ ختم الانبیاء جیسے ہیں اور بلند صفات میں وہ حضرت احمد ﷺ جیسے ہیں۔ (معاذ اللہ)

شرح

پہلے تو انبیاء کہنا قادیانی مشن کو تقویت پہنچائی ہے اور اسی تحذیر الناس سے اسے نہ صرف تقویت ملی بلکہ اس نے دعویٰ نبوت کرہی دیا۔ دیوبندی گروہ نے دروازہ تو کھولا اپنے لئے لیکن داخل ہوگیا کانا دجال غلام احمد قادیانی۔ پھر شور مچانا شروع کردیا اور تاحال شور مچارہے ہیں لیکن وہ بھی ضد کا پکا نکلا کہ جتنا ماریں کھائیں لیکن داخل ہونے کے بعد باہر نکلنا منظور نہ کیا یہاں تک کہ واصل جہنم ہوا بلکہ اسے اپنی نبوت پر اتنا ناز تھا کہ وہ اپنی نبوت کے منکر کو ولد الزنا ولد الحرام وغیرہ وغیرہ کہتا تھا چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

آئینہ کمالات میں قادیانی نے لکھا کہ

کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا فانھم لایؤمنون

ہر مسلمان مجھے قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو بدکردار عورتوں کی اولاد ہیں تو وہ ایمان نہیں لاتے۔

نہ اس تحریر سے انکار کیا جا سکتا ہے نہ اس تحریر کی زد سے ستر کروڑ مسلمانوں کا کوئی فرد بچ سکتا ہے۔

مرزا صاحب موصوف نے اپنی کتاب نجم الھدیٰ کے صفحہ ۱۰ پر یہ شعر لکھا ہے

ان العدا صارو خنازیر الفلا ونساء ھم من دونھن الا کلب

میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

مرزا صاحب نے اپنی مشہور کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا کہ کفر کی دو قسم ہے۔

(۱) اللہ و رسول کو نہ ماننا (۲) مسیح موعود کا اقرار نہ کرنا

فائدہ

دوسرے کفر پر غور کیجئے کہ اس اقرار کا سوائے چند مرزائیوں کے سب کو انکار ہے تو کیا بقول غلام احمد قادیانی تمام دنیائے اسلام کے مسلمان کافر ہو گئے۔ "لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ"

ترجمہ ۶۲

ان میں ہر ایک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کمالِ ظاہری و باطنی میں ہمسری رکھتا ہے۔

شرح

یہ شعر عقیدۂ مذکورہ مولوی قاسم نانوتوی اور اس کی دلیل تمہ ہے اور دیوبندی فرقہ کے دوسرے عقیدہ کا اظہار۔ وہ ہے امکانِ النظیر یعنی حضور اکرم ﷺ جیسے اور بے شمار محمد کا ہونا بھی ممکن ہے اس کے برعکس اہل سنت حضور اکرم ﷺ کے جیسا پیدا ہونا ممتنع ہے فقیر اسے شرح حدائق میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہے اور مستقل طور پر دو رسالے تصنیف موجود ہیں۔ امام اہل علامہ فضل حق خیر آبادی اور مفتی اعظم صدر الدین دہلوی کی تصانیف فارسی میں نہایت اعلیٰ ہیں یہاں اکابر کے اشعار مبنی بر عقیدہ حاضر ہیں آخر میں مختصراً تشریح بھی عرض کر دوں گا۔ ان شاءاللہ

خود امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

لم یاتِ نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اے اللہ کے حبیب اے میرے محبوب آقا اے میرے ایمان کے مالک اے میرے دین کی جان

میری ہی نہیں کائنات کی آنکھوں نے بھی تجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔چشم کائنات تیری نظیر دیکھتی بھی کیسے کہ خالق کائنات نے کہ جس کا تو حبیب ﷺ ہے تجھ جیسا تو پیدا ہی نہیں فرمایا۔کائنات میں تاجِ محبوبی تیرے ہی سر کو زیبا ہے تو اے جانِ کائنات!عالم امر ہو کہ عالم مثال دونوں جہاں کا بادشاہ ہے اور تو ہی دونوں جہانوں کے دلوں پر حکومت کرنے والا ہے۔(ﷺ)

حضور اکرم ﷺ کے عدیم النظیر ہونے کی بابت اعلیٰ حضرت دوسری جگہ فرماتے ہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا

کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کے ڈھیر کہاں نہیں

اے آقا تو وہ بے مثل و بے نظیر ہے کہ خالق کائنات نے تیری مثال پیدا ہی نہیں فرمائی بلکہ وہ خالق کائنات جس نے اے میرے پیارے آقا تجھ کو اپنا حبیب بنایا جیسا کہ تو نے خود فرمایا

الا وانا حبیب اللہ ولا فخر

یعنی خبردار ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنا حبیب (ﷺ) بنایا میں اس پر فخر و غرور نہیں کرتا

ہمارا ایمان ہے کہ وہ خالق کائنات کی قسم کھاتے ہوئے کہتے ہیں

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خِلق کو حق نے جمیل کیا

کوئی تجھ سے ہوا ہے نہ ہو گا شہا ترے خالقِ حسن ادا کی قسم

اعلیٰ حضرت کی شاعری دائرہ شریعت میں ہے اور ان کی نعت کے مضامین قرآن و حدیث کے مضامین سے متجاوز نہیں لہٰذا آنحضرت ﷺ کا عدیم النظیر ہونا مبالغہ نہیں بلکہ عین ایمان ہے اور دلائل شرعیہ سے یہ بات مسلم ہے کہ

بے مثل و بے نظیر آپ کی ذات نہیں آپ جیسا خلق میں دوسرا کوئی نہیں

کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا

رُخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ نہیں کوئی دوسرا آئینہ نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

مرزا غالب! ان کی مثنوی کثیرالاشعار ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ممتنع النظیر ہیں امکان النظیر کا عقیدہ گمراہی ہے۔اس مثنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

من سبك روحم گراں نیستم	صدنشاں پیدا پنہاں نیستم
دیں که می گوئی توانا کردگار	چوں محمد دیگرے آرد بکار
یاخداوند دو گیتی آفریں	ممتنع بنود ظہور ایں چنیں
نغز گفتی نغز تربابد شفقت	آنکه پنداری که هست اندر نهفت
گرچه فخر دودهٔ آدم بود	هم بقدر خاتمیت کم بود
صورت آرائش عالم نگر	یك مه دیك مهر دیك خاتم نگر
آنکه مهر وماه واختر آفرید	می تواند مهر دیگر آفرید
حق دو مهر از سوئے خاورآورد	کورباداں کونه بادر آورد
قدرت حق پیش ازیں هم بوده است	هرچه اندیشی کم از کم بوده است
لیك دریك عالم از روئے یقین	خود نمی گنجد دو ختم المرسلین
یك جهاں تا هست یك خاتم بس است	قدرت حق را نه یك عالم بس است
خواهد از هر ذره آرد عالمے	هم بود هر عالمے را خاتمے
هر کجا هنگامهٔ عالم بود	رحمة للعالمینی هم بود
کثرت ابداع عالم خوب تر	یا بیك عالم وخاتم خوب تر
دریکے عالم دو خاتم مجوے	صدهزاراں عالم وخاتم بگوئے
غالب ایں اندیشه نپذیرم همی	خرده هم برخویش می گیرم همی
اے که خاتم المرسلین سش خوانده	دانم از روئے یقینش خوانده
ایں الف لامی که استغراق راست	حکم ناطق معنی اطلاق راست
ایں که می گویم جوابے بیش نیست	مهر ومه زاں جلوه تابی بیش نیست
منشا ایجاد هر عالم یکیست	گردوصد عالم بود خاتم یکیست

خود همی گوئی که نورش اول است	از همه عالم ظهور ش اول است
اولیت را بود شانے تمام	کے بهرفردے پذیر دانقسام
جوهر کل برتنا بد تیشنه	درمحمد ره نیا بد نیشنه
نانورزی اندر امکاں ریودرنگ	چنر امکاں بود برمثل تنگ
صانع عالم چنیں کرد اختیار	کش بعالم مثل بنود رینهار
ایں نه عجزاست اختیارست اے فقیهه	خواجه بے همتا بود لاریب فیه
هر کرابا سایه نپسند دخدا	هچو اُوئی نقش کے بندد خدا
هم گهر مهر منیرش چوں بود	سایه چوں نه بود نظیرش چوں بود
منفرد اندر کمال ذاتی ست	لاجرم متلش محال ذاتی ست
زیں عقیدت برنگرد دم والسلام	نامه رادرمی نور درم والسلام

(کلیاتِ غالب)

مزید دلائل

اس عقیدہ پر تمام فرقوں کا اتفاق ہے کہ حضورﷺ کی ذات اقدس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام پر وہ تفوق عطا فرمائی کہ خلق اور حسن اور کمال و خصائص حمیدہ میں حضورﷺ کا نظیر محال اور جلال و جمال میں حضور اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے حضور اکرمﷺ افضل الانبیاء ہیں اور اس کا ثبوت آیات و احادیث میں واضح طور پر موجود ہے۔

چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

اہل تفاسیر اس کے تحت لکھتے ہیں "المراد به محمد علیه السلام" سے مراد محمدﷺ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان بالا کا مدعا یہ ہے کہ ہم نے محمدﷺ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت دی ہے اور

وَ رَفَعْنَا بَعْضَھُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ ۔ (پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۳۲)

اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی۔

اس کی تفسیر بھی مفسرین نے "المراد به محمد علیه السلام" سے کی ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے تفوق حسن و جمال، بہجت و کمال کے بارے میں آیاتِ قرآنی گواہ ہیں چنانچہ

وَ الضُّحٰی ○ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ○ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحٰی، آیت ۱، ۲)

چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔

"وَ الضُّحٰی" میں ضحٰی سے آنحضرت ﷺ کے چہرۂ منور کا استعارہ ہے اور "وَ الَّیۡلِ" سے آپ کے گیسوئے مبارک کا استعارہ ہے اور اسی بات کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں بیان کیا ہے

ہے کلام الٰہی میں شمس الضحٰی ترے چہرۂ نور فزا کی قسم

قسم ہے شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب ﷺ کی زلف دوتا کی قسم

شهاداتِ صحابه کرام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ روایت کافی سند ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر حسین الوجہ اور حسین الصورت اور تمہارے نبی سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ ملیح الصورت ہیں۔

اس سے مزید اقوال صحابہ حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کے بیان میں موجود ہیں ورنہ فقیر کی شرح حدائق جلد سوم و چہارم کا مطالعہ فرمایئے۔

خلق نبوی

آپ کے اخلاق مرضیہ کی سند ارشادِ باری تعالیٰ

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ○ (پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۴) اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے خلق عظیم کا حضور ﷺ کی ذات پر حصر فرمایا اور حدیث میں امام احمد و مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

یعنی میں مبعوث ہی اس لئے کیا گیا ہوں کہ بہترین اخلاق کا اتمام کروں۔

علم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت ﷺ علم میں بھی تمام انبیاء سے افضل ہیں اور آخرت کے احوال، قیامت کی علامات، خوش بختوں اور

بدبختوں کے حالات اور جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے اس کا علم آنحضرت ﷺ کے سوا کسی نبی کو مکمل طور پر عطا نہیں کیا گیا چنانچہ قرآنِ مجید میں مطلقاً فرمایا گیا

وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

اور حضور اکرم ﷺ نے خود بھی فرمایا

انا مدینۃ العلم میں علم کا شہر ہوں

وسعت علمی

علم مصطفیٰ ﷺ علم الٰہی کے مقابلہ میں کوئی نقطۂ حد اور حکمت الٰہیہ کے مقابلے میں شکلۂ حکمت کا ایک ادنیٰ جزو ہے اور آپ کے اکرام کی فوقیت "انا اکر مد ولد احمد" سے ظاہر ہے۔

فمبلغ العلم فیه انه بشر و انه خیر خلق الله خلهم

یعنی ہمارے علم کا نہایت بلوغ اور ہمارے ادراک کا غایت وصول یہی اور صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کو بشر عظیم اور جوہر جسیم کہیں افرادِ انسانیہ اور اجیا د اعیانیہ میں آنحضرت ﷺ سے افضل کوئی نہیں اور آپ ﷺ ہی معنی مفاتیہ میں افضل المخلوقات اور سید الکائنات ہیں پس آپ کا کوئی نظیر و مثال ہوا ہے اور نہ قیامت تک نظیر محمد ﷺ کا ہونا ممکن ہے کسی نے کیا خوب فرمایا

لم یخلق الرحمان مثل محمد ابداً و علمی انه لا یخلق

خدا نے محمد ﷺ کی مثل کبھی پیدا نہ کیا اور مجھے علم ہے وہ آپ کی مثل پیدا نہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بہت سی عنایتوں کے ساتھ سب پیغمبروں سے ممتاز و سرفراز فرمایا جن کے بیان کے لئے علیحدہ ایک دفتر چاہیے۔

نور اول

سب سے پہلے نورِ محمدی ﷺ کو تخلیق فرمایا گیا آپ کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل تسبیح کہہ رہا تھا۔

نبوت میں اولیت

آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے آپ منصب نبوت پر فائز فرمائے گئے آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ کی

بعثت سے پہلے تک جتنے انبیا تشریف لائے سب نے اپنی امت سے آنحضرت ﷺ کے فضائل وصفات بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے صحائف پیغمبران پر نازل فرمائے ان میں آنحضرت ﷺ کو پہچاننے کے لئے آپ کی صفات ونشانیاں بیان فرمائیں اور ہر نبی سے عہد لیا کہ اگر ان کے زمانے میں محمد ﷺ مبعوث ہوں تو ان کی مدد کرنا اور تصدیق کرنا۔

کثرتِ معجزات

اللہ تعالیٰ نے جس قدر معجزے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمائے اس قدر معجزے کسی دوسرے نبی علیہ السلام کو عطا نہیں فرمائے۔ چھ خصوصی صفات عطا فرما کر آپ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت دی اور دوسرے انبیاء سے ممتاز فرمایا یعنی جوامع الکلم، نصرت بالرعب، حلت غنائم، ساری زمین آپ کے لئے مسجد بنائی، تمام مخلوق کے لئے آپ کو رسول مبعوث فرمایا اور آپ پر نبوت ختم کی۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معراج کی شب اپنے پاس بلایا اور خلوتِ خاص میں ''قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی'' تک رسائی بخشی۔ آپ سید البشر ہیں، رب العالمین نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رسول اور رحمت بنا کر بھیجا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ترا مسند ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امین
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تجھے اتنا کچھ عطا کروں گا کہ تو راضی ہو جائے گا چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اور آنحضرت ﷺ کا خاص امتیاز یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ٥ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۳) اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے قلب سے پروردگار کو دو بار دیکھا ایک روایت میں ہے کہ ایک بار آنکھ سے دیکھا اور ایک بار دل سے۔ ایک حدیث میں ہے کیا تم کو اس میں تعجب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلت ملی، موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور محمد ﷺ کو رویت الٰہی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ان کمالات سے بھی ممتاز فرمایا کہ جن میں کسی دوسرے کی شرکت محال وممتنع ہے جیسے آپ کی صفت آپ کا خاتم النبیین ہونا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انا خاتم النبیین لانبی بعدی. (ابوداؤد،ترمذی،مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۵)

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ آپ پر انبیاء کی بعثت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے اور آپ آخری نبی ہیں اور آپ (ﷺ) کے بعد کسی دوسرے نبی کا آنا محال ہے قرآن وحدیث کے عالمانہ اثر کے امکان نظیر مصطفیٰ کا امکان نہیں رہا کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعث ہی محال ہے جب آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی رسول پیدا نہیں ہوسکتا تو نظیر محمد کب پیدا ہوسکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی خصوصیات آپ ممتاز صفات سے نوازے گئے کہ جن کا کسی دوسری ذات میں جمع ہونا محال ہے۔

ارشاد نبوی ہے

انا اکرم الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر. (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

میں خدائے تعالیٰ کے ہاں اولین وآخرین میں سب سے زیادہ بزرگی والا ہوں۔

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع . (مسلم،مشکوٰۃ)

میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

انا اکثر الانبیاء تبعاً یوم القیامۃ وانا اول من تقرع باب الجنۃ. (رواہ مسلم،مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

قیامت کے دن تمام انبیاء سے پیروکاروں کے لحاظ سے میں زیادہ ہوں گا اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

عطائے نبوت میں اولیت

سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یومِ میثاق میں سب سے پہلے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کے جواب میں "بَلٰی" (ہاں) کہنا آپ پر نبوت کا ختم ہونا تا قیامت اجزائے احکام نبوت، قیامت تک کے لئے آپ کی رسالت ونبوت کا ہونا یہ ایسی صفات ہیں کہ ان میں آنحضرت ﷺ منفرد ہیں کوئی ان کا شریک نہیں ہوسکتا کیونکہ نقطہ آغاز یا نقطۂ اختتام ایک ہی ہوتا ہے اولیت کی خصوصیت یا خاتمیت کی صفت کسی ایک ہی ذات میں ہوسکتی ہے مثلاً آنحضرت ﷺ اول شافع، اول

مشفع اور اول جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والے ہیں اور سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا اور آپ کے سوا کوئی مخلوق میں سے عرش کی داہنی جانب کھڑا نہیں ہوگا اب اگر کوئی آپ ﷺ کا نظیر ممکن ہو تو یقیناً اس میں بھی یہی صفات ہونی چاہئیں لیکن آنحضرت ﷺ اور آپ کی نظیر دونوں اول شافع، اول مشفع وغیرہ نہیں ہو سکتے نہ ہی دونوں کی جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے اور نور کے پیدا ہونے (یعنی تخلیق) میں اولیت قائم رہ سکتی ہے اور نہ عرش کے داہنی جانب کھڑے ہونے کی انفرادی خصوصیت قائم رہ سکتی ہے اگر دونوں میں اولیت و خاتمیت کی صفات تسلیم کر لی جائیں تو جہاں نصوصِ قطعی میں تضاد و خلاف ہے دین ہی کی بیخ کنی ہو جاتی ہے وہاں اولیت و خاتمیت کی خصوصیات و فردیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

خصوصی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ جو مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد (ﷺ) کا منکر ہوگا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں؟ ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے عزت وجلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو یعنی آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق ہی پیدا نہیں فرمائی جو آنحضرت ﷺ کی طرح یا آپ کے سوا اس کے نزدیک مکرم ہو اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق جس قدر مخلوق کا پیدا فرمانا مطلوب تھا وہ مقدر فرما دیا اور قلم لکھ کر خشک ہو چکا ہے اور جن روحوں کو پیدا فرمانا تھا "یوم الست" تک پیدا فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام سے مذکورہ بالا خطاب "یوم الست" کے بہت بعد اس دنیا میں ہوا اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق کوئی جان ایسی پیدا نہیں فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت ﷺ جیسی بھی مکرم ہو اس لئے نظیرِ مصطفیٰ کا پیدا ہونا محال و ممتنع ہے کیونکہ سنت اللہ میں تبدیلی محال و ممتنع ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ماضی، حال اور مستقبل یکساں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو اُن سے میرے نزدیک مکرم ہو میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا۔

فائدہ

یہ ارشادِ گرامی ہر زمانہ کو شامل ہے پھر اللہ تعالیٰ کا بتاکید قسم نفی فرمانا ہر حال ہر زمانہ اور ہر جگہ میں نظیرِ مصطفیٰ کے محال و ممتنع ہونے کا مقتضی ہے اور ارشادِ باری تعالیٰ

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

اس بات پر نص ہے کہ آخرت تک آپ کی نظیر محال و ممتنع ہے۔ آخر میں امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ عرض کر کے بحث ختم کرتا ہوں۔ آپ شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ

اعلم أنَّ من تمام الإيمان به ﷺ الإيمان التصديق بأن الله تعالى جعل خلق بدنه الشريف على وجه حال وهيئة لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمي مثله.

جاننا چاہیے کہ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لائے اور تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن کی تخلیق اس انداز یعنی حال اور ہیت سے فرمائی کہ آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کسی انسان کی تخلیق اس شان کی نہیں فرمائی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ بھی اسی طرح فرماتے ہیں

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خِلق کو حق نے جمیل کہا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن ادا کی قسم

مثنوی امام احمد رضا

(٦٢)پاره شد قلب وجگر زیں گفتگو	احذروا یاایها الناس احذروا
(٦٣)الحذرا ے دل زشعله زادگان	پائے از زنجیر شرع آزاد گاں
(٦٤)مصطفی مهریست تاباں بالیقین	منتشر نورش به طبقاتِ زمیں
(٦٥)مستیر از تابش یك آفتاب	عالمے والله اعلم بالصواب
(٦٦)گرچه یك باشد خود آں مهرے سنی	احولا نش هفت بینند از کجی
(٦٧)دوهمی بینند یك را احولاں	الاماں زیں هفت بیناں الاماں
(٦٨)چشم کج کرده چوبینی ماه را	زاحولی بینی دو آں یکتاه را
(٦٩)گوئی از حیرت عجب امریست ایں	خواجه دوشد ماه روشن چیست ایں
(٧٠)راست کردی چشم وشد رفع حجاب	یك نمایداه تاباں یك جواب
(٧١)راست کن چشم خوداز بهر خدائے	هفت بیں کم باش اے هرزه ورائے

(۷۲)اے برادر دست دراحمد بزن — بر کجی نفس بد دیگر متن

(۷۳)روتشبت کن بذیل مصطفی — احولی بگذا ر سوگند خدا

(٧٤)پندھاد ادیم و حاصل شد فراغ — ماعلینا یا اخی الا البلاغ

(۷۵)در دوعالم نیست مثل آن شاہ را — درفضیلتھا ودرقرب خدا

(٧٦)ماسوی الله نیست مثلش ازیکے — برتراست ازدی خدا اے مهتدے

(۷۷)انبیائے سابقیں اے محتشم — شمعھا بودند درلیل وظلم

(۷۸)درمیاں ظلمت وظلم وغلو — مستیز از نور ہر یك قومِ او

(۷۹)آفتاب خاتمیت شد بلند — مهر آمد شمعھا خامش شدند

(۸۰)نورِ حق از شرق بیمثلی بتاقت — عالمی از تابش او کلام یاقت

(۸۱)دفعته برخاست اندر مدح او — از زبانها شور لا مثل له

(۸۲)لیك شپر نا پذیر قت از عناد — درجهاں ایں بے بصر یا رب مباد

(۸۳)چشمها بودند ایں ربانیاں — مزرع دل بهره یاب از فیض شاں

(٨٤)ابر آمد کشتها سیراب کرد — نخلهائے خشك راشاداب کرد

(۸۵)حق فرستاد ایں سحاب باصفا — کے یطهرنا ویذهب رجسنا

(٨٦)بارش اورحمت رب العلی — شورعدش رحمة مهداة انا

(۸۷)رحمتش عام است بهر همگناں — لیك فضلش خاص بهر موماں

(۸۸)چوں نئی بیمثلش را معترف — کے شوی از بحر فیضش مغترف

(۸۹)نیست فضلش بهر قومِ بے ادب — یخطف ابصارهم برق الغضب

حل لغات ٦٢

پارہ،ٹکڑا،ریزہ،حصہ۔ ''احذروا امرار ضد''پرہیز،بچنا،انکار۔

ترجمہ

اس گفتگوس دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا بچو اے لوگو (ان بدمذہبوں سے) بچو۔

شرح

بدمذہبوں بالخصوص دیوبندیوں، وہابیوں، مرزائیوں، شیعوں کے عقائد بھی کچھ ایسے ہیں جو دردِ دل رکھنے والا آدمی ہے اس کا تو واقعی دل پارہ پارہ ہونے لگتا ہے ان بدمذہبوں کے عقائد ڈھکے چھپے نہیں۔ چند نمونے یہاں بھی عرض کردوں تاکہ امام احمد رضا محدث بریلوی جیسے عاشق رسول ﷺ کا ایسے بدمذہبوں سے روکنا حق بجانب محسوس ہو۔

مرزا قادیانی

جہاد ختم ہو چکا ہے اس لئے کہ اس کے غایت و مقاصد باقی نہیں رہے۔ دین میں فتنہ پروری کا انسداد ہو جانے کے بعد اب اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ مرزا صاحب اپنے متعلق کہتے ہیں کہ مقاتل ہوں نہ داعی الی القتال وہ لکھتے ہیں میرا یہ اعتقاد نہیں کہ میں ہاشمی و قریشی خونریز مہدی ہوں بنی فاطمہ جس کے لئے محو انتظار ہیں اور جو کرۂ ارض کو خون سے بھر دے گا۔ میں ایسی احادیث کو صحیح نہیں سمجھتا بلکہ موضوعات کا طومار تصور کرتا ہوں مجھے اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جو مسیح ابن مریم کی طرح عاجزانہ زندگی بسر کر رہا ہے اور میں حرب و قتال سے گریزاں اور بطریق لطف و کرم خدا کی حمد و ثناء میں مصروف ہوں۔ عام لوگوں کی نگاہ سے یہ بات پوشیدہ رہی کہ میرے اصول و قواعد اور تعلیمات پر حرب و قتال اور ظلم و تعدی کی کوئی چھاپ نہیں۔ میں بڑی تاکید سے یہ بات کہتا ہوں کہ میرے ارادت مندوں کی تعداد جتنی بھی بڑھتی جائے مگر ان میں قائلین جہاد کی تعداد کم ہی ہوگی اس لئے کہ مجھے مسیح و مہدی تسلیم کرنے کا مطلب ہی ترکِ جہاد ہے۔ (تبلیغ رسالت صفحہ ۱۷)

فائدہ

جہاد کے مخالفت کے ساتھ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار اور خود اپنے لئے مہدی موعود کا دعویٰ پھر خود نبی بن بیٹھنا یہ دلخراش باتیں نہیں تو اور کیا ہے۔

شیعہ رافضی

ملا باقر مجلسی نے لکھا کہ

بعضے اُمور هست که نزد شیعه امامیه ضروری است ونزد سائر مسلمان ضروری نیست مثل امامت وجوب بیزاری از ابوبکر وعمر وعثمان و معاویه وطعن ولعنت بر طلحه وزبیر و عائشه۔ (حق الیقین)

بعض امور شیعہ امامیہ کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہیں باقی سب مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں مثلاً امامت اور

حضرت ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ سے بیزاری اور طلحہ وزبیر اور عائشہ پر لعنت کرنا۔ (معاذاللہ)

ملا محمد تقی رافضی نے حدیقۃ المتقین میں لکھا

ہر نماز کے بعد خلفاءِ ثلاثہ (ابوبکر،عمر،عثمان) اور حضرت عائشہ پر لعنت بھیجنا سنت ہے اور نماز کی قبولیت اور تکمیل اس کے بغیر ہرگز نہیں ہے۔

بسند معتبر منقول است کہ حضرت امام جعفر صادق از جائے نماز خود برنمی خاستند تاچھار ملعون وچھار ملعونہ رالعنت نمی کرد پس باید بعد ھر نماز بگوید اللھم العن ابابکر و عمر وعثمان ومعاویہ وعائشہ وحفصہ وھندوام الحکم

یعنی معتبر سند سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق نما سے فارغ ہو کر جب تک ان حضرات کو لعنت نہ بھیجتے جاتے نماز سے نہیں اُٹھتے تھے وہ آٹھ یہ ہیں۔ ابوبکر،عمر،عثمان،معاویہ،عائشہ،حفصہ،ہند وام الحکم۔ (معاذاللہ)

عربی وھابی یعنی نجدی

جو شخص مُردوں (انبیاء واولیاء) کو پکارتا ہے (مثلاً یارسول اللہ، یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاللہ) کہتا ہے اُن سے ضرورتوں کو پورا کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی بھی درخواست کرتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہے اور اس کا خون بہانا اور اس کا مال لوٹنا حلال ہے اگر چہ وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتا، نماز پڑھتا، روزے رکھتا اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہے۔

مذاہب اسلامی در بارہ محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۱٦۲ یہ ابوزہرہ کی عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔

ھندی وھابی یعنی دیوبندی اور غیر مقلدین

ان کے عقائد وہابی نجدی کے حاصل کردہ اور مشہور ہیں۔

یہی وجہ ہے ہر درد مند اسلام ان بد مذاہب سے متنفر ہے صلح کلیوں کا میں ذمہ دار نہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

حل لغات ٦۲

الحذر، بچنا۔ شعلہ، لپٹ، آنچ، بھڑک۔

ترجمہ

اے دل شعلہ زادوں سے بچنا۔ شریعت کی زنجیر سے پاؤں آزاد کئے ہوئے (باغیوں) سے (دوررہ)

بدمذھبوں سے بیزاری

اس بیت میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے بدمذہبوں سے بیزاری کا درس دیا ہے اور آپ کی تصانیف مبارکہ کا اکثر حصہ ان بدمذاہب کی تردید پر مشتمل ہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

شیخ نجدی کا سر کاٹ کر رکھ دیا　　　خنجر اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

چند دلائل فقیر بھی عرض کر دے۔

گستاخِ رسول کا قتل بحکم رسول اللہ ﷺ

ابورافع بن ابی الحقیق یہودی نبی کریم ﷺ کی ہجو اور سب وشتم کرتا اور آپ کے مخالفین کی اعانت وسر پرستی کرتا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں کی معیت میں ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق اس کو قتل کر دیا اور اُسے جنابِ مصطفیٰ پر جسارت اور گستاخی کی وجہ سے قتل کروا صلِ جہنم کر دیا۔

باپ کو قتل کر دیا

ابن قانع سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنے باپ کی زبانی آپ کی گستاخی کرتے ہوئے سنا ہے اور اس وجہ سے میں نے اُسے قتل کر دیا ہے تو آنحضرت ﷺ پر اس کا اپنے والد کے ساتھ یہ سلوک گراں نہ گزرا حالانکہ آپ نے ماں باپ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں اُن کے ساتھ برو احسان کا حکم دیا ہے لیکن گستاخ و بے ادب باپ کے قتل پر بھی افسوس کا اظہار نہ فرمایا۔

زوجہ کا قاتل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد (لونڈی) بارگاہِ نبوی ﷺ میں گستاخی اور دریدہ دہنی سے کام لیتی تھی چنانچہ اس نے رات کے وقت اُسے قتل کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس صحابی پر قصاص یا دیت وغیرہ لازم نہ فرمائی بلکہ اس کا قتل بے قدر و قیمت ٹھہرایا اور رائیگاں قرار دیا۔ (ابوداؤد)

کدو کی گستاخی

مشہور ہے حضرت قاضی ابو یوسف ہارون رشید ایک شاہی مہمان کے ساتھ دسترخواں پر بیٹھے تھے مہمان کے منہ سے نکلا کہ مجھے کدو ناپسند ہے تو آپ نے فرمایا

انہ ذکر انہ الصلوٰۃ والسلام کان یحب الدنیا فقال رجل انا مااحبھا فحکم بارتدادہ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۶)

حضرت ابو یوسف نے بیان فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کدو شریف کو پسند فرماتے ایک شخص نے کہا لیکن مجھے پسند نہیں قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے مرتد ہونے کا فتویٰ دیا۔

انتباہ

کدو ایک سبزی ترکاری ہے لیکن چونکہ حضور اکرم ﷺ کی پسندیدہ غذا تھی اسی لئے اس سے نفرت کرنے والے کو ہمارے حنفی امام (وہ بھی نہ صرف امام بلکہ حنفیت کا ایک ستون) نے ارتداد کا فتویٰ دیا۔

افسوس صلح کلی

دورِ حاضرہ میں ایسے فتاویٰ کی قدر و منزلت کم ہوگئی لیکن صرف بے دین عناصر میں ورنہ الحمدللہ درد مندانِ اسلام کے دل میں الحمدللہ وہی تڑپ اور جذبہ اب بھی موجود ہے لیکن افسوس ان صلح کلیوں کا ہے کہ ایک طرف تو دم بھرتے ہیں مسلمانی اور عشق رسالت مآب ﷺ کا دوسری طرف ایسے فتاویٰ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں قیامت میں یہی لوگ سب سے بڑے مجرم ہوں گا۔

ترجمہ ٦٤

حضور اکرم ﷺ یقیناً چمکنے والا آفتاب ہیں آپ کا نور زمین کے طبقات میں پھیلا ہوا ہے۔

شرح

اس بیت میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(۱) چمکنے والے آفتاب

(۲) آپ کا نور طبقات زمین بلکہ جملہ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔

مسئلہ اول کا استدلال قرآن سے ملاحظہ ہو

چمکنے والا آفتاب

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو "سراجا منیرا" فرمایا اور "سراجا و ھاجا" فرمایا۔ "منیر و وھاج" میں بہت بڑا فرق ہے مثلاً دنیا کا یہ فانی چراغ کسی وقت بجھ بھی جاتا ہے اور اُس میں کمی بھی آجاتی ہے نیز چراغ کی ضرورت صرف رات کی تاریکی میں ہوتی ہے اس لئے خداوند قدوس نے اپنے محبوب دلنواز کو صرف چراغ ہی نہیں فرمایا بلکہ سراج کے ساتھ صفت منیرا بیان فرما کر ان تمام نقائص و عیوب کی نفی فرمادی کہ ہمارے محبوبِ مصطفیٰ ﷺ ایسے روشن

چراغ ہیں لحظہ بہ لحظہ اور دم بہ دم اس کی تابانیوں اور ضیا پاشیوں میں اضافہ ہوتا ہے

وَ لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

سورج کی کیا مجال

اس تقابلی مضمون میں اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقیدہ کی ترجمانی کی ہے فرماتی ہیں

لنا شمس و لا آفاق شمس — وشمسی فوق من شمس سمائی

وشمس الناس تطلع بعد فجر — وشمسی تطلع من بعد العشاء

ایک ہمارا سورج ہے اور ایک آسمان کا لیکن ہمارے سورج کو آسمان کے سورج پر فوقیت اور برتری ہے اس لئے کہ وہ آسمانی سورج صرف فجر کے بعد طلوع کرتا ہے اور ہمارا سورج عشاء کے بعد یعنی شب کو بھی انوار بکھیرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور طبقات زمین بلکہ جملہ عالم میں

اس موضوع کو فقیر اُویسی غفرلہ نے جلد سوم میں مفصل لکھا ہے یہاں چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

فرقہ دیوبند کے قطب عالم نے لکھا کہ

حق تعالیٰ درشانِ حبیب خدا ﷺ فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد از نور ذاتِ پاکِ حبیب ﷺ خدا ہست و نیز او تعالیٰ فرماید کہ ای نبی ﷺ نز اشاھد و مبشر و نذیر وداعی الی اللہ تعالیٰ وسراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ ونور دھندہ را گویند پس اگر کسے راروشن کردن از انساناں محال بودے آں ذاتِ پاک ﷺ راھم ایں امر میسر نیا مدے کہ آں ذاتِ پاک ﷺ ذاتِ خودراچناں مطھر فرمود کہ نورِ خاص گشتند وحق تعالیٰ آنجناب سلامہ علیہ رانور فرمودوبتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی ﷺ سایہ نداشتند وظاھر است کہ بجز نور ھمہ اجسام ظل می دارند۔ (امداد السلوک فارسی، صفحہ ۸۵،۸۶)

حق تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی شان میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی اور نور سے مراد حضرت حبیبِ خدا ﷺ کی ذاتِ پاک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ

کو شاہد ومبشر ونذیر اور داعی الی اللہ تعالیٰ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والا اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ پاک کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا۔ کیونکہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی بھی جملہ اولادِ آدم علیہ السلام سے ہے مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذاتِ پاک کو ایسا پاک بنالیا کہ نورِ خالص ہوگئے اور حق تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نور فرمایا اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سایہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

فائدہ

اس موضوع کے لئے آیت ''سراجا منیرا'' کے تحت مفسرین کرام ومحدثین عظام رحمہم اللہ نے خوب لکھا ہے

(ا) صاحب تفسیر خازن نے ''سراجا منیرا'' کا معنی یوں بیان فرمایا ہے

محناه امدالله بنورنبوته نور البصائر كما بمد بنور السراج نور الابصار.

اس کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نورِ نبوت سے بصائر کر کے نور کی مدد فرمائی جیسے چراغ کے نور سے ابصار کی مدد کی جاتی ہے۔

امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری لفظ ''منیرا'' پر تبصرہ کرتے ہوئے مواہب الدنیہ جلد سوم صفحہ ۱۷۱ پر لکھتے ہیں

فهو السراج الكامل فى الاضارة ولم يوسف بالوهاج لان المنير هو الذى ينير من غير احراق بخلاف الوهاج.

آنحضرت ﷺ روشنی ولمعان میں سراجِ کامل ہیں اور سورج کی طرح آپ کو وہاج (جلانے والا) نہیں فرمایا بلکہ ''سراجاً منیراً'' فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ منیرہ وہ ہے جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلائے نہیں بخلاف وہاج کے وہ روشنی کے ساتھ ساتھ تیزی وحرارت بھی دیتا ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زرقانی جلد سوم صفحہ ۱۷۱ پر اپنی تحقیق کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں

سمى السراج لان السراج الواحد يؤخذ منه السراج الكثيرة ولاينقص من ضوئه كذالک سرج الطاعات اخذت من سراجه ﷺ ولم ينقص من اجرشيى.

آپ ﷺ کا نام گرامی سراج رکھا گیا اس لئے کہ جیسے ایک چراغ سے کئی چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوتی۔ اسی طرح طاعات وعبادات کے چراغ حضور والا ﷺ کے نورِ نبوت سے روشن کئے

جاتے ہیں اوران کے اجر میں قطعاً ذرہ بھر کمی نہیں ہوتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۰۶ پر ارشاد فرماتے ہیں

حق سبحانہ تعالیٰ اور نور وسراج منیر درغایت انارت خواند کہ روشن وپیدا گشت بجمال و کمال وے ﷺ ابصار وبصائر۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو غایت درجہ کی نورانیت وتابانی کی وجہ سے ''نوراور سراج منیر'' فرمایا کیونکہ حضور ﷺ کے جمال باکمال سے بصائر وابصار دونوں روشن ہوئیں۔

ترجمہ ٦٥

حضور اکرم ﷺ کے آفتاب نور کی ایک کرن سے جملہ عالم روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ صواب کو خوب جانتا ہے۔

شرح

یہ ان جملہ احادیث کا خلاصہ ہے جن میں ارشادِ رسول اکرم ﷺ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نوا سے اور جملہ مخلوق میرے نور سے ہے۔ اس شعر میں اس کا خلاصہ ہے

شش جہت روشن زتاب روئے تو　　　ترك و تاجیك وعرب ھندوئے تو

شش جہات آپ ﷺ کے چہرے کی چمک سے ہیں ترک تاجیک وعرب آپ ﷺ کے غلام ہیں۔

سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

یاعین فاحتفلی وسخی واسجمی　　　وابکی علیٰ نور البلاد محمد

اے آنکھ آنسو بہا اور افسوس کر شہروں کے نور حضرت محمد ﷺ کی فرقت میں رو رہی ہوں۔ (طبقات ابن سعد صفحہ ۳۲۶، ۳۲۷ جلد ۲ مطبوعہ بیروت)

سیدہ اروىٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور اکرم ﷺ کے انتقال پر آپ کی پھوپھی جان حضرت سیدہ اروىٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عقیدہ کا اظہار کرتی ہوئی فرماتی ہیں جس کو ابن سعد نے طبقات میں درج کیا ہے کہ

علیٰ نور البلا د معا جمیعا　　　رسول اللہ احمد فاشر کینی

آہ! رسول اللہ ﷺ تمام شہروں کے لئے نور ہیں مجھے آپ کی مدح اور تعریف کرنے دو۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ

(۳۲۵

حل لغات ٦٦

سنی، بفتح اول وکسر نون رفیع وبلند وبمعنی روشن وتاباں۔

ترجمہ

اگروہ روشن آفتاب یقیناً ایک ہے لیکن ٹیڑھی نگاہ والے سات دیکھتے ہیں۔

شرح

یہ منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کا ایک غلط استدلال یوں ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ سات زمینوں میں سے ہرزمین پر ایک نبی ہے اور ساتویں زمین پر محمد (ﷺ) ہیں حالانکہ اسی حدیث شریف میں نبوت کی کوئی بات نہیں ان لوگوں نے اپنے خیال سے ان سب کو نبی بنادیا اور پھر جو محمد نامی ہے وہ حضور اکرم ﷺ کے مثل (نظیر) کے طور بھی نہیں بلکہ من وجہ تشبیہ ہے جس سے ان بے عقلوں نے اس جملہ سے حضور اکرم ﷺ کا امکان النظیر ثابت کرلیا۔ علاوہ ازیں وہ حدیث قابل حجت بھی نہیں جیسا کہ فقیر نے پہلے تفصیل سے لکھا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس روایت کو اپنی اس مثنوی شریف میں منظوم بیان فرمائی ہے فقیر اس نظم کے ترجمہ کے بعد مکمل حدیث شریف لکھ کر علمی قاعدہ عرض کرتا ہے۔

قاعدہ

علم الاصول کا مسلم قاعدہ ہے کہ خبر واحد قرآن مجید کی نص کا معارضہ کرے اگر تاویل صحیح ہوسکتی ہے تو دونوں تطبیق دو ورنہ خبر واحد ساقط ہوجائے گی۔ ظاہر ہے کہ جس خبر واحد کا مولوی قاسم نانوتوی نے سہارا لیا ہے وہ آیۃ خاتم النبیین کی معارض ہے اس کی صحیح تاویل نہیں ہوسکتی لہٰذا اسے ساقط ہوجانا چاہیے جیسا جمہور اہل اسلام نے اسے ساقط الاعتبار کہا لیکن مولوی قاسم نانوتوی نے اسے ایسا جامہ پہنایا کہ خود ننگے ہوگئے۔

حل لغات ٦٧

احولان، احوال کی جمع بالفتح ٹیڑھی آنکھ والا یعنی وہ جسے ایک شے دو نظر آئے، بھینگا۔

ترجمہ

ٹیڑھی آنکھ والے ایک کو دو دیکھتے ہیں ایسے سات دیکھنے والوں سے امان در امان۔ (پناہ بخدا)

شرح

یہ ایک حکایت کی طرف اشارہ ہے جو مولانا عارف رومی قدس سرہ نے اپنی مثنوی شریف میں بیان فرمائی ہے۔

حکایت مثنوی

کسی اُستاد نے اپنے ایک بھینگے شاگرد سے کہا کہ یہاں آ۔ جب وہ شاگرد سامنے آیا تو استاد نے کہا کہ گھر سے وہ آئینہ اُٹھالا۔ بھینگا اسے کہتے ہیں جس کی نظر ٹیڑھی ہو اور جسے ایک چیز دو نظر آتی ہوں۔

چوں درونِ خانہ احول رفت زود　　　شیشہ پیش چشم او دومی نمود

جب بھینگا گھر کے اندر جلدی سے گیا تو اُسے ایک آئینہ کے بجائے دو آئینہ معلوم ہوئے۔

گفت احول زاں دو شیشہ بین کدام　　　پیش توآرم بگوشر حش تمام

تب بھینگے نے استاد سے کہا صاف صاف بتایئے کہ ان دونوں میں سے کون سا آئینہ میں آپ کے پاس لاؤں؟

گفت اُستاد آں دوشیشہ نیست روا　　　احولی بگزارد اقروں بیں مشو

اُستاد نے کہا وہ دو آئینے نہیں ہیں بھینگا پن چھوڑ دے اور ایک کو دومت دیکھ۔

گفت اے استا مرا طعنہ مزن　　　گفت اُستاذ آں دو یك را برشکن

بھینگے شاگرد نے کہا اے استاد آپ مجھے طعنہ نہ دیجئے آئینہ حقیقت میں دو ہی ہیں میرے بھینگے پن کا قصور نہیں ہے تو استاد نے کہا دونوں میں سے ایک توتوڑ ڈال چنانچہ اس نے جا کر توڑ دیا۔

چوں یکے بہ شکست ہر دوشد زچشم　　　مرد احول گردداز میلان وخشم

جب اس نے ایک آئینہ توڑ دیا تو دونوں اس کی نظروں سے غائب ہو گیا اسی طرح آدمی اگر چہ بظاہر بھینگا نہ ہو لیکن خواہش نفس اور غصہ اسے بھینگا بنا دیتا ہے یہاں تک کہ اُسے حق نظر نہیں آتا۔

شیشہ یك بود و بہ چشش دونمود　　　چوں شکست آں شیشہ را دیگر نبود

آئینہ ایک تھا مگر اس کی آنکھ سے دو دکھائی دیئے جب اس نے ایک کو توڑ دیا تو دوسرا بھی ٹوٹ گیا اب بھینگا بہت ڈرا اور اُستاد سے آکر کہا میں نے آپ کے فرمانے کے مطابق آئینہ تو ایک ہی توڑا تھا مگر دوسرا خود بخود ٹوٹ گیا اُستاد نے کہا کم بخت بھینگے آئینے دو نہیں تھے لیکن تیرے بھینگے پن کی بدولت تجھے دو نظر آئے۔ (مثنوی شریف)

فائدہ

جن کی باطنی آنکھ میں فتور اور ایمان کی آنکھ میں قصور اور بھینگا پن ہے وہ حکم خدا سے حکم رسول کو جدا سمجھتے ہیں اور جن کو اطاعت خدا اور اطاعت مصطفیٰ میں اپنے بھینگے پن کی وجہ سے تفریق نظر آتی ہے ان کے ہاتھ سے نہ صرف دامن رسالت چھوٹ جاتا ہے بلکہ توحید بھی چلی جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (پارہ ۵،سورۃ النساء، آیت ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بھینگا سامنے آئے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ ہمیں دیکھ رہا ہے حالانکہ وہ کسی دوسری طرف دیکھ رہا ہوتا ہے اسی طرح ایمان کے بھینگے بظاہر حضور اکرم ﷺ کو دیکھتے ہیں حالانکہ ان کی نظر کسی اور طرف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ (پارہ ۹،سورۃ الاعراف، آیت ۱۹۸)

اور انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔

یہی حال انبیاء و اولیاء بالخصوص حضور اکرم ﷺ کے تمام گستاخوں کا ہے۔

لطیفہ

عارف رومی گستاخِ نبوت کو "احول" بھینگے سے تعبیر کیا ہے اندھے و دیگر عوارض سے تعبیر کیوں نہیں فرمایا اس کی لطیف وجہ ہے وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے سب سے پہلے دشمن ابوجہل و ابولہب دونوں احول تھے۔ (معارف لابن قتیبہ)

امام احمد رضا قدس سرہ کی فراست

آپ نے بھی جب نجدیوں (وہابیوں) گستاخانِ نبوت کو للکارا ہے تو اندھے کہہ کر جیسا کہ فرمایا

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک   اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

یہ مشاہدہ بھی عینی اور یقینی ہے کہ ملک عبدالعزیز سے لے کر ملک فہد تک تمام سعودی فرمانروا احول ہیں اور دورِ حاضر ۱۴۱۶ھ تک ان کا مذہبی رہنما عبدالعزیز بن باز تو اندھا ہے ہی بلکہ دل کا بھی اندھا ہے اور شکل ایسی ڈراونی کہ فقیر کی ایک دفعہ اس کی تصویر پر نگاہ پڑی تو دیکھ کر ڈر گیا کسی سے معلوم کیا کہ یہ کس کی تصویر ہے؟ جواب ملا عبدالعزیز بن باز کی۔

حل لغات ٦٨

کج، ٹیڑھا۔

ترجمہ

ٹیڑھی آنکھ سے جب تم چاند کو دیکھو گے تو وہ یکتا ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے دو نظر آئے گا۔

شرح

پہلے بیت کی تائید میں ہے لیکن دراصل یہ بھی مثنوی کی ایک حکایت کی طرف اشارہ ہے وہ حکایت یہ ہے کہ سید عمر بن عبدالخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک شخص نے شور مچا دیا کہ چاند نظر آ گیا ہے حالانکہ تمام دیکھتے رہے کہیں بھی چاند کا نشان نہ تھا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اسے لایا گیا آپ نے اس کے ٹیڑھے ابرو کو سیدھا کر کے فرمایا اب دیکھ چاند نظر آتا ہے دیکھا تو نظر نہیں آ رہا۔ لوگ متعجب ہوئے اور خود وہ شخص بھی۔ آپ نے فرمایا دراصل اُسے اپنے ٹیڑھے ابرو چاند کی صورت میں نظر آتے تھے اب جب کہ میں نے اس کے ابرو درست کر دیئے اب کیا نظر آتے۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے جسے امام احمد رضا نے یہاں اپنی مثنوی میں اور عارف رومی نے اپنی مثنوی میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

فائدہ

اسی حکایت سے ملتی جلتی ایک اور حکایت ملاحظہ ہو۔

ایک عورت نے اپنے ایک شیر خوار بچے کی پیٹھ صاف کی تو اس کی انگلی پر کچھ نجاست لگ گئی۔ مغرب کا وقت تھا اور دوسرے روز عید تھی اچانک شور اُٹھا کہ چاند ہو گیا، چاند نظر آ گیا یہ عورت بھی چاند دیکھنے کو کوٹھے پر گئی اور عورتوں کی عادت کے مطابق ہاتھ کی وہی نجاست والی انگلی ناک پر رکھ کر چاند دیکھنے لگی چنانچہ اُدھر تو اسے چاند نظر آیا اور ادھر اُسے اپنی انگلی سے بدبو آنے لگی دیکھ کر کہنے لگی ارے توبہ اس سال عید کا چاند کیسا بدبودار ہے کہ ناک سڑی جا رہی ہے۔ ایک دانا عورت نے اس کا یہ مقولہ سن کر بغور دیکھا تو اصل واقعہ دیکھا کر کہنے لگی بہن چاند اور بدبو یہ کب ممکن ہے تیری اپنی ہی انگلی نجاست سے ملوث ہے پہلے اسے صاف کر پھر چاند دیکھ۔

فائدہ

ہمارے حضور اکرم ﷺ چاند ہیں جو بدبخت افراد اپنی بدعقیدگی کی نجاست سے ملوث نظروں سے اس مدینے کے چاند کو دیکھتے ہیں اور بزمِ خویش اس چاند میں کوئی عیب بیان کرتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ مدینہ کا چاند اور کوئی عیب معاذ

اللہ یہ کب ممکن ہے۔ حقیقت میں ان کی اپنی نظر ہی گندی ہے اور حضور کی تو وہ ذاتِ گرامی ہے کہ

خلقت مبرا من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہمارے لئے چاند ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شمائل جمیلہ وفضائل جلیلہ سے آراستہ کیا ہے اگر کوئی بدنصیب ان صاحبان نفوس قدسیہ کی جناب میں کوئی بے ادبی کا کلمہ کہتا ہے تو یقین کریں کہ یہ پاک حضرات اس کی گستاخی و بے ادبی سے بالکل منزہ ومبرا ہیں۔ گستاخ کی گستاخی خود اس کی اپنی بدعقیدگی کا مظہر ہے اور اسے یہ کہا جا سکے گا کہ صحابہ کرام واہل بیت عظام کو تمہاری اس گستاخی سے نقصان ہرگز نہیں ہاں تمہاری اپنی نظر ہی میں بدعقیدگی کی نجاست ہے اسی طرح آئمہ کرام واولیاء عظام کی بھی شانیں ہیں خدا نے اپنے مقربین کو بڑے مدارج عطا فرمائے ہیں جو اللہ والوں کی جناب میں کوئی گستاخی کا کلمہ کہیں ان پر لازم ہے پہلے اپنی انگلی کو دیکھ لیا کریں پھر انگشت نمائی کریں۔

ابوجھل کی گستاخی

ابوجہل نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر کہا تھا کہ دنیا میں آپ سے بڑھ کر قبیح شکل کوئی نہیں آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ صدیق اکبر نے کہا دارین میں آپ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں آپ نے انہیں بھی فرمایا تو نے سچ کہا آپ سے وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوجہل کو اپنا قبح نظر آیا اور ابوبکر کو اپنا حسن نظر آیا۔

فائدہ

انبیاء واولیاء میں کوئی نقص وعیب نہیں جو لوگ ان کے نقائص وعیوب بیان کرتے ہیں یہ ان کے اپنے عیوب ہیں۔

ترجمہ ۷۰

جب تو نے آنکھ کو سیدھا کیا اور حجاب اُٹھ گیا تو اب چاند چمکدار ایک نظر آیا اس کا یہی ایک جواب ہے۔

حل لغات ۷۱

یاوہ گو، بیہودہ گو۔

ترجمہ

اپنے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں تو اپنی آنکھ کو سیدھا کرا ے بکواس کرنے والے سات دیکھنے والا نہ ہو۔

شرح

اس بیت میں منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو خیر خواہانہ نصیحت فرمائی ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا زندگی بھر طرۂ امتیاز رہا کہ مخالف سے اپنی استطاعت اور تماحد امکان خیر خواہانہ طور انہام و تفہیم فرماتے مثلاً علامہ مولانا انوار اللہ مرحوم حیدر آبادی سے مسئلہ اذان پر اختلاف ہوا تو نیاز مندانہ خطوط لکھے نہ صرف ایک بلکہ متعدد اور لہجہ ایسا جیسے کوئی شاگرد استاد کو یا مرید مرشد کو لکھ رہا ہوں اور ادھر روکھے خشک جواب ملنے پر بھی آپ نے اپنا لہجہ نہ بدلا اگر مولانا مرحوم اپنے مؤقف سے نہ بدلے لیکن آپ نے تو افہام نے تو افہام و تفہیم میں کوئی کمی نہ فرمائی ملاحظہ ہو" معارفِ رضا ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۲ء کراچی صفحہ ۹۱ تا ۹۸"

مضمون نگار آخر میں لکھتے ہیں

اپنے ان مکتوبات گرامی میں امام احمد رضا نے جس جذبۂ اخلاص خیر اندیش اور انکسار و تواضع کے ساتھ اتمام حجت کے مراحل سے اپنے آپ کو گزارا ہے اس کی مثال کسی مصلح کی زندگی میں مشکل ہی سے ملے گی بجائے اس کے کہ امام احمد رضا کی اس ادائے دلنوازی اور اس کرشمہ دلیری پر لوگ اپنی جان چھڑ کتے اپنے محسن ہی پر طعنہ زن ہو گئے اگر امام احمد رضا کی ناز برداری یاد رکھنے کے قابل ہے تو لوگوں کی ہٹ دھرمی بھی بھولنے کی چیز نہیں۔

مزیدبرآں

مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر بھی آپ کے ہم مسلک تھے وہ بھی آپ کی طرح وہابیوں دیوبندیوں کا رد کرتے ان کی اس موضوع پر متعدد تصانیف ہیں ان کے لئے اتنی جدو جہد فرمائی اور مسئلہ اذان فی المسجد فقہی مسئلہ تھا لیکن آپ کا مشہور حریف تھانوی جس سے حفظ الایمان میں کفری عبارت صادر ہوئی اسے متعدد بار رجسٹریاں کیں مسئلہ کی تحقیق پر دلائل کے انبار لگا دیئے جو کہ وہ مستقل تصانیف بن گئیں اور القاب و آداب کی بھی کمی نہ کی اگر چہ وہ نہ مانا لیکن آپ نے تو اپنی جدو جہد میں کمی نہ کی۔ ایسے ہی مولانا عبدالباری فرنگی محل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوا۔ الحمد للہ کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کر گئے اور توبہ نامہ بھی شائع فرمایا۔ ایسے ہی درجنوں راہ سے بھٹکے ہوؤں کے لئے آپ کی مساعی مشہور ہے جن کی تفصیل آپ کی سوانح حیاتِ مبارکہ میں ہے۔

حل لغات ۷۲

متن نہی ازتنید ن جولا ہے کا کام پسارنا۔

ترجمہ

اے بھائی دامن مصطفیٰ ﷺ کو پکڑ، نفس بد کے ٹیڑھا پن پر کوئی اور دوسرا کام نہ پسار۔

شرح

اس میں اور آنے والے بیت میں کامیابی کا اصلی اور صحیح طریقہ بتایا ہے جس کے متعلق قرآنِ پاک نے یوں ارشادفرمایا

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

اوراگر جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اوررسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والامہربان پائیں۔

فائدہ

اسی آیۃ کے علاوہ قرآنِ حکیم کی مزید کئی آیات ہیں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضر ہوا اورعرض کیا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے تو سرورِدوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا جاؤوضوکرواور دورکعت پڑھ کریہ دعامانگو

اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم فشفعہ (جذب القلوب صفحہ ۲۲۰، ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۰، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۷، طبرانی شریف، مستدرک جلد ۱ صفحہ ۵۱۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، شفاء جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہوجائے یارب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رحمت عالم ﷺ نے اپنی امت کو اپنے دامن سے وابستگی کا طریقہ خود سکھایا اور وہ دینوی مشکلات میں سے سخت مشکل یعنی حصول بینائی۔ اس حدیث شریف کی مزید تفصیل اور سندات اور سوالات وجوابات فقیر کی کتاب ''ندائے یارسول اللہ'' میں پڑھئے۔

معمول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص کو امیر المومنین خلیفہ سوم خلیفۂ برحق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضروری کام تھا جو کہ پورا نہیں ہوتا تھا حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے سائل نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا علاج دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو

اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجھت بک الی ر حاجتی ھذہ لتقضی اللھم فشفعہ (جذب القلوب صفحہ ۲۲۰، ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۰، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۷، طبرانی شریف، مستدرک جلد ۱ صفحہ ۵۱۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، شفاء جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہو جائے یارب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس کے بعد خلیفۂ وقت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا دربان آگے بڑھا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو خصوصی جگہ پر بٹھایا اور اس کی حاجت پوچھی اور اس کو پورا فرمایا نیز فرمایا جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو میرے پاس آنا میں اس کو پورا کردوں گا۔ سائل خوشی ومسرت کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا ''جزاک اللہ خیراً'' میں نے وہ دعا پڑھی اور کام ہو گیا حالانکہ اس سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ (طبرانی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مصر)

فائدہ

اس روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین حضرات سرکارِ دو عالم ﷺ کے انتقال کے بعد مشکل اور پریشانی کے عالم میں یا محمد یارسول اللہ ﷺ پکارتے تھے اور پکارنے سے ان کی مشکلیں اور مصائب حل ہو جاتے تھے۔

تاحال وہی حال

یہ وظیفہ نہ صرف زمانۂ خیر القرون تک تھا بلکہ صحابہ کرام اور تابعین کے اس مجرب وظیفہ کو محدثین عظام علیہم الرحمۃ نے جب حدیث کی مستند کتابوں میں درج فرمایا تو اس امت محمدیہ کے مشہور محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور تصنیف لطیف حصن حصین میں اس وظیفہ کو مشکل، پریشانی اور حاجت طلب کرنے کے لئے پڑھنے کی ترکیب ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں

من کانت له ضرورة فلیتوضاء فیحسن وضوءه ویصلی رکعتین ثم یدعوا

جس کی کوئی ضرورت یا حاجت ہو پس وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے

اللھم انی اسألک واتوجه الیک بمحمد نبی الرحمة یا محمد انی قد توجھت بک الی ر

حاجتی ھذه لتقضی اللھم فشفعه

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہو جائے یارب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

ازالۂ وھم

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کی عادت ہے کہ خواہ مخواہ ایسے موقعہ پر حدیث کو ضعیف کہہ دیتے ہیں ممکن ہے یہاں بھی کہہ دیں اس کے لئے عرض ہے کہ حضرت محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب حصن حصین کے دیباچہ میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں جو احادیث شریفہ جمع کی گئی ہیں وہ سب صحیح احادیث شریفہ ہیں اس میں کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے۔ ابن جزری کے اصل الفاظ یہ ہیں

اخرجته من الاحادیث الصحیحة ابرزته عدة عندکل شدة وجزدته جنة تقی من شرالناس والجنة

اس کا ترجمہ نواب قطب الدہلوی علیہ الرحمۃ نے اس طرح کیا ہے

نکالا میں نے اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے ظاہر کیا میں نے اس کو درحالیکہ سامان ہے نزدیک ہر سختی کے اور خالص کیا میں نے اس کو درحالیکہ ڈھال ہے بچاتی ہے بُرائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ (حصن حصین مترجم صفحہ ۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

خدرت رجل اب عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیک فقال یامحمد (ادب المفرد صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ مصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا تو ایک شخص کو یاد کریں جو آپ کو سب سے محبوب ہے تو انہوں نے کہا یا محمد۔

شفاء شریف کی روایت

بارگاہِ نبوی کے حضوری حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شفاء شریف میں اسی روایت کو اس طرح نقل فرمایا ہے

وروی أن عبد اللہ بن عمر خدرت رجلہ فقیل لہ اذکر أحب الناس إلیک یزل عنک فصـ محمداہ فانتشرت. (شرح شفاء جلد ۲ صفحہ ۴۱، جلد ۲ صفحہ ۱۸، نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۷)

روایت ہے کہ بیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سن ہوگیا پس ان کو کہا گیا کہ اس کا ذکر کرو جو تجھے زیادہ محبوب ہے پس انہوں نے یا محمداہ کہا تو پاؤں مبارک کھل گیا۔

فائدہ

یہی طریقہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی صحیح روایات کے ساتھ مروی ہے تفصیل دیکھئے "ندائے یارسول اللہ"

جنگوں میں پکارا یارسول اللہ ﷺ

ابن جریر وابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ

ان الصحابة بعد موت رسول اللہ ﷺ کان شعارهم فی الحروب یامحمد (تاریخ ابن جریر والبدایہ والنہایہ)

بیشک صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضور اکرم ﷺ کے انتقال کے بعد جنگوں میں یا محمد پکارنا شعار اور طریقہ تھا۔

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاھد کا یامحمد ﷺ پکارنا

تاریخ فتوح الشام میں ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر قنسرین سے لڑائی کے ارادہ سے بھیجا کعب بن حمزہ کی لڑائی یوقنا سے ہوئی اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو یوقنا کے پانچ ہزار سپاہیوں نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج پر حملہ کر دیا تو اس وقت حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارتے تھے

یامحمد یامحمد یا نصراللہ انزل. (فتوح الشام صفحہ ۲۹۸)

اے محمد مصطفیٰ اے محمد مصطفیٰ ﷺ اے اللہ تعالیٰ کی مدد نزول فرماؤ تشریف لاؤ۔

حل لغات ۷۳

تشبث، مضبوطی سے پکڑنا۔ ذیل، دامن، نیچے، نیچے کا حصہ۔ سوگند، قسم۔

ترجمہ

جا دامن مصطفیٰ مضبوطی سے پکڑ تجھے خدا کی قسم اس ٹیڑھا پن کو چھوڑ۔

شرح

اسی پہلے بیت کا بیان اور مخالف کو آخری اور الوداعی نصیحت ہے۔

ترجمہ ۷٤

ہم نے تمہیں بہت نصیحتیں کی ہیں اب ہم اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو گئے اور ہم پر صرف پیغام پہنچانا تھا وہ پہنچا دیا۔

شرح

مخالف کو وعظ کے اختتام پر سنت نبوی کی یاددہانی کی ہے کہ حضور ﷺ جب مخالفین اسلام کو ہر طرح سے سمجھا کر فارغ ہوتے جب دیکھتے کہ مخالف دلائل و براہین بلکہ معجزات کو دیکھ کر بھی نہیں مان رہا تو آخر میں فرماتے

وما علینا الا البلاغ

اسی سنت پر عمل فرمایا کہ آخر میں کہا

وما علینا یا اخی الا البلاغ

ترجمہ ۷۵

فضائل اور قربِ خداوندی میں اس شہنشاہ دو عالم ﷺ جیسا دونوں عالم میں کوئی نہیں۔

شرح

یہ امتناع النظیر تقریر ہے جو دو دو دلیلوں پر مشتمل ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے وہ فضائل جو صرف آپ سے مخصوص ہیں وہ نہ کسی نبی علیہ السلام کو نصیب اور نہ کسی فرشتے کو جس کی تفصیل خصائص کی تصانیف میں ہے تبرکاً چند خصائص یہاں عرض کر رہا ہوں۔

(۱) جو کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمائی اس کی حفاظت اپنے ذمہ کر لی ہے قرآن ہر شی کا جامع (اور ہر شی کی تفصیل ہے) اپنے غیر سے بے پرواہ کرنا والا ہے اور یاد کرنے کے لئے آسان ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارجِ النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹)

(۲) حضور ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے حضور کے دشمنوں کو خود جواب دیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۳) مولیٰ کریم نے حضور ﷺ کی تابعداری کو عالم پر لازم قرار دیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۴) حضور ﷺ امام القبلتین وصاحب ہجرتین ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۵) آپ ظاہر و باطن پر حکم کرنے کے جامع ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۶) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے وحی کی تمام قسموں سے کلام فرمایا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۷) حضور اکرم ﷺ کے عشق میں کھجور کا خشک تنا رو پڑا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۳۶)

قربِ خداوندی

یہ دلیل بھی ایسی مضبوط ہے کہ جسے مخالف کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا قرب کا یہ حال ہے کہ

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (زرقانی)

میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس میں نہ ملک مقرب کو گنجائش نہ کسی نبی مرسل کو۔

اور شب معراج کا قرب نص قرآنی میں موجود ہے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۸)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

فائدہ

اس میں محبوبِ امین اور رب العالمین میں انتہائی قرب بتانا مقصود ہے اہل عرب انتہائی نزدیکی بیان کرتے ہیں تو یہ ہی کہا کرتے ہیں کہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں تک پہنچ گیا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جب کسی کو آغوشِ محبت میں لینا ہوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کی کمانیں ملا کر دائرہ بنا لیتے ہیں اور بیچ میں محبوب کو لے کر گلے لگاتے ہیں یعنی رحمت الٰہی نے اپنے محبوب کو اپنی آغوش میں لے کر ایسا گلے لگایا جیسے پیارا پیارے سے گلے ملتا ہے یا جیسے دائرہ مرکز کو اپنے میں لے لیتا ہے۔ خیال رہے کہ دو کمانوں کے ملنے سے دائرہ بن جاتا ہے اس وقت نظارہ یہ تھا کہ جہاں طرف رحمت خدا نورِ خدا بیچ میں حضور اکرم ﷺ تھے۔

فائدہ

آیت " دَنَا فَتَدَلّٰی سے علماء نے حضور اکرم ﷺ کے قربِ الٰہی کے متعلق خوب لکھا ہے۔ فقیر یہاں صدر الافاضل رحمہ اللہ کی تفسیر پر اکتفا کرتا ہے۔ اس میں چند قول ہیں ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج و وصول مراد ہے اور اتر آنے سے نزول و رجوع تو حاصلِ معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ربُّ العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے مقربِ درگاہ ربوبیّت ہو کر سجدہِ طاعت ادا کیا۔ (روح البیان)

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہوا جبار رب العزت الخ۔ (خازن)

یہ اشارہ ہے تاکید قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احباء میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنی غایت کو پہنچی۔

اکثر علماءِ مفسرین کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وحی فرمائی۔ (جمل)

حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی یہ وحی بے

واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ خدا اور رسول کے درمیان کے اسرار ہیں جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں ۔بقلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خَلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب کو کیا وحی فرمائی اور محبّ ومحبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(روح البیان)

حل لغات ۷٦

مہتدی، ہدایت پانے والا ، راہ راست پر چلنے والا ۔

ترجمہ

اس کی مثل سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی بھی نہیں اے ہدایت پانے والے اس سے صرف اس کا خدا تعالیٰ ہی برتر ہے۔

شرح

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مصرعہ اُولیٰ پر اعتراض پڑتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ کی مثل کہہ دیا دوسرے مصرعہ میں اس کا ازالہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی مثل نہیں حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بعد بے مثل ہیں۔مصرعہ اولیٰ میں یکتائی مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ خدائی میں بے مثل ہیں مصطفیٰ ﷺ مصطفائی میں ۔کتب سیر میں حضور اکرم ﷺ کے بعض خصائص ایسے ہیں جو نہ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوئے نہ کسی ملک مقرب کو۔

حل لغات ۷۷

محتشم صاحب خدم وحشم یعنی جس کے پاس نوکر اور دولت ہو یہاں مطلق محترم ومعظم کے معنی میں ہے۔ظلم (بضم الظاء وبفتح اللام)ظلمت تاریکی کی جمع (غیاث)

ترجمہ

اے محترم سابقین انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام رات اور تاریکیوں میں شمع ہدایت تھے۔

ترجمہ۷۸

اندھیریوں اور ظلم وزیادتی میں ان کی قوم ہر ایک اپنے نبی علیہ السلام سے روشنی لیتی رہی۔

ترجمہ۷۹

خاتمیت کا آفتاب بلند ہوا سورج آیا تو تمام شمعیں خاموش ہوگئیں۔

شرح

یہ تینوں اشعار قطعہ بند ہیں مطلب ظاہر ہے کہ سابقہ زمانوں میں بے شمار انبیاء ورسل علیہم السلام تشریف لائے سب کے سب خاموش ہوگئے۔

نکتہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شمعیں بجھ جانے کے بجائے خاموش ہوگئیں کا لفظاً ادباً اور صحیح اعتقاد کے اظہار کے لئے فرمایا ہے کہ بجھ جانے والی شے مٹ جاتی ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء ورسل علیہم السلام زندہ ہیں اور اب بھی فیض پہنچا سکتے ہیں لیکن آفتابِ خاتمیت ﷺ کے ازراہ ادب خاموش ہیں اسی کو امام بریلوی قدس سرہ نے اپنے نعتیہ کلام میں یوں ادا فرمایا ہے

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے　　　پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

یہاں بھی یہی فرمایا ہے وہ ستارے چھپ گئے یہ نہیں کہ وہ مٹ گئے (معاذ اللہ) اس کی مزید تشریح فقیر کی شرح حدائق جلد چہارم میں ملاحظہ ہو۔

مسئلہ

اگرچہ روایات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار دوسری میں دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل کرام علیہم السلام کی تعداد کا ذکر ہے۔ (نبراس) لیکن چونکہ وہ روایات ضعیف ہیں ان پر عقائد کا ترتب نہیں ہوسکتا اس لئے ہمیں مجملاً عقیدہ رکھنا ہوگا کہ ہمارا تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان ہے۔

عقیدہ

حضور اکرم ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السلام حقیقی زندگی سے زندہ موجود ہیں جہاں چاہیں تشریف لے جائیں اور جیسے تصرف فرمائیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ''تنویر الحلک فی رؤیۃ النبی والملک'' ان کے فیض سے فقیر کا ایک رسالہ مشہور ہے ''تحفۃ الصلحاء فی رویۃ الانبیاء فی الیقظہ والرؤیاء'' تبرکاً چند حوالے حاضر ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنویر الحلک میں لکھتے ہیں

رؤیة ذات النبی ﷺ بروحه وجسده لانه وسائر الانبیاء رؤت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فی الخروج من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلوی وسفلی ولا مانع ان یراه کثیرون فی وقت واحد لانه کالشمس واذا کان القطب یملا الکون کما قال تاج ابن عطاء اللہ فما بالنبی ﷺ

حضور اکرم ﷺ کا روح اور جسم مبارک کے ساتھ دیدارِ حق ہے اس لئے کہ آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام بعد قبض ارواح کے ان کی ارواح انہیں واپس لوٹائی جاتی ہیں انہیں اپنے مزارات سے باہر تشریف لے جانے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف کی عام اجازت ہے اور اس سے کوئی شے مانع نہیں کہ ایک ہی وقت میں بے شمار لوگ ان کی زیارت کریں کیونکہ وہ سورج کی مانند ہیں علاوہ ازیں جب ایک قطب وقت جملہ عالم کو پُر کرسکتا ہے جیسے تاج ابن عطاء اللہ نے فرمایا تو پھر نبی کریم ﷺ کے لئے تیرا کیا خیال ہے کہ وہ اس سے بڑھ کر کمال نہیں رکھتے۔

وقال القاضی شرف الدین هبة اللہ بن عبد الرحیم البارزی فی کتاب توثیق عری الإیمان قال البیهقی فی کتاب الإعتقاد الأنبیاء بعد ما قبضوا ردت إلیهم أرواحهم فهم أحیاء عند ربهم کالشهداء ، وقد رأی نبینا صلی اللہ علیه وسلّم لیلة المعراج جماعة منهم وأخبر وخبره صدق أن صلاتنا معروضة علیه وأن سلامنا یبلغه ، وأن اللہ تعالی حرم علی الأرض أن تأکل لحوم الأنبیاء

(الحاوی صفحہ ۲۴۴)

قاضی شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "توثیق عری الایمان" میں لکھا کہ انبیاء علیہم السلام کے وصال کے بعد ان کے ارواح انہیں واپس دیئے جاتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے شب معراج انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھا پھر اس کی ہمیں خبر بھی دی اور آپ کی خبر صادق ہے اور ہمارے سلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کا کھانا حرام فرمایا ہے۔

ترجمہ ۸۰

نورِ حق مشرق بے مثلی سے چمکا جملہ عالم نے اس کی چمک سے مراد پائی۔

شرح

چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام میں جو ظاہری و باطنی نورانیت و روحانیت نظر آتی ہے وہ

سب اسی منبع النور، سرچشمۂ فیض و برکت سے مستفاد ہے۔ علم و ہدایت اور نور و بصیرت کی تمام جلوہ سامانیاں اسی ذاتِ قدسی صفات کا فیضانِ کرم ہے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حل لغات ۸۱

دفعتہً، اچانک، ''لامثل لہ'' اس کی مثل کوئی نہیں۔

ترجمہ

اچانک ہر زبان سے ان کی مدح (تعریف) میں شور اُٹھا کہ ان کی مثل کوئی نہیں۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق حضور اکرم ﷺ کو بے مثال اور بے مثل مانتی ہے صرف چند بدقسمت لوگوں کو انکار ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

مامن شئی الا ویعرفنی انی رسول اللہ الا مردۃ الجن والانس. (شفاء)

کوئی شے ایسی نہیں جو مجھے نہ پہچانتی ہو سوائے سرکش انسانوں اور جنوں کے۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

اونٹ کی فریاد

حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر میں حضور اکرم ﷺ کے تین معجزے دیکھے پہلا معجزہ ہم سیر کرتے ہوئے ایک ایسے اُونٹ کے پاس سے گزرے جس سے پانی کھینچا جاتا تھا اونٹ نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر آواز بلند کی اور فریاد کی اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور اکرم ﷺ اس کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے پس مالک آپ کے پاس آیا فرمایا اس کو بیچ دے میرے ہاتھ مالک نے عرض کی یا رسول اللہ بلکہ ہم آپ کو ہبہ کرتے ہیں مگر یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے جن کا گزارا سوائے اس اونٹ کے اور کوئی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بہر حال جو تو نے اونٹ کا حال بیان کیا لہٰذا میں تجھ سے خریدنے کی طلب نہیں کرتا لیکن اس کی خبر گیری کے متعلق تجھے وصیت کرتا ہوں۔

فانہ مشکی کثرۃ العمل وانہ العلف فاحسنوا علیہ

کیونکہ اس نے زیادتی کام اور کمی چارہ کی شکایت کی ہے تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

استن حنانہ

مذکورہ واقعہ سے معجزۂ استن حنانہ کی یاد تازہ ہوگئی ہے جو کہ لکڑی کا خشک ستون تھا جس کے ساتھ ٹیک لگا کر نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر شریف بننے کے بعد آپ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ مٹی کے مذکورہ واقعہ کی طرح آپ کی جدائی میں اتنی دردناک آواز سے رویا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے پاس تشریف لا کر جب اسے اپنے ساتھ لگایا تو تب اس کو سکون آیا پھر آپ نے اسے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں لگا دوں جہاں صالحین تیرا پھل کھائیں اور اگر چاہے تو تجھے یہیں پہلے کی طرح پھل دار درخت بنا دوں پس اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷)

مولانا روم علیہ الرحمہ نے فرمایا

استن حنانه از هجر رسول نعره می زد همچون ارباب عقول

خاکِ طیبہ

یہ واقعہ ایک مستند بزرگ نے سنایا کہ ایک صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے واپسی پر مدینۃ النبی ﷺ کی مٹی کھود کر ایک کپڑے میں باندھ لائے۔ نیت یہ تھی کہ جب میں مر جاؤں تو یہ مٹی میرے کفن میں رکھ دینا۔

محبوبِ خدا کے شہر کی مٹی حاجی صاحب نے ادب احترام کے ساتھ ایک کپڑے میں لپیٹ کر صندوق میں رکھ دی چند ماہ بعد حاجی صاحب نے صندوق کھولا تو مٹی گیلی حالت میں ملی۔ حاجی صاحب نے تعجب کیا کہ یہ خشک مٹی میں نے خود ہاتھ سے کھود کر کپڑے میں باندھی پھر یہاں آ کر صندوق میں بند کر کے تالا لگایا چابی اپنے پاس رکھی پھر یہ مٹی کس طرح گیلی ہوگئی؟ حاجی صاحب نے وہ مٹی دھوپ میں پھیلا کر خشک کی اور پھر صندوق میں رکھ دی کچھ دنوں کے بعد پھر مٹی کو دیکھا تو گیلی تھی انہوں نے پھر دھوپ میں خشک کی اور صندوق میں رکھ دی مگر کچھ دنوں بعد تیسری مرتبہ مٹی کو دیکھا تو پہلے سے بھی زیادہ گیلی تھی حتیٰ کہ کپڑا ابھی پانی سے تر تھا۔ حاجی صاحب بہت پریشان ہوئے کہ مٹی خود بخود گیلی کیسے ہوگئی۔ وہ ایک بزرگ کے پاس گئے جو نہایت متقی اور پرہیز گار تھے حاجی صاحب نے ان کو پورا واقعہ سنایا تو وہ بزرگ آدمی تڑپ کر کھڑے ہوگئے اور رو کر فرمایا حاجی صاحب اس مٹی کو جہاں سے لائے تھے فوراً وہیں پہنچا دو۔ دیر نہ کرنا کہیں مٹی کی فریاد پر کوئی غضب نہ ڈھا دے کیونکہ یہ مقدس مٹی مدینہ کی جدائی میں روتی ہے اور اپنے آنسوؤں سے گیلی ہو جاتی ہے۔

اس مقدس مٹی کو مدینہ طیبہ میں جلد پہنچا دو کہیں اس کی اشکبار بے قراری سے ہم پر کوئی آفت نازل نہ ہو جائے۔ (دیوبندی ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ۷ا کتوبر ۱۹۸۹ء)

انتباہ

اسی لئے علماء کرام نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ کی ہر وہ چیز جو مدینہ پاک کی اصلی ہے سوائے کھجور کے اور کوئی شے اپنے ملک میں نہ لے جائے کیونکہ اس شے کو مدینہ پاک کی جدائی ناگوار ہے اور اس سے حضور اکرم ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

حل لغات ۸۲

شپر، چمگاڈر، عناد، سرکشی، ہٹ، ضد۔

ترجمہ

لیکن چمگاڈر ضد اور ہٹ دھرمی سے اسے نہ مانا اے پروردگارِ عالم یہ اندھا جہاں میں نہ ہو (مٹ کر فنا ہو جائے)

شرح

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کی مثال چمگاڈر سے دی ہے خوب ہے اس لئے آفتاب کے نور انکار چمگاڈر کے سوا اور کسی کو نہیں ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کے کمالات سورج سے بھی زیادہ روشن ہیں جیسے انسان کے علاوہ جنات، حیوانات، نباتات، اشجار، احجار خدائی کا ذرہ ذرہ معترف ہے لیکن یہ بدقسمت مانتا ہی نہیں تو یوں کہو کہ چمگاڈر سے بھی بدتر ہوا۔

کیونکہ چمگاڈر بھی حضور اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات کو مانتا ہے اور بد بخت انسان خود کو امتی کہلوا کر آپ کے فضائل و کمالات کا انکار کرتا ہے۔

حل لغات ۸۳

ربانیین، رب والے، ربانی کی جمع، رب کی طرف منسوب۔ مزرع، کھیتی، کھیت۔

ترجمہ

یہ رب والے (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آنکھوں والے ان کے دل کی کھیتیاں آپ (ﷺ) کے فیض سے بہرہ یاب ہوئے۔

شرح

یہاں صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مراد ہوں تو ظاہر ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ (ﷺ) کا فیض انبیاء علیہم

السلام نے بھی پایا۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

وقیل رأی مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول الله فتشفع به وإذا أطلقت الکلمة علی عیسی علیه السلام فلتطلق الکلمات علی الروح الأعظم والحبیب الأکرم صلی الله تعالی علیه وسلم فما عیسی بل وما موسی بل وما وما إلا بعض من ظهور أنواره وزهرة من ریاض أنوا(روح المعانی پارہ ۸ صفحہ ۲۱۷)

حضرت آدم علیہ السلام نے عرشِ معلیٰ کے پائے پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا دیکھا تو اس اسم مبارک کو شفیع بنایا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلمے کا اطلاق ہوا تو جو روح اعظم اور حبیب اکرم ﷺ ہیں ان پر کلمات کا اطلاق کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سب اسی نورِ اعظم (محمد مصطفیٰ ﷺ) کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے

انبیا اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اور اولیاء کرام تا حال الیٰ یوم القیامۃ آپ (ﷺ) سے فیض پا رہے ہیں اور پاتے رہیں گے۔

ترجمہ ۸۴

بادل (رحمت) نے آکر ان کی کھیتیاں سرسبز فرما دیں ان کی خشک کھجوروں کو شاداب بنا دیا۔

شرح

یہ بیت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خوب جچتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کیا تھے لیکن جونہی اس فیض و کرم کے دریا سے سیراب ہوئے تو رشک قدوسیان و کروبیاں بن گئے۔

اس بیت میں امام احمد رضا قدس سرہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

ترجمہ ۸۵

حق تعالیٰ نے یہ صاف و شفاف بادل بھیجا تاکہ وہ ہمیں پائے فرمائے اور ہماری قلبی نجاستیں لے جائے۔ (مٹا ڈالے)

شرح

آیت تزکیہ کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے پارہ ۴ سورۂ آل عمران میں فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

فائدہ

آیت سے معلوم ہوا کہ پاکی صرف نیکیوں سے حاصل نہیں ہوتی یہ نیکیاں تو پاکی کے سبب ہیں پانی نگاہ کرم مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔ نیکیاں تخم ہیں اور حضور کی نگاہ کرم رحمت کا پانی بغیر پانی تخم بے کار ہے جیسے کہ شیطان کی عبادت بے کار ہوئیں لہٰذا کوئی متقی اور ولی حضور سے بے نیاز نہیں ہوسکتا (بلکہ ہر نیکی کرنے والا جب تک آپ کے براہ راست فیض کا قائل نہیں تو نہ اس کا ایمان قابلِ قبول ہے نہ اس کی کوئی نیکی)

حکایت

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کامل ولی نے جب مذکورہ بالا عقیدہ کا اظہار فرمایا تو ایک خشک زاہد بول پڑا کہ اب حضور اکرم ﷺ سے واسطہ و رابطہ کی کیا ضرورت ہے جب کلمہ پڑھ لیا اور عبادت بتوفیق ایزدی نصیب ہوتی ہے اور بس۔ اس ولی کامل نے فرمایا تو اس رابطہ کا قائل نہیں تو کیا میں تیرا کنکشن کٹوا دوں۔ خشک زاہد نے کہا جب کنکشن ہے نہیں تو کٹے گا کیا اس ولی کامل نے اس وقت بذریعہ مکاشفہ اس کے کنکشن توڑنے پر توجہ فرمائی تو وہ فوراً بے ایمان ہوکر عیسائیوں سے جاملا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

نکتہ

ہمارے عقیدہ ہے کہ اب بھی کسی کو تزکیہ نصیب ہوتا ہے تو حضور اکرم ﷺ کی نظر کرم سے اسی سے اختلافی مسائل بآسانی حل ہوتے ہیں۔

(۱) حیاتِ حقیقی ثابت ہوئی اس لئے کہ جب کپڑا بغیر دھونے والے کے نہیں ہوسکتا اور اسے زندہ ہی دھوسکتا ہے تو پھر جملہ عالم کا تزکیہ زندہ نبی ﷺ ہی کرسکتا ہے۔

(۲) حاضر و ناظر شے کا پاک کرنے والا اگر دور ہو تو شے کیسے پاک ہو سکتی ہے اس سے لازماً ثابت ہوا کہ ہمارے مزکی ﷺ ہمارے قریب ہیں۔

(۳) علم غیب اس لئے کہ شے کی پلیدی کا علم ہو گا تو پاک کی جا سکے گی ورنہ لاعلمی میں تو کچھ نہ ہو سکے گا اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اپنا بھی اتنا علم نہیں جتنا ہمیں ہمارے آقا ﷺ جانتے ہیں۔

(۴) تصرف و اختیار ظاہر ہے کہ شے کا پاک کرنا اس وقت ہو گا جب وہ شے ہاتھ میں ہو اگر شے ہو دوسرے کے قبضے میں اور تم سے لے بھی نہیں سکتے تو اسے خاک کرو گے بلا تمثیل سمجھئے کہ ہمارے حضور اکرم ﷺ باذنہٖ تعالیٰ متصرف و مختار ہیں۔

(۵) نور علیٰ نور ورنہ اتنی بڑی مخلوق کا تزکیہ بشریت کی طاقت سے باہر ہے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ بشر ہو کر نور علیٰ نور بھی ہے۔

فافهم ولا تكن من الوهابيين

حل لغات ۸۶

رعد، بجلی کی گڑگڑاہٹ، گرج۔

ترجمه

آپ (ﷺ) بارش دراصل رب تعالیٰ کی رحمت ہیں اور اس کی عام گرج کا شور ہے کہ میں ہی ہدایت والی رحمت ہوں۔

شرح

"رحمة مهداة انا" یہ حدیث کا اقتباس ہے۔

ترجمه ۸۷

آپ (ﷺ) کی رحمت عام تمام اشیاء کے لئے ہے لیکن فضل خاص صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔

شرح

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

کی طرف مصرعہ اول میں اشارہ فرمایا اور دوسرے مصرعہ میں

حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ (پارہ ۱۱،سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸)

تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

کی طرف اشارہ ہے۔آیۃ اولیٰ کی تفسیر مختصراً عرض ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ○ (پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

دین اسلام کے عالمگیر اور تمام دنیا کا مذہب ہونے پر اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ سب کا معبود رب العالمین ہے جو تمہار جہانوں کا پالنے والا ہے اور اس کا محبوب رحمۃ للعالمین ہے جس کی رحمت تا قیامت تمام جہانوں کے لئے ہے آپ کی رحمت اور آپ کی خیر خواہی کسی خاص قوم اور ملک کے لئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کی طرح اس کے حبیب کی رحمت بھی عام ہے اور آپ کی ہی ذات وہ ذات ہے جس نے آ کر غفلت میں پڑی ہوئی دنیا کو خبر دار کیا اور اسے وہ علم دیا جو حق و باطل کا فرق واضح کرتا ہے اور بالکل غیر مشتبہ طریقے سے بتاتا ہے کہ انسان کے لئے تباہی کی راہ کون سی ہے اور سلامتی کی راہ کون سی ہے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا جس کی تاریخ شاہد ہے۔

اس آیت سے غزالی زمان العلامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انوکھے طریق سے اپنے مسلک حق اہل سنت کے لئے استدلال فرمایا ہے جس میں حیاۃ و حاظر و ناظر، علم غیب اور مختار کل اور استمداد جیسے مختلف فیہ مسائل کا آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔آپ کی تقریر متعدد رسائل میں شائع ہوئی تبرکاً فقیر کی شرح مثنوی شاہ احمد رضا میں عرض کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ○ (پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کے نزدیک یہ امر قطعی ہے کہ اس آیۃ کریمہ میں کاف خطاب سے مراد حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ ہے اور یہ امر بھی واضح ہے کہ رحمۃ للعالمین ہونا حضور اکرم ﷺ کا وصف خاص ہے یعنی حضور ﷺ کے علاوہ کوئی رحمۃ للعالمین نہیں ہوسکتا جس کی دلیل یہ ہے کہ آیۃ کریمہ حضور ﷺ کی مدح میں وارد ہے اور

قاعدہ ہے کہ مقامِ مدح میں جو وصف وارد ہوگا وہ ممدوح کے ساتھ خاص ہوگا کیونکہ تخصیص کے بغیر مدح ممکن نہیں لہٰذا ضروری ہوا کہ رحمۃ للعالمین ہونے کا وصف حضور اکرم ﷺ کے لئے خاص ہو۔ کسی مسلم ہستی کے کلام میں کسی دوسرے کے لئے اگر مسامحہ کے طور پر یہ لفظ یا اس کا ہم معنی کوئی کلمہ وارد بھی ہو تو اسے مبالغہ یا مجاز پر محمول کیا جائے گا حقیقت وواقفیت سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

العالمین سے مراد صرف انسان یا جن و بشر یا ملائکہ ہی نہیں بلکہ کل ماسوی اللہ ہے اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے اور رسالت کُل مخلوق کے لئے عام ہے جیسا کہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

ارسلت الی الخلق کافة. (رواہ مسلم)

میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

جب رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے تو رحمت بھی سارے جہانوں کے لئے عام اور اللہ کے سوا ہر ذرے کو شامل قرار پائی۔ وللہ الحمد

اس کے بعد لفظ رحمۃ کی طرف آیئے مفسرین نے اس کی دو توجیہیں کی ہیں اگر مستثنیٰ منہ اعم علل ہو تو "رحـــــمة" ارسلنا فعل کا مفعول لہ قرار پائے گا اور تقدیر عبارت یہ ہوگی

وما ارسلنک لعلة من العلل الا لاجل الرحمة للعالمین

ہم نے آپ کو کسی لئے نہیں بھیجا صرف عالمین کے واسطے رحمت کے لئے بھیجا ہے۔

اور اگر اعم احوال کو مستثنیٰ منہ بنایا جائے تو رحمت ضمیر خطاب سے حال ہوگا اور لفظ رحمت مصدر مبنی للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ

وما ارسلنک فی حال من الاحوال الا حال کونک راحماً للعالمین

اے محبوب (ﷺ) نہیں بھیجا ہم نے آپ کو کسی حال میں مگر صرف اس حال میں کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں۔

لفظ رحمت مفعول لہ ہو یا حال بہرصورت حضور اکرم ﷺ راحم قرار پاتے ہیں کیونکہ مفعول لہ سبب فعل ہوتا ہے اور فاعل بھی سبب فعل ہے اس لئے حضور ﷺ کا راحم ہونا حال اور مفعول لہ دونوں کے مطابق ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ حضور ﷺ تمام کائنات کل مخلوقات ایک ایک ذرہ ایک ایک قطرہ غرض اللہ کے سوا ہر شے کے لئے رحم فرمانے والے

ہیں۔

بیان سابق کی روشنی میں جب حضورا کرمﷺ کا تمام عالمین کے لئے راحم ہونا ثابت ہوگیا تو ''راحماً للعالمین'' ہونے کے لوازمات ومناسبات بھی ثابت ہوگئے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ

اذا ثبت الشیئ ثبت بجمیع لوازمہ

جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔

کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔

(۱) سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو کیونکہ مردہ رحم نہیں کرسکتا وہ خود رحم کا طالب اور مستحق ہوتا ہے لہٰذا اگر حضورﷺ معاذ اللہ زندہ نہ ہوں ''راحماً للعالمین'' نہیں ہوسکتے جب آیت قرآنیہ سے حضور اکرمﷺ کا ''راحماً للعالمین'' ہونا ثابت ہوگیا تو حضورا کرمﷺ کا زندہ ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیونکہ بے خبر کسی پر کیا رحم کرے گا۔اس کی مثال ایسی ہے کہ فرض کیجئے زید انتہائی مظلوم ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس پر رحم کرکے ظالم کے ظلم سے اُسے بچائے۔اسی خواہش کو دل میں لے کر وہ عمرو کے پاس جاتا ہے اور اس سے رحم کی درخواست کرتا ہے عمرو اس کی درخواست سن لیتا ہے مگر اسے کچھ معلوم نہیں اس کا حال کیا ہے وہ نہیں جانتا کہ یہ کس مصیبت میں مبتلا ہے اور کس نوعیت کے رحم کا طالب ہے اس لئے وہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ تمہیں کیا تکلیف ہے اور تم کس طرح کی مہربانی چاہتے ہو اب اگر زید اسے اپنا حال نہ بتائے اور یہی کہتا رہے کہ آپ میرا حال نہ پوچھئے بس مجھ پر رحم کردیجئے تو کیا عمرو اس پر رحم کرسکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے اور عمرو اس کے حالات سے پوری طرح باخبر نہ ہو اس وقت تک وہ اس پر قطعاً رحم نہیں کرسکتا۔آیت قرآنیہ کی روشنی میں حضورا کرمﷺ ''راحماً للعالمین'' ہیں تو جب تک حضورا کرمﷺ تمام عالمین کا ماسویٰ اللہ جمیع کائنات ومخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع ما کان وما یکون کا علم حضورا کرمﷺ کو نہ ہو اس وقت حضورا کرمﷺ ''راحماً للعالمین'' نہیں ہوسکتے جب حضورﷺ کا ''راحماً للعالمین'' ہونا ثابت ہے تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم تک اپنی رحمت ونعمت پہنچانے کی قدرت واختیار نہ رکھتا ہو مثال کے طور پر ایک شخص شب وروز ہمارے پاس مقیم ہے وہ دن رات

اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں مشغول رہتا ہے اور عبادت وریاضت کرتے کرتے وہ اس قدر ضعیف و ناتواں ہوگیا ہے کہ اس کے لئے چلنا پھرنا اور اُٹھنا بیٹھنا تک دشوار ہوگیا ہے اگر ایسے شخص کو ڈاکہ زنی اور قتل وغارت کے الزام میں پکڑ کر تختہ دار پر لٹکا دیا جائے اور وہ بے گناہ اس وقت ہم سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بے گناہ ہوں آپ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے تو ہم اسے یہی جواب دیں گے کہ واقعی ہم آپ کے حال سے اچھی طرح باخبر ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ آپ بے گناہ ہیں مگر فقط جاننے سے کیا ہوتا ہے؟ ہمارے پاس وہ قدرت واختیار نہیں کہ آپ کو تختہ دار سے بچالیں اپنی رحمت آپ تک پہنچانے کا جب تک ہمیں اختیار نہ ہو اور قدرت نہ پائی جائے اس وقت تک ہم آپ پر رحم نہیں کرسکتے ۔معلوم ہوا کہ قدرت واختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کے لئے ضروری ہے جب حضور ﷺ مخلوقات اور کل کائنات کے لئے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہر ذرہ کائنات تک رحمت ونعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار بھی حضور اکرم ﷺ کے لئے حاصل ہے۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ صرف قدرت واختیار سے بھی کام نہیں چلتا کسی پر رحم کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھئے کہ مثلاً آپ تین فرلانگ کے فاصلہ پر کھڑے ہیں اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کردیا۔وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا آپ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور خلوصِ قلب سے اس پر رحم کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اسے ہلاک کردیا۔اب غور کریں آپ زندہ بھی ہیں اور اس دوست کو بچشم خود ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں اور اس کے حال کے عالم بھی ہیں رحم کرنے کی قدرت اور طاقت بھی آپ کے اندر پائی جاتی ہے۔آپ اپنے اختیار سے رحم کرسکتے ہیں لیکن صرف اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دور ہے اور آپ اس سے دور ہیں آپ اپنی حیات،قدرت،اختیار کے باوجود اس پر رحم نہیں کرسکتے۔معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لئے راحم کا مرحوم سے قریب ہونا بھی ضروری ہے۔

جب آیۂ قرآنیہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر ذرے کے لئے راحم ہونا ثابت ہوگیا تو یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ حضور اکرم ﷺ اپنی روحانیت ونورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں اور ساری کائنات حضور اکرم سے قریب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ ایک ذات تمام جہانوں کے قریب کیسے ہوسکتی ہے ایک فرد کسی ایک سے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا یہ کس طرح ممکن ہے کہ فردِ واحد افراد کائنات میں سے ہر فرد کے قریب ہو؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو کے درمیان نزدیکی مقصود ہے اگر وہ دونوں کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہی ہوگا کہ فردِ واحد افراد مختلفہ فی الزمان والمکان سے بیک وقت قریب نہیں ہوسکتا اور اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں کوئی ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا وہ بیک وقت تمام موجودات کائنات سے قریب ہوسکتا ہے جس میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔ دیکھئے ایک ہی قرآن سارے جہاں میں پایا جاتا ہے۔ مشرق و مغرب، جنوب و شمال، افریقہ و امریکہ، چین و جاپان میں ہر مسلمان حافظ قرآن کے سینے میں ایک ہی قرآن ہے اور وہ ایک ہونے کے باوجود سب سے قریب ہے۔ عالم محسوسات میں شکل و صورت اور آواز ہی کو لے لیجئے کہ ایک شکل ایک صورت اور ایک آواز بے شمار دیکھنے اور سننے والوں سے قریب ہے۔ ایک بولنے والے کی آواز تمام سامعین کے کانوں میں پہنچتی ہے اور ایک ہی شکل و صورت سب دیکھنے والوں کی آنکھوں اور دماغوں میں پائی جاتی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگرچہ حافظان قرآن شریف کثیف ہیں اسی طرح سننے، دیکھنے والے انسان بھی کثافت سے متصف ہیں لیکن قرآن شکل و صورت اور آواز یہ سب چیزیں لطیف ہیں۔ اس لئے سب کے قریب ہیں کسی سے دور نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی لطافت اتنی قوی اور ارفع و اعلیٰ ہے جس کی شان کو کائنات مخلوقات کی کوئی لطیف سے لطیف چیز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اس لئے حضور اکرم ﷺ کا تمام افراد ممکنات سے قریب ہونا بالکل واضح اور روشن ہے ہم کثیف سہی لیکن حضور اکرم ﷺ تو لطیف ہیں لہٰذا حضور اکرم ﷺ کا ہم سے قریب ہونا کوئی امر دشوار نہیں۔ آواز کی لطافت کا حال ہے کہ جہاں تک ہوا جاسکتی ہے آواز بھی وہاں تک پہنچ سکتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی آواز ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہے ہوا اپنے مقام محدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور آواز ہوا سے آگے نہیں جاسکتی لیکن جہاں آواز اور ہوا بھی نہ جاسکے آواز اور ہوا تو کیا! یوں کہئے کہ جہاں جبریل امین علیہ السلام کا بھی گزر نہ ہوسکے وہاں بھی حضور ﷺ پہنچ جاتے ہیں بلکہ جہاں زمانہ اور مکان بھی نہ پایا جاسکے وہاں بھی حضور ﷺ پائے جاتے ہیں یقین نہ ہو تو شب معراج کا حال سامنے رکھ لیجئے جس سے آپ کو ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہوجائے گی۔

مختصر یہ کہ لطافت ایسی صفت ہے جس کے ہوتے ہوئے قرب اور بعد مکانی کا اشکال باقی نہیں رہتا اور حضور ﷺ تو ایسے لطیف ہیں کہ تمام کائنات میں کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کے برابر لطیف پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا دلیل یہ ہے ہر چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے وجود مبارک سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور ﷺ کے وجودِ مبارک کے برابر کوئی لطیف چیز جہاں میں پیدا نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو۔ اس صورت میں حضور اکرم ﷺ کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضور اکرم ﷺ تمام عالموں کے قریب اسی وقت ہو سکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف ہوں چونکہ "راحماً للعالمین" ہونے کی وجہ سے ان کا تمام جہانوں سے قریب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی، نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔ ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئے یعنی حضور ﷺ تمام عالموں کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہٰذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات و کیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شئے سے قریب بھی ہیں نیز ایسے روحانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بناء پر آپ کا کسی ایک چیز سے قریب ہونا دوسری چیز سے بعید ہونے کو مستلزم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افراد عالم سے یکساں قریب ہیں۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

دوسری آیت کی تفسیر حکیم الامۃ علامہ مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ نے شانِ حبیب الرحمٰن میں بیان فرمائی وہ تبرکاً یہاں لکھ رہا ہوں

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ

o (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

یہ آیت کریمہ کیا ہے حضور اکرم ﷺ کی نعت کا گنجینہ ہے اس میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر کرنا ہی تو میلاد ہے تمام لوگ حضور اکرم ﷺ کا دنیا میں آنا جانتے تھے پھر جانی ہوئی چیز کو کیوں بیان فرمایا اس لئے کہ اس سے ولادت کا ذکر ہوا اور حضور ﷺ کی عزت کا اظہار اور پیغمبروں نے بھی اپنی امتوں کے سامنے حضور ﷺ کے آنے کی

بشارت دی تھی معلوم ہوا کہ میلا د پاک سنت الٰہیہ اور سنت انبیاء ہے۔

اس آیت میں حضور اکرم ﷺ کے چھ وصف بیان ہوئے ''رسول، تم میں سے، اُن پر تمہاری تکلیف بھاری پڑتی ہے، تم پر حریص ہیں، مسلمان پر رؤف ورحیم ہیں''

رسول اللہ کی تشریف آوری ماننا اسی پر تو ایمان کا دارومدار ہے بشر یا اپنا مثل اور بھائی ماننے سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا ابولہب نے بھتیجے ہونے کی وجہ سے ولادت کی خوشی منائی اور ابوطالب نے بھی اسی رشتہ کی وجہ سے خدمت کی۔ اگر رسول ہونے کی وجہ سے یہ کام کرتے تو مسلمان اور صحابی ہوتے اس لئے یہاں ''رسول'' فرمایا گیا۔

یہاں رسول فرمایا اور آیت معراج میں ''بعبدہٖ'' فرمایا کیونکہ حضور رب کی بارگاہ میں شانِ بندگی سے حاضر ہوئے ہمارے پاس پیغمبری کی شان سے تشریف لائے گئے، بندے ہوکر آئے، رسول نور برہان نعمت اللہ ہوکر موقعہ کے مطابق القاب بولے جاتے ہیں۔ جو شخص انہیں بندہ کہہ کر پکارے وہ ایسا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو بیٹا کہہ کر پکارے یا رسول کے معنی ہیں بڑا رسول یا وہ رسول یعنی میثاق والا پیغمبر ''مِّنْ اَنْفُسِكُمْ'' میں قرائتیں ہیں ایک تو ف کا زیر اور دوسرے ف کا پیش۔ اگر زبر پڑھا جائے تو معنی ہوں گے تم میں سے نفیس ترین اور بہترین جماعت میں آئے اور واقعہ ہے کہ تم دنیا میں عرب افضل، عرب میں قریش بہتر اور قریش میں بنی ہاشم بہتر، حضور اکرم ﷺ بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح تمام زبانوں میں عربی زبان بہتر کیونکہ عربی میں قرآن آیا اور بعد موت تمام کی زبان عربی ہے جنت والوں کی زبان عربی اور حضور ﷺ کی زبان بھی عربی۔

نیز تمام دنیا کے شہروں میں مکہ معظّمہ اعلیٰ شہر وہی حضور ﷺ کا ولادت گاہ اسی طرح تمام نسبوں میں حضور ﷺ کا نسب پاک نہایت پاک اور ستھرا از آدم تا عبداللہ کوئی زانی نہ گزرا۔ حضور اکرم ﷺ ہر زمانہ میں بہترین لوگوں کی پیشانیوں میں جلوہ گرر ہے جیسا کہ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین کی پہلی حدیث میں ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے سارے آباء واجداد میں از آدم تا حضرت عبداللہ کوئی بھی مشرک اور بت پرست نہ گزرا حضرت ابراہیم کے والد آذر نہیں بلکہ تارخ ہیں اور قرآن میں ان کو حضرت ابراہیم کا باپ فرمایا بمعنی چچا اسی طرح حدیث پاک میں جو آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان ابی و اباک فی النار — یعنی تمہارا اور میرا باپ جہنم میں ہے

اس میں بھی ''ابی'' سے مراد چچا ابوطالب ہیں۔

مشکوۃ باب زیارت القبور میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی والدہ طاہرہ آمنہ خاتون کے مزار پاک پر گئے اور بہت روئے اور فرمایا کہ ہم نے والدہ کی قبر کی اجازت چاہی مل گئی مگر اجازت چاہی کہ والدہ کے لئے دعائے مغفرت کریں اس سے منع کر دیا گیا۔

آنکھوں میں ہیں لیکن مثل نظریوں دل میں ہیں جیسے جسم میں جاں

ہیں مجھ میں وہ لیکن مجھ سے نہاں اس شان کی جلوہ نمائی ہے

اب جو آگے فرمایا جا رہا ہے کہ تمہاری مشقت ان پر بھاری ہے یعنی تمہاری تکلیف سے اُن کو تکلیف پہنچتی ہے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہو گیا کہ جب وہ اُن کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو عزیز اور حکیم ہے۔

قیامت میں سب کو اپنی اپنی جان کی فکر ہو گی مگر محبوب ﷺ کو جہان کی، سب نبی نفسی نفسی فرمائیں اور محبوب ﷺ امتی امتی۔ (شان حبیب الرحمٰن)

حل لغات ۸۸

معترف، اقرار کرنے والا، مغترف، چلو ہاتھ میں لینے والا۔

ترجمہ

اگر تم آپ (ﷺ) کی بے مثلی کے اقراری نہیں ہو تو آپ (ﷺ) کے فیض سے کیسے فیض یاب ہو سکتے ہو۔

شرح

اس کی دلیل منافقین ہیں کہ وہ زندگی بھر اسلامی احکام کی تعمیل کرتے رہے لیکن چونکہ وہ حضور ﷺ کو اپنے جیسا انسان سمجھتے رہے اسی لئے مرتے ہی سیدھے جہنم پہنچے بلکہ دوسرے کافروں سے ان پر عذابِ جہنم بھی شدید تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۴۵)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

فائدہ

دوزخ کے تمام طبقوں میں نیچا طبقہ زیادہ خطرناک ہے کہ وہاں تمام دوزخیوں کے خون اور پیپ وغیرہ بہہ کر پہنچتے

ہیں جیسے کہ جنت کے تمام طبقوں میں سب سے اونچا طبقہ اعلیٰ علیین بہترین ہے۔

تم میں ایسے آئے جیسے کہ قالب میں جان تو جسم کے ہر عضو کی تکلیف سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔اسی طرح ہر مسلمان کی تکلیف سے اُن کو تکلیف ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ مسلمانوں کے ہر حال سے ہر وقت خبردار ہیں ورنہ ہماری تکلیف سے ان کو بے چینی کس طرح ہوسکتی ہے۔

''جَآءَ کُمْ'' سے معلوم ہوا کہ تمام جگہ حضور ﷺ تشریف لائے حاظر و ناظر ثابت ہوا اور یہاں یہ نہ فرمایا گیا کہ کہاں سے تشریف لائے۔معلوم ہوا کہ وہاں سے آئے جہاں کہ کہاں بھی نہیں یعنی لامکاں سے آئے مکان میں آئے قربِ حق سے آئے اور قربِ حق میں لاکھوں سال رہے۔

نکتہ

رب خود چھپا رہا مگر محبوب کو بھیج دیا کیوں ظاہر پر مخالف وموافق کی نگاہ پڑتی ہے اور اغیار کو دکھانا منظور نہیں

معشوق عیاں بسے گذرو برتو یمکن　　　　اغیار همی بینداز یں بسته حجاب است

ذات مصطفیٰ ﷺ عظمت الٰہی کے لئے ڈھال کی مثل ہے کہ کام تو رب کا کرتے ہیں مگر اس پر مصائب خود جھیلتے ہیں رب نے پردہ سے یہ تو فرمایا دیا کہ میرے حبیب کو جو ایذا دے گا اس سے بدلہ لوں گا مگر ظاہر نہ ہوا ''حَرِیْصٌ عَلَیْکُم'' کے معنی یہ ہیں کوئی تو اپنی اولاد کے آرام کا حریص ہوتا ہے،کوئی اپنی عزۃ کا،کوئی پیسہ کا،کوئی کسی اور چیز کا مگر محبوب ﷺ نہ اولاد کے،نہ اپنے آرام کے،تمہارے ریص ہیں اسی لئے ولادت پاک کے موقعہ پر ہم کو یاد کیا۔معراج میں ہماری فکر رکھی،بروقت وفات ہم کو یاد فرمایا،قبر میں جب رکھا گیا تو عبداللہ ابن عباس نے دیکھا کہ لب پاک ہل رہے ہیں غور سے سنا تو امت کی شفاعت ہورہی ہے رات رات بھر جاگ کرامت کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں۔

ترجمہ ۸۹

اس لئے کہ بے ادب قوم آپ (ﷺ) کے فضل سے محروم ہے بلکہ غضب الٰہی کی بجلی ان کی نگاہوں کو اچک لے جائے گی۔

شرح

اس طرف اشارہ ہے کہ بے ادب گستاخ کی سزا سب سے زیادہ ہے۔

اشعار مثنوی رضا

(۹۲)چوں به بمنیند آں سحاب ایناں ردور　　عارض ممطر بگویندازغرور

(۹۳)بل ھو ما استعجلواخزی عظیم　　ارسلت ریح بتعذیب الیم

(۹٤)فیض شد باغیظ گرم احتلاط　　حبذاابرے عجب خوش ارتباط

(۹۵)خرمنے کش صوخت برقِ غیظ او　　گفت قرآن السقر مثوی له

(۹٦)مرزعے کش آب واو آں بحرجود　　حق به تنزیل مبیں وصفش نمود

(۹۷)قد کرزع اخرج الشطا الی　　ازرقا ستغلظ ثم استوی

(۹۸)یعجب الزراع کالماء المعین　　کے یغیظ الکاقرین الظالمین

(۹۹)ابرنیساں ست ایں ابر کرم　　درر خشاں آفرین درقعریم

(۱۰۰)قطره کزوے چکید اندر صدف　　گوهر رخشنده شدبا صد مشرف

(۱۰۱)بجر ذاخر شرع پاك مصطفی　　وآں صدف عرش خلاقت اے قنا

(۱۰۲)قطره هاآں چار بزم آرائے او　　زانکه اوکل بود وشاں اجزائے او

(۱۰۳)برگهائے آں گلِ زیبا بدند　　رنگ وبوئے احمدی می واشتند

(۱۰٤)قصد کاری کردآں شاه جواد　　هریکے انی له گویاں سناد

(۱۰۵)جنبش ابرو نه تکلیف کلام　　خود بودایں کار اجزاو السلام

(۱۰٦)آں عتیق الله امام المتقین　　بود قلب خاشع سلطانِ دین

(۱۰۷)وآں عمر حق گو زبان آنجناب　　ینطق الحق علیه والصواب

(۱۰۸)بود عثمان شرمگیں چشم نبی　　یتغرن دست جواد اوعلی

(۱۰۹)نیست گرد دست نبی شیرخدا　　چوں یدالله نام آمد مرورا

(۱۱۰)دست احمد عین دست ذوالجلال　　آمد اندر بیعت واندر قتال

(۱۱۱)سنگریزه می زند دست جناب　　مارمیت اذ رمیت آید خطاب

(۱۱۲)صف اهل بیت آمد اے رشید　　فوق ایدیهم یدالله المجید

(۱۱۳)شرح ایں معنی بروں از آگہی ست | پانہا دن اندریں رہ بیر ھی ست
(۱۱٤)تاابد گرشرح ایں معضل کنم | جز تحیر هیچ نبود حاصلم
(۱۱۵)ربنا سبحنك لیس لنا | علم شیی غیر صاعلمتنا
(۱۱٦) گفتہ گفتہ چوں سخن اینجا رسید | خامۂ گوهر فشاں داماں بچید
(۱۱۷)لمهم غیبی سروش راز داں | دامنم بگرفت کای آتش زباں
(۱۱۸)درخور فهمت نباشد ایں سخن | بس کن وبیهودہ دش خامی کمن
(۱۱۹)اصفیاهم اندریں جاخا مشند | ازمی کلت لسانه بیهشند

حل لغات ۹۲

عارض، بادل۔ مطر، برسنے والا جب انہوں نے (قوم عاد نے) دور سے بادل دیکھا تو غرور وتکبر سے کہا کہ یہ تو برسنے والا بادل ہے۔

شرح

یہ قومِ عاد کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن مجید میں پارہ ۲٦ سورۂ احقاف میں اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا

وَ اذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْـٕدَةً ۖ٘ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَ لَاۤ اَفْـٕدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ

۝ (پارہ ۲٦، سورۃ الاحقاف، آیت ۲۱ تا ۲٦)

اور یاد کرو عاد کے ہم قوم کو جب اس نے ان کو سرزمین احقاف میں ڈرایا اور بیشک اس سے پہلے ڈر سنانے والے گذر چکے اور اس کے بعد آئے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ بولے کیا تم اس

لئے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو اگر تم سچے ہو۔ اس نے فرمایا اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے میں تو تمہیں اپنے رب کے پیام پہنچاتا ہوں ہاں ہاں میری دانست میں تم نرے جاہل لوگ ہو۔ پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا ان کی وادیوں کی طرف آتا بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب۔ ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سونے مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں مجرموں کو اور بیشک ہم نے انہیں وہ مقدور دیئے تھے جو تم کو نہ دیئے اور ان کے لئے کان اور آنکھ اور دل بنائے تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے۔

فائدہ

ملک یمن کے علاقہ میں حضر موت کے نزدیک ایک رتیلے میدان میں واقع ہے اس حقاف میں عرصہ سے بارش نہ ہوئی تھی جب عذاب کالے بادل میں شکل میں نمودار ہوا تو یہ لوگ خوش ہوئے کہ اب خوب بارش ہوگی تو ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے عذاب کا تفصیل سے ذکر فرمایا تا کہ اب بھی یہ لوگ ایمان قبول کرلیں کیونکہ علاماتِ عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر ہے مگر ان کے نصیب میں ایمان نہ تھا وہ اب بھی مذاق ہی کرتے تھے۔

نتیجہ

یہ واقعہ صرف اس لئے لائے ہیں کہ ہمارے اپنے دور کے بے ادب و گستاخ عبرت حاصل کریں کیونکہ قومِ عاد صرف اس لئے تباہ و برباد ہوئی کہ وہ اپنے ہود نبی علیہ السلام کے بے ادب اور گستاخ تھے اس کے بعد کے ابیات واقعہ مذکورہ کا تتمہ ہیں۔

ترجمہ ۹۳

بلکہ یہ وہی ہے جو تم نے جلدی مچائی یہ تمہارے لئے بہت بڑی رسوائی کا سبب بنے گی اس میں دردناک عذاب کے ساتھ آندھی بھیجی گئی ہے۔

حل لغات ۹۴

اختلاط، ملنا، میل جول، حبذا اعال مدح سے ہے ارتباہ، میل ملاپ، راہ و رسم۔

ترجمہ

ان کے لئے فیضِ الٰہی سے اُلٹا غیظ گرم سے میل جول کی واہ واہ اے عجیب جس میں بہترین راہ ورسم ہے۔

شرح

چونکہ بادل تو ہوتا بھی رحمت ہی رحمت ہے لیکن چونکہ قوم نے بے ادبی و گستاخی کا ارتکاب کیا اسی لئے انہیں سزا ملی اور خوب کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ اپنے گستاخوں کی رعایت کر دیتا ہے لیکن محبوبوں کے گستاخوں کی رعایت کے بجائے سخت سے سخت تر سزا دیتا ہے۔

ترجمہ ۹۵

وہ کھلیاں جسے اس کے غضب کی بجلی نے جلایا خود قرآن نے اس کی گواہی دی کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

شرح

''اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ'' جہنم کافروں کے لئے تیار کی گئی۔ ''مَثْوَی الظّٰلِمِیْنَ'' وغیرہ وغیرہ آیات انہی بے ادبوں کے لئے ہیں کبھی ایسا بھی ہوا کہ انہیں جیتے جی آگ کا نشانہ بنا دیا۔

ترجمہ ۹۶

ہاں وہ کھلیاں جسے اس کے بحرِ جود نے بخشا حق تعالیٰ نے اس کی تعریف قرآن مجید میں بیان فرمائی۔

شرح

بقاعدہ معروف ''تعرف الاشیاء باضدادھا'' اشیاء اپنی نقیضوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ مغضوبوں کے ذکر کے ساتھ محبوبوں کا ذکر لائے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ بے ادب گستاخ قوم عذاب میں مبتلا ہوئی تو جو قوم محبوبانِ خدا کا ادب واحترام بجالاتے ہیں انہیں کیسی نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اور وہ کیسے انعامات کے مستحق بنتے ہیں۔

فائدہ

قاعدہ معروف ''قرآن مجید'' کی آیات میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اہل ایمان کا ذکر فرمایا ہے ساتھ ہی کفار کا بھی ایسے ہی جہاں مغضوبوں کے حالات سنائے ہیں ساتھ محبوبوں کا ذکر فرمایا ہے جہاں عذاب بیان فرمایا وہاں ساتھ اجر و ثواب کو بھی بیان فرمایا ہے جہاں رحمت بیان فرمائی ہے وہاں قہر و غضب کو بھی۔

حضرت مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی شریف پڑھتے جائیے آپ کو یہ قاعدہ ہر مضمون میں ملے گا۔ مثال کے طور

پر ایک حکایت ملاحظہ ہو۔حضرت مولانا عارف رومی قدس سرہ نے لکھا

بود در انجیل نام مصطفی ﷺ آں سر پیغمبران بحر صفا

انجیل میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی درج تھا آپ ہی تو انبیاء کے سردار اور بحر صفا ہیں۔

بود ذکر حلیہ ھاؤ شکل او بود ذکر غرور وصوم واکل او

تورات میں آپ کی صورت وشکل مبارک کا بیان تھا اور آپ کے جہاد اور خورد ونوش اور صوم وصلوٰۃ کا بھی ذکر درج تھا۔

طائفہ نصرانیاں بھر ثواب چوں رسید ندے بداں نام وخطاب

بوسہ دادندے بداں نام شریف رو نہادند ے بداں وصف لطیف

عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نامِ پاک اور خطاب مبارک پر پہنچی تو وہ لوگ بغرضِ ثواب اس نام شریف کو بوسہ دیتے اور اس ذکر مبارک پر بطورِ تعظیم منہ میں رکھ دیتے۔

اندریں فتنہ گفتم آں گردہ ایمن از فتنہ بود از شکوہ

جس گروہ کا بیان ہوا وہ دنیا کے فتنوں اور شکوہوں کے دبدبوں سے محفوظ تھا۔

ایمن از شر امیران ووزیر درپناہ نام احمد مستجیر

بادشاہوں اور وزیروں کے شر سے اس لئے محفوظ تھے کہ انہیں حضور نبی پاک ﷺ کے اسم گرامی کی پناہ نصیب تھی۔

نسل ایشاں نیز ھم بسیار شد نور احمد ناصر آمد یار شد

(اس تعظیم کی بدولت) ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا نور ان کا حامی وناصر تھا۔

واں گروہ دیگر نصرانیاں نام احمد واشتندے مستھاں

ان نصرانیوں میں دوسرے وہ بھی تھے جو نبی اکرم ﷺ کے نامِ اقدس کی بے ادبی کرتے تھے۔

مستھاں و خوار گشتند ازفتن از وزیر شوم رائے شوم فن

انہیں یہ سزا ملی کہ فتنوں سے خوار وذلیل ہو گئے اور وزیر شوم سے بھی انہیں سخت اذیتیں پہنچیں۔

مستھاں وخواز گشتنداں رفیق گشتہ محروم از خود وشرط طریق

وہ گروہ ذلیل وخوار ہوا اپنی ہستی سے محروم یعنی قتل کئے گئے اور مذہب سے بھی محروم یعنی عقائد خواب ہو گئے۔

نام احمد چوں حصارے شد حصین تاچہ باشد ذات آں روح الامین

جب حضرت احمد نبی ﷺ کا اسم گرامی حفاظت کے لئے مضبوط قلعہ ہے تو اس روح الامین کریم ﷺ کی ذات پاک کیسی ہوگی۔ (مثنوی دفتر اول صفحہ ۲۶ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے عشاق اور بے ادب قدیم آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کرنے سے بگڑی بن جاتی ہے اور بے ادبی سے ذلت وخواری نصیب ہوتی ہے اور یہ فیصلہ ازل اور قدیم سے چلا آرہا ہے اور قیامت تک رہے گا انشاءاللہ تعالیٰ چونکہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی مثنوی عارف رومی قدس سرہ کا عکس ہے اس لئے آپ نے مغضوبوں کے ذکر کے بعد محبوبوں کا ذکر فرمایا۔

ترجمہ ۹۷

فرمایئے وہ جیسے کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا یہاں تک کہ پھر اسے طاقت دی پھر اپنی ساق پر وہ سیدھی کھڑی ہوئی۔

ترجمہ ۹۸

کسانوں کو بہتے چشمے کی طرح بھلی لگتی ہے تا کہ ظالم کافروں کے دل جلیں۔

شرح

یہ سورۂ فتح کے آخری رکوع کی آیت کا اقتباس ہے اصل آیت یوں ہے

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَه فَاٰزَرَه فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (پارہ ۲۶، سورۂ الفتح، آیت ۲۹)

جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔

یہ مثال اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بیان فرمائی ہے جن کے اوصاف اس سے قبل یوں بیان فرمائے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫ . (پارہ ۲۶، سورۂ الفتح، آیت ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں۔

آخر میں ان کی جزا یوں بتائی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۹)

اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

فائدہ

یہ سالم رکوع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل اور ان پر انعام و اکرام کا ذکر اس لئے ہے کہ وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عزت و احترام کا ذکر اس لئے ہے کہ وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عزت و احترام پر جان کی بازی لگا دیتے اور دنیائے عالم میں جیسے ان کا ادب بے مثال ہے ایسے اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت و بزرگی کا ایسا شرف بخشا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل و اکرم یہی مقدس گروہ ہے۔

آدابِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان کے آداب کی داستان طویل ہے فقیر نے کتاب ''باادب صحابہ'' میں جمع کر دیا ہے۔ ایک نمونہ صلح حدیبیہ کے بعد جب عروہ بن مسعود ثقفی اپنی قوم میں واپس آئے تو آکر کہا اے قوم

والله لقد وفدت على الملوك، ووفدت على قيصر وكسرى والنجاشي، والله إن رأيت ملكا قط يعظمه أصحابه ما يعظم أصحاب محمد محمدًا، والله إن يتنخم نخامة إلا وقعت في كف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده، وإذا أمرهم ابتدروا أمره، وإذا توضأ كادوا يقتتلون على وضوئه، وإذا تكلم خفضوا أصواتهم عنده، وما يحدون إليه النظر تعظيما له وإنه قد عرض عليكم خطة رشد فاقبلوها. (زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

خدا کی قسم مجھے بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ واللہ وہ رینٹ یا تھوک اور بلغم نہیں پھینکتے مگر وہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتی ہے اور وہ اس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا

ہے اور جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ تعمیل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑ مریں گے اور وہ جب بات کرتے ہیں اور ان کی تعظیم وتوقیر کی وجہ سے کوئی ان کی طرف تیز نگاہی سے نہیں دیکھ سکتا انہوں نے تم پر رشد وہدایت کا کام پیش کیا ہے تو تم اس کو قبول کرلو۔

فائدہ

اس ایک روایت سے ہی اندازہ ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی کس قدر تعظیم وتوقیر کرتے تھے۔

مزید براں

مالک بن نومیرہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی بناء پر قتل کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو تمہارے صاحب کہا۔ (شفاء جلد۲ صفحہ ۶۰۸، نسیم الریاض جلد۴ صفحہ ۳۳۵)

حالانکہ کسی کو تمہارا صاحب کہنا بظاہر کوئی غلطی نہیں لیکن چونکہ کہنے والے نے حضور اکرم ﷺ کو معمولی سمجھ کر کہا تو سیف اللہ (خدائی تلوار) نے اسے زندہ نہ چھوڑا۔

انتباہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غیرت کو سامنے رکھ کر دورِ حاضرہ کے بے ادب اور گستاخ لوگوں کی باتوں کا موازنہ کیجئے تب پتہ چلے گا کہ ادبِ رسول ﷺ کیا ہے۔

ایک اور واقعہ

عن الأسلع بن شريك قال كنت أرحل ناقة رسول الله صلى الله عليه و سلم فأصابتني جنابة في ليلة باردة وأراد رسول الله صلى الله عليه و سلم الرحلة وكرهت أن أرحل ناقته وأنا جـ وخشيت أن اغتسل بالماء البارد فأموت أو أمرض فأمرت رجلا من الأنصار فرحلها ووضعت أحجارا فأسخنت بها ماء فاغتسلت ثم لحقت برسول الله صلى الله عليه و سلم وأصحابه فقال (يا أسلع مالي أرى رحلتك تغيرت ؟) فقلت يا رسول الله لم أرحلها رحلها رجل من الأنصار قال (ولم ؟) فقلت إني أصابتني جنابة فخشيت القر على نفسي فأمرته أن يرحلها ووضعت أحجارا فأسخنت ماء واغتسلت به فأنزل الله تعالى (يا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى) إلى (إن الله

کان عفوا غفورا)

اسلع بن شریک کہتے ہی کہ رسول اللہﷺ کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی اور آنحضرتﷺ نے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت مجھے تردد ہوا کہ اگر سرد پانی سے غسل کرتا ہوں تو سردی سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ باندھیں۔ مجبوراً ایک انصاری شخص کو کہہ دیا وہ کجاوہ باندھیں پھر میں نے چند پتھر رکھ کر پانی گرم کیا اور غسل کر کے آنحضرت اور آپ کے صحابہ سے جا ملا آنحضرتﷺ نے فرمایا اے اسلع میں تمہارے کجاوے میں کچھ فرق پاتا ہوں میں نے عرض کیا میں نے نہیں باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں عرض کیا کہ اس وقت مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور سرد پانی میں نہانے سے جان کا خوف تھا اس لئے ایک انصاری کو کہہ دیا اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ا وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۴۳)

اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور ناپاکی کی حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔

فائدہ

صحابہ کو اس کا انتہائی ادب واحترام تھا کہ جس کجاوہ میں آنحضرتﷺ رونق افروز ہوتے تو اس کجاوہ کی لکڑی کو بھی حالت ناپاکی میں ہاتھ لگانا گوارا نہ کیا۔

انتباہ

وہاں تو دور کی نسبت کا بھی ادب تھا آج خود مصطفیﷺ کے ادب واحترام سے محرومی ہے۔

حل لغات ۹۹

نیسان، رومیوں کے ساتویں مہینے اور اس مہینے کی بارش کا نام جس کے قطرات سے موتی بنتے ہیں۔ رخشان، چمکتا

ہوا، روشن ۔قعر (عربی) تہ کنوئیں کی عمق نہ گہرائی۔

ترجمہ

یہ ابر کرم تو ماہ نیساں کی ابرش ہے کہ دریا کی گہرائی کے اندر چمکدار موتی پیدا کرتا ہے۔

حل لغات ۱۰۰

صدف، سیپی، سمندر گھونگا جس میں سے موتی نکلتے ہیں۔رخشندہ، چمکدار از رخشیدن چمکنا۔

ترجمہ

صرف ایک قطرہ اس سے سیپی میں جا کر گرے تو اس سے بے شمار بزرگی کے ساتھ چمکدار موتی پیدا ہو۔

حل لغات ۱۰۱

ذاخر، ذخیرہ والا یعنی عمیق گہرا بے بہا خزانہ۔فتا، نوجوان۔

ترجمہ

بحر اذخر سے مراد حضورﷺ کی شریعت مطہرہ ہے اے عزیز صدف سے عرش خلافت جان۔

شرح

(ربط) اوپر کے اشعار میں ابر کرم کا مقام بیان کر کے اسے اپنے موضوع پر منطبق فرماتے ہیں کہ ابر کرم تو خود حضور اکرمﷺ تو ہیں ہی اس کی بارش سے مراد آپ کی شریعت مطہرہ مقدسہ ہے اور صدف سے مراد خلفاء راشدین اور ان کے متبعین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ہیں۔

ترجمہ ۱۰۲

اس بارش کے قطرات وہ چار یار ہیں جو آپ کی شریعت کی بزم کو سنگارنے والے ہیں اس لئے کہ آپﷺ کل ہیں اور یہ حضرات آپ کے اجزاء۔

ترجمہ ۱۰۳

وہ چار یار اس گل زیبا (حضور اکرمﷺ) کے پتے ہیں کیونکہ وہ احمدی رنگ وبو رکھتے تھے۔

حل لغات ۱۰۴

جواد تین معنوں میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفت اور سخی، یہاں یہی مراد ہے لیکن ان معنوں میں واو پر شد نہیں آئے

گی۔انی لہ، بے شک میں ہی اس کے لئے ہوں۔ستاد، استاد کامخفف بمعنی کامل سکھانے والا۔

ترجمہ

جونہی اس شہنشاہ کی ضرورت ہوتی اور وہ ہی زبان سے کہنے تک نوبت پہونچتی وہ خود بخود حضورﷺ کی رضا کے مطابق امور سرانجام دیتے۔

شرح

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل وکمالات میں سب سے ان امور کا ذکر خیر فرمایا ہے جوان کا طرۂ امتیاز تھا یعنی حضورﷺ کی ہر بات بلکہ صرف آپ کے ارادہ کو بھانپ کر بلا تامل عملی تصویر بن کر گویا عرض کر دیتے۔

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

ترجمہ۱۰۶

وہ اللہ تعالیٰ کا آزاد کردہ پیارا بندہ اور متقیوں کا امام جن کا دل خوفِ خدا سے خشوع والا لیکن دین کا سلطان تاھ۔

شرح

سابقہ اشیاء میں چہار یار کے اجمالی فضائل بیان کر کے اب ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ بیان فرماتے ہیں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے اس لئے کہ اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق آپ بعد الانبیاء افضل البشر ہیں۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس بیت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد فضائل ہیں۔آزاد کردہ، پیارا بندہ، امام المتقین، دل خوف خدا سے لبریز، فاشع القلب، سلطانِ دین۔ان کی تفصیل کے لئے بڑا دفتر اور ایک مستقل تصنیف چاہیے تبرکاً چند احادیث مبارکہ عرض کرتا ہوں۔

عن النبیﷺ قال ان من امن الناس علی فی صحبۃ ومالہ ابوبکر

حضور اکرمﷺ نے فرمایا کہ بیشک مجھ پر زیادہ منت اور احسان صدیق اکبر کا ہے۔

فرمایا حضورﷺ نے

لو کنت متخذا خلیلاً لا تخذت خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ومردۃ لا بتقین فی المسجد خوخۃ الا

خوخة ابی بکر. (مشکوٰۃ)

اگر میں غیر اللہ کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اخوۃ و محبت اسلامی ان سے ہے خبردار مسجد کے تمام دریچے بند کردو سوائے ابو بکر کے دریچہ کے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین ہیں منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں سنو اور اطاعت کرو۔ ایک شخص سامعین میں سے اُٹھتا ہے اور پُر جوش بے خوف و خطر کہتا ہے نہ ہم آپ کی بات سننے کو تیار ہیں اور نہ ہم آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے مجبور ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانپ اُٹھتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے برادرِ محترم! مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے جو آپ اس قدر برہم ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ ابھی کل کی بات ہے کہ غنیمت کی دو چاروں میں سے ہر شخص کو ایک ہی ملی ہے اور تمہارے جسم پر کرتہ دو چاروں کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اس کا کیا مطلب؟ نہ آپ ہم پر حکومت کرنے کے قابل ہیں اور نہ ہی ہم پر آپ کی اطاعت و فرمانبرداری لازم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً ہی اپنے لڑکے عبد اللہ کو حکم دیتے ہیں اُٹھو بیٹا! اپنے محترم بھائی کی غلط فہمی کو دور کردو چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھ کر بیان کرتے ہیں کہ بھائی صاحب! ابا جان کا کرتہ ایک چادر سے نہیں بنتا تھا اس لئے میں نے اپنے حصہ کی چادر انہی دے دی ہے۔ آپ ٹھیک فرماتے ہیں کرتہ دو ہی چادر کا بنا ہے۔ اس پر وہی شخص اُٹھ کر عرض کرتا ہے کہ آپ فرمائیے اب آپ کا ہر حکم ہمارے لئے واجب التعمیل ہوگا۔

حضرت عمر کو اپنے علاج کے لئے ایک دفعہ شہد کی ضرورت پڑی اور شہد بیت المال میں موجود تھا انہوں نے مجلس کو خطاب کرکے فرمایا کہ شہد آپ لوگوں کا ہے اگر اجازت دیں تو میں اپنے علاج کے لئے اس میں سے لوں گا لوگوں نے اجازت دی تو حضرت عمر نے شہد استعمال کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن العاص کو مصر کا گورنر بنایا ہوا تھا ان کے لڑکے نے ایک مصری کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑایا۔ مصری نے دوڑ جیت لی ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور یہ کہہ کر اُسے مارنا شروع کردیا کہ میں عزت والوں کا بیٹا ہوں۔

مصری نے یہ شکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں پہنچائی تحقیق کرنے پر بات درست نکلی آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا کہ حج کے موقعہ پر اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لائے چنانچہ گورنر مصر اپنے بیٹے کو لے کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُرہ مصری کے ہاتھ میں دے کر کہا لو عزت والوں کے بیٹے کو مارو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے موقعہ کو اس لئے مناسب سمجھا کہ سب لوگوں کو عبرت ہوگی۔ چنانچہ مصری نے تمام حاجیوں کے سامنے گورنر کے بیٹے کو دُرے سے مارا جب اس کا جی بھر گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''انسان فطری طور پر آزاد پیدا ہوا ہے تم نے اسے کب سے غلام سمجھ لیا ہے''

اس حدیث کو علامہ طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ریاض النضر ہ میں نقل کی ہے۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خلفاء کی محبت کے بغیر جب فرضی عبادتیں مقبول نہیں ہوتیں تو اس کا ایمان کیسے مقبول ہوگا۔

حضرت عمر نے فرمایا یہ خیال اپنے دل سے نکال دو اگر تم اس کو نہیں مناؤ گے تو میں تم کو سزا دوں گا۔

ایک دفعہ کسی نے اطلاع دی کہ فلاں مکان میں کچھ اشخاص شراب پی رہے ہیں آپ تشریف لے گئے اور چھپ کر دیکھا تو واقعی شراب پی جارہی تھی آپ نے صبح ایک شراب پینے والے کو بلایا اور اس سے باز پرس کی تو اس نے کہا کیا پرورد گار نے تم کو تجسس منع ہے حضرت عمر خاموش ہو گئے اور اس کو کچھ نہ کہا۔

ایک دفعہ حضرت عمر بہت تھکے ہوئے تھے تو ایک بدوی کوئی فریاد لے کر آ گیا آپ کو ناگوار گذرا تو اس کو ایک کوڑا ماردیا وہ خاموشی سے چلا گیا ابھی سامنے ہی تھا کہ حضرت عمر کو خیال آیا کہ انہوں نے زیادتی کر دی ہے اس کے پیچھے بھاگے اس کی خوشامد کی کوڑا اس کے سامنے رکھا اور کہا کہ مجھے مار! وہ بیچارا کیسے مارتا آخر اس نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ میں نے آپ کو معاف کیا۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری صفت قرآن آپ کی رائے پر نازل ہوتا اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ قرآن کی زبان کا مطالعہ فرمائیے۔

جبلہ بن الہم جو غسان کا امیر تھا وہ عیسائی تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اس کے عزیز واقارب بھی مسلمان ہو گئے تھے اس نے اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع حضرت عمر تک پہنچائی اور حاضر ہونے کی درخواست کی اجازت ملنے پر وہ بڑی شان وشوکت سے اپنے پانچ سو رشتہ داروں سمیت مدینہ آیا اس نے شاہی تاج پہن رکھا تھا حضرت عمر نے اس کے استقبال کا حکم دیا تھا اور لوگوں نے مدینہ سے باہر جا کر اس کا استقبال کیا جب کہ اس کے ساتھ دو سو سوار ہتھیار لگے ریشمی

لباس میں ملبوس تھے حضرت عمر کے پاس وہ پہنچا تو انہوں نے اس کو خوش آمدید کہا اور اپنے پہلو میں جگہ دی۔

کچھ عرصہ بعد وہ حضرت عمر کے ہمراہ مکہ حج کے لئے گیا۔ خانہ کعبہ کے طواف میں اتفاق سے ایک بدوی کا پاؤں اس کی چادر پر جا پڑا اسے غصہ آیا اور اس نے بدوی کو ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ بدوی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں دعویٰ کر دیا آپ نے جبلہ سے کہا تم نے کیوں ایسا کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میں بادشاہ ہوں اور ایک بدوی ہے حضرت عمر نے فرمایا اسلام نے تمہیں اور اسے ایک جگہ جمع کر دیا ہے سوائے پرہیز گاری کے تم کسی چیز میں اس پر فضیلت نہیں پا سکتے۔ جبلہ نے کہا امیر المومنین میں تو سمجھا تھا کہ مجھے اسلام میں جاہلیت سے زیادہ عزت دی جائے گی۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ خیال اپنے دل سے نکال دو اور فیصلہ فرمایا جبلہ معافی مانگے اور بدوی معاف کر دے ورنہ بدوی بھی جبلہ کو تھپڑ مارے۔ جبلہ نے حضرت عمر سے غور کرنے کے لئے ایک رات کی مہلت مانگی اور رات کو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مکہ سے بھاگ گیا اس نے سیدھا قسطنطنیہ کا رُخ کیا اور ہرقل کے پاس پہنچا اور پھر مرتد ہو گیا۔ ہرقل نے اس کو جاگیر بخشی اور بڑا اچھا سلوک کیا۔

ترجمہ۱۰۸

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرمیلے اور حضور نبی پاک ﷺ کی آنکھ تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار زن تھے اور آپ (ﷺ) کے سخی ہاتھ بھی تھے۔

شرح

اس بیت میں دو خلفاء کی دو دو صفتیں بیان کی ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرمیلے تھے، حضور ﷺ کی آنکھ یعنی محبوب تھے۔

شرم وحیاء

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب کی اور نبی کریم ﷺ اسی حالت میں بیٹھے رہے انہوں نے کچھ بات چیت کی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی انہیں بھی اجازت دی گئی انہوں نے بھی کچھ گفتگو کی پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی تو حضور اکرم ﷺ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے اور انہیں اجازت مرحمت فرمائی جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہانے عرض کی کہ حضرت ابوبکراور حضرت عمر آئے آپ نے ان کے لئے جنبش نہ فرمائی پھر حضرت عثمان کے لئے اپنے کپڑے درست فرمالئے اور اُٹھ کر بھی بیٹھ گئے تو اس کے جواب میں سید دو عالم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ

الا استحي من رجل تستحي منه الملئكة . (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰)

کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کریم سے دعا کی اللہ میرا عثمان بڑا شرمیلا ہے تو کل قیامت کو اس سے حساب نہ لینا وہ شرم وحیاء کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہ دے سکے گا۔(مرقاۃ جلد ۱۱صفحہ ۳۲۱)

آنکھ کا تارا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ویسے تو حضور اکرم ﷺ کو اپنا ہر یار پیارا تھا بلکہ ہر امتی پیارا ہے لیکن بعض مواقع خصوصیت سے کسی کے ساتھ محبت کا اظہار ہوا۔صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص لطف وکرم ہوا۔قرآن مجید میں ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ(پارہ ۲۶،سورۃ الفتح،آیت ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اس آیۂ مطہرہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمادیا کہ اے محبوب (ﷺ) جو تمہاری بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر تمہارا دست اقدس ہی نہیں بلکہ خالق دوجہاں کا دست قدرت ہے۔

فائدہ

سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو سرورِ کونین ﷺ نے اپنا ہاتھ فرمایا اور حضور ﷺ کے دست اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت فرمایا ہے

دست خدا ہے حبیب خدا جو کہ ید اللہ تھا ہاتھ بنا ہے آپ کا آپ وہ ذیشان ہیں

حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا محبوب خدا یار ہے عثمان غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا اللہ خریدار ہے عثمان غنی کا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لکل نبی رفیق ورفیقی یعنی فی الجنة عثمان ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۱)

ہرایک کا کوئی رفیق ہوتا ہے جنت میں میرا رفیق عثمان ہے۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

واقعہ حدیبیہ

کفار نے جب حضورا کرم ﷺ کو کعبہ معظّمہ میں آنے سے روک دیا تو آپ نے حضرت عثمان کو کفار کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے مکہ معظّمہ کی طرف بھیجا چنانچہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے اور اہل مکہ سے فرمایا میرے آقا و مولا حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پاک تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ صرف اور صرف عمرہ کی ادائیگی کے لئے آئے ہیں اس لئے تم ہمارا راستہ نہ روکو مشرکین مکہ نے کہا اے عثمان اگر تم عمرہ کرنا چاہو تو تمہیں اجازت ہے مگر ہم مسلمانوں کو اور ان کے نبی اکرم ﷺ کو مکہ معظّمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اس پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو پھر میں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے بغیر طوافِ کعبہ نہیں کرسکتا اس پر وہ برہم ہو گئے اور انہوں نے آپ کو مکہ مکرمہ میں روک لیا ادھر مسلمانوں کے قافلہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین مکہ نے شہید کر دیا ہے اس خبر کو سن کر حضورا کرم ﷺ نے اپنی سر و سامان جمعیت سے جاں نثاری کی بیعت لی جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۸)

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

باری باری تمام اصحابِ رسول بیعت کر رہے تھے جب تمام سے بیعت لے لی گئی تو حضورا کرم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا

ھذہ یدعثمان فضرب بھاعلیٰ یدہ وقال ھذہ لعثمان ۔ (بخاری و مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳)

یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔

اس فرمان رسول سے دو مسئلے حل ہوئے ایک یہ کہ حضورا کرم ﷺ کو علم تھا کہ میرا عثمان زندہ ہے اس لئے کہ بیعت زندہ کی ہوتی ہے مردہ کی نہیں۔ دوسرا یہ کہ حضورا کرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کو دست عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا اور حضورا کرم ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے۔

ترجمہ ۱۰۹

اگر علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ نہیں تھے ان کا ید اللہ نام کیوں وار دہوا۔

شرح

اس بیت میں سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ید اللہ کہا گیا پہلے بیت کی دو صفتیں ملا کر تین اوصاف بیان کئے گئے۔

(۱) بہادر (یتغرن) (۲) سخی (۳) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ۔

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات بھی بے شمار ہیں اور صرف انہی تینوں صفات کی تشریح و تفصیل کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ تصانیف چاہئیں فقیر صرف صفت اول کے بارے میں ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہے۔ آپ ہر مشکل وقت میں پیغمبر کے سینہ سپر رہے جب قریش نے قتل پیغمبر کا عزم کیا تو آپ تلواروں کے نرغہ اور دشمنوں کے ہجوم میں بستر نبوت پر سو گئے جس سے دشمنوں کو اپنے ارادوں میں نا کام و نامراد ہونا پڑا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ امیر المومنین میں چار خصوصیات ایسی تھیں جو ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ تھیں ایک یہ کہ آپ نے ہر عربی و غیر عربی سے پہلے نماز پڑھی اور دوسرا ہر معرکہ دار و گیر میں علمبر دار ہوتے رہے اور تیسرا جب لوگ پیغمبر اسلام کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے تو آپ صبر و استقامت سے جمے رہتے تھے اور چوتھا یہ کہ آپ ہی نے پیغمبر خدا کو غسل دیا اور قبر میں اتارا نیز آپ وہ واحد ہستی ہیں جن کی ولادت کعبہ میں اور شہادت مسجد میں ہوئی۔ داعی اسلام کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک بھی آپ نے کیا پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا آپ پر اثر تھا کہ علم و عمل اور کردار کا مکمل نمونہ تھے۔ محسن انسانیت، فخر موجودات، سرکارِ دو عالم ﷺ کی کئی احادیث سے آپ کے علمی و عملی درجات اور فضائل و اوصاف مترشح ہوتے ہیں آپ نے فرمایا حق علی کی طرف ہے اور علی حق کی طرف ہے چہرہ علی کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اور جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے چنانچہ ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں آپ کی رفعتوں اور عظمتوں کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ آپ کی حیات اقدس کا ایک ایک لمحہ نصرتِ خداوندی کے لئے وقف تھا شب ضربت ۱۹ رمضان المبارک جب ابن ملجم ضربت لگا چکا تو آپ نے امام حسن اور امام حسین سے فرمایا کہ میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، دنیا کے خواہش مند مت ہونا اگر چہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے جو کہنا حق کے لئے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لئے کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بننا، اپنے

معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے، دیکھوں یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کے کام و رہن کے لئے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ اس وصیت میں آپ نے کئی اہم دینی امور اور حقوق العباد کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کے دیگر ارشادات خطبات مکتوبات اور حکم و نصائح نہج البلاغہ میں مرقوم ہے۔

ابن سعد کے قول پر حضرت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز امیر المومنین حضرت علی مرتضٰی کے دست مبارک پر مدینہ طیبہ میں تمام صحابہ نے بیعت کی۔ حضرت علی کا دورِ حکومت غریبوں اور محتاجوں کے لئے بڑی آسودگی اور راحت کا زمانہ تھا، بیت المال میں جو کچھ بھی آتا وہ سب کا سب ان میں تقسیم کر دیا جاتا آپ نے باغیوں اور سرکشوں کے ساتھ بھی ہمیشہ نرمی کا سلوک کیا آپ کی فیاضی اور رحمدلی اس قدر عام تھی کہ اہل فارس برملا کہہ اُٹھتے تھے خدا کی قسم اس عرب کو دیکھ کر نوشیرواں عادل کی یاد آجاتی ہے۔

حضرت علی نے اپنی عمر کے تیس برس ہادیٔ برحق کی رفاقت میں گزارے اس لئے اسلام کی صحیح تعلیم فرائض اور رسول اللہ کے ارشادات گرامی پر آپ کی سند کافی تھیں اس کے لئے ہر شخص آپ کا محتاج تھا۔

حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا فرماتے تھے جو شخص اس سرخ شاخ کو جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے جنت عدن میں بویا ہے لینا محبوب رکھے اسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب کی محبت میں زندگی بسر کرے۔

ازالۂ دوئم

بعض خوارج کے بقایا لوگ کہتے ہیں کہ حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفض کی علامت ہے یہ ان کا کہنا جہالت بلکہ سفاہت و حماقت ہے اس لئے کہ سنت کی علامت ہی حب صحابہ کے ساتھ حب علی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ ۱۱۰

نبی پاک ﷺ کا ہاتھ عین ذوالجلال کا ہاتھ ہے جب کہ بیعت و قتال میں آپ کے ہاتھ کو ید اللہ کہا گیا ہے۔

شرح

چونکہ سلاسل طیبہ میں ہر ولی کامل کا روحانی رشتہ علی المرتضٰی تک پہونچتا ہے اسی لئے شعر سابق میں سیدنا علی

المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ نبی کریم ﷺ کا ہاتھ کہا گیا ہے اس کی دلیل اس شعر کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور علی المرتضیٰ کا ہاتھ نبی کریم ﷺ کا ہاتھ ہے جب کہ آپ نے حضور ﷺ کی بیعت کی ہے اور بیعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِم(پارہ ۲۶،سورۃ الفتح، آیت ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

تخصیص علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آیت مذکورہ میں اگرچہ عموماً ہر صحابی کو یداللہ نصیب ہوا لیکن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیت فقیر کو یہ ذہن میں آتی ہے کہ اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم ﷺ کے روحانی خلفاء ہیں جیسا کہ ارشاد ہے

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھدیتم

میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

مناقب المحبوبین کتاب مذکور کے صفحہ ۳۷ پر لکھا کہ آنحضرت ﷺ کی خلافت دو قسم ہے۔صغریٰ، کبریٰ۔صغریٰ اس سے خلافت ظاہری مراد ہے جو خلفائے اربعہ کو بہ ترتیب معلوم ہے خلافت باطنی یعنی خلافت کبریٰ حضرت علی المرتضیٰ سے مخصوص ہے یہ قول موجود ہے جیسا کہ اسی کتاب میں خود لکھا کہ خلافت کبریٰ میں تینوں خلفاء بھی شامل ہیں اگرچہ ان سے سلسلہ باطنی رائج نہیں ہوا۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہ

سلسلہ رائج نہ ہونے خلفاء ثلاثہ کی افضلیت کو خارج نہیں بہت سے افضل مشائخ کے سلاسل مروج نہیں ہوتے جتنا ان کے خلفاء سے فیض عام ہوتا ہے جیسے سیدنا غوثِ اعظم ،سیدنا داتا گنج بخش اور سیدنا اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے ہی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ مروج سلاسل ہونا۔

اور یہ بھی مسلم ہے کہ اگرچہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ ولایت میں حضور اکرم ﷺ کے خلیفہ ہیں لیکن خلفاء ثلاثہ کے بھی تو خلیفہ ہیں جیسا کہ فن تصوف کا قاعدہ ہے کہ ہر خلیفہ ثانی خلیفہ اول کا خلافت ظاہری کا بھی اس کا خلیفہ ہے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت باطنی حضور اکرم ﷺ سے مشہور ہوئی اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت ظاہری کا انہاک ومصروفیت خلفاء ثلاثہ کو سلاسل کی ترویج کا وقت نہ دیا ورنہ وہ خلافت باطنہ سے خالی نہ تھے۔اس کی ایک شہادت سلسلہ نقشبندیہ بھی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترویج پذیر ہے ایسے ہی سلسلہ اُویسیہ سیدنا فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب کہ سرورِ عالم ﷺ نے خرقہ ان کے ذریعے سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اگرچہ سیدنا فاروق اعظم کے وصال کے بعد سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی اگرچہ درحقیقت آپ بھی حضور ﷺ کے براہ راست تربیت یافتہ اور بلاواسطہ خلیفہ باطنی ہیں۔

لطیفه

سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلاسل ثلاثہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کے پیرانِ پیر ہیں اور سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سیر الاقطاب پھر مناقب المحبوبین صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے والد کا نام موسیٰ راعی بن خواجہ اُویس قرنی تھا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس معنی پر ہمارا سلسلہ اُویسیہ جد السلاسل ہوا۔ علاوہ ازیں سلسلہ جس طرح اپنے شیخ کا بلاواسطہ خلیفہ ہوتے ہیں اور باطنی طور پر بھی حضور اکرم ﷺ سے بھی خلافت سے نوازے جاتے ہیں اور یہی سلسلہ اُویسیہ ہے گویا سلسلہ اُویسیہ ہر سلسلہ پر موثر ہے۔

مناقب المحبوبین صفحہ ۳۷ میں ہے کہ ایک خرقہ خلافت باطنی آنحضرت ﷺ نے حضرت اُویس قرنی کو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاتھ ارسال کیا تھا یہ صحیح روایت ہے اور بہت سی کتابوں میں درج ہے۔

ترجمه ۱۱۱

حضور اکرم ﷺ کنکریاں پھینکتے تو "وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ" یعنی وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

شرح

سابق مضمون کی تائید دوسرے مضمون قرآنی سے بیان فرمائی اور بیت کا مصرعہ قرآنی آیت کا ایک ٹکڑا ہے جو سورۃ انفال آیت ۱۷ میں ہے۔

اور یہ غزوہ بدر کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ روح البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا کہ جب کفار عقنقل تک پہونچے۔

عقنقل ایک ٹیلہ ہے جو وادی کی طرف واقع اور وہاں سے لوگ بدر میں داخل ہوتے تو کافروں نے مسلمانوں کو جھانکا حضور اکرم ﷺ نے دعا مانگی یہ کافر فخر و غرور سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں اے اللہ تعالیٰ

میں تجھ سے تیرے وعدہ کریمہ کا سوال کرتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ کی دعا مستجاب ہوئی آپ بھی دعا مانگ رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی آپ مٹی مٹھی میں لے کر کافروں کی طرف پھینکیں جب وہ آپ کے مقابلہ میں آئیں۔ چنانچہ جب اسلام و کفر کا لشکر آمنے سامنے ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وادی سے کنکریاں اُٹھا کر مجھے دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنکریاں اُٹھا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں تو آپ نے کافروں کو منہ پر کنکریاں مارتے ہوئے فرمایا

تھا ھت الوجوہ　　　　کافروں کے چہرے ذلیل و خوار ہوں

اس کا یہ اثر ہوا کہ اس وقت لشکر کفار میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کی آنکھوں اور ناک کے نتھنوں اور منہ میں کنکر اور مٹی نہ پہنچی ہو اس سے کفار شکست کھا کر بھاگے تو مسلمان ان کے پیچھے ہوئے انہیں قتل کرتے اور بعض کو قید کرتے رہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنگ سے غلبہ کر اور غنیمتیں حاصل کر کے واپس لوٹے تو آپس میں فخر و ناز سے کہتے جا رہے تھے کوئی کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا، دوسرا کہتا میں نے فلاں کو قید کیا وغیرہ وغیرہ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ

بیت کے مصرعہ ثانیہ کا مطلب یہ ہے کہ "وَ مَا رَمَیْتَ" اے محبوب محمد ﷺ حقیقۃً آپ نے کنکریاں نہیں ماریں "اِذْ رَمَیْتَ" جب کہ ظاہری طور پر آپ نے کنکریاں پھینکیں ورنہ ان کنکریوں کا اس طرح اثر ہوتا جیسے عام بشروں کی کنکریوں سے ظاہر ہوتا ہے "وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" لیکن اللہ تعالیٰ نے کنکریاں ماریں یعنی کنکریوں سے جو تاثیر پیدا ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تھی حضور اکرم ﷺ کے کنکر پھینکتے وقت تمام مشرکین کی آنکھوں پر لگیں یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگے اور صحابہ کرام ان پر غلبہ پا گئے۔

خلاصہ یہ کہ کنکریوں کا ظاہری طور پر پھینکنا حضور ﷺ سے صادر ہوا اور ان کا اثر اللہ تعالیٰ کی طرف تھا اس لئے کہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ مٹھی بھر کنکریاں تمام مشرکین کی آنکھیں کو پہنچیں کہ کوئی ایک بھی ان سے بچ نکلے۔

فائدہ

کبھی بول کر اس کا مسمی مراد لیا جاتا ہے یا اس کا کمال مراد ہوتا ہے مثلاً لفظ مومن بول کر کبھی مومن کامل مراد لیا جاتا ہے۔

ازالۂ وھم

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فعل قتل کی نفی کر کے اسے اپنی ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے کہ عمل کے جملہ اسباب مثلاً ملائکہ کی امداد کافروں کے دل میں رعب ڈالنا اور اہل ایمان کے دل مضبوط وغیرہ کا سبب وہی ہے اور قاعدہ ہے کہ فعل کی نسبت سبب کی طرف مجازاً ہوتی ہے مثلاً ہم کہتے ہیں "القلم یکتب ملجا" اور کبھی اصل کی طرف بھی نسبت ہوتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے "الکاتب یکتب ملیجا"

نکتہ عجیبہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قتل کی بالکلیہ نفی کر کے اسے اپنی طرف منسوب فرمایا اور حضور اکرم ﷺ سے صرف رمی کی نفی نہیں فرمائی بلکہ وہاں سرے سے اپنے حبیب ﷺ کے وجود کی بھی نفی فرمادی ہے اور کلی طور پر صرف اپنے وجود کا اثبات فرمایا چنانچہ ملاحظہ ہو "وَ مَا رَمَيْتَ" اے محبوب ﷺ آپ نے اپنے وجود سے کنکر نہیں ماری "اِذْ رَمَيْتَ" جبکہ آپ نے کنکر مارے "وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ا" "ای لکن رمیت باللہ" کی وجہ یہ ہے کہ رمی کے وقت حضور نبی پاک ﷺ مقامِ تجلی پہ تھے اور اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ جب اپنے کسی بندے پر اپنی کسی صفت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے تو بندے سے اس فعل کا صدور کراتا ہے جسے اس فعل سے تعلق ہوتا ہے مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ملاحظہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ ان پر صفت احیاء سے جلوہ گر ہوا تو عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلوہ کی وجہ سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے اس تقریر کو حدیث قدسی کے مضمون سے سمجھئے "قال تعالیٰ کنت لہ سمعا وبصرا الخ" طریق سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ پر صفت قدرت سے جلوہ گر ہوا تو آپ نے کنکر پھینکے اس قدرت کی صفت کی تجلی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا اور اس حقیقت کو اپنے ارشاد

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ا يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

سے واضح فرمایا۔

نکتہ دیگر

جس فعل کو بندے کی طرف منسوب کیا جائے تو چونکہ بندہ حوادث وآفات کا مرکز ہے اس لئے اس کے لئے جائز ہے لیکن اپنے محبوب کریم ﷺ پر حوادثات وآفات کی نسبت گوارا نہ کرتے ہوئے ان کے فعل کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور وہ ہر قسم کے حوادث وآفات سے منزہ ہیں۔

وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ گفت حق | کارما بر کارها دارد سبق
گر بپرانیم تیراں نے زماست | ماکمال و تیراانداز ش خداست
تانشد مغلوب کس ایں سرنیافت | گرتو خواهی آنطرف باید شتافت

"وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ" حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے کام تمام کاموں پر سبقت رکھتے ہیں

ہم (انسان) اگر تیر چلائیں تو وہ ہم نہیں چلا رہے ہم تو کمان ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں تیر چلانے والا تو اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

جب تک انسان مغلوب (محو) نہ ہو اس راز کو نہیں پا سکتا تم اگر راز کو سمجھنا چاہتے ہو تو اس (محویت) کی طرف دوڑو۔

حل لغات ۱۱۲

رشید، سیدھے راستہ پر چلنے والا۔

ترجمہ

اے راہ راست پر چلنے والے اہل بیت کے وصف میں یہ مضمون وارد ہے کہ ان پر اللہ بزرگی والے کا ہاتھ ہے۔

ترجمہ ۱۱۳

اس حقیقت کی شرح ہماری سمجھ سے باہر ہے اس ٹوہ میں پڑنا گمراہی ہے۔

حل لغات ۱۱٤

منقل، معلق، پیچیدہ۔

ترجمہ

ہمیشہ (تا زندگی) میں اس پیچیدہ مسئلہ کی شرح بیان کروں تو سوائے حیرت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ترجمہ ۱۱٥

اے ہمارے پروردگار تجھے پاکی ہے ہمیں کسی شے کا علم نہیں سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا۔

حل لغات ۱۱٦

بچیدہ از چیدن، چننا، چگنا۔

ترجمہ

باتوں باتوں میں جب گفتگو یہاں تک پہونچی قلم موتی بکھیر نے والے نے دامن چن لیا یعنی قلم لکھنے سے رک گیا۔

حل لغات ۱۱۷

ملہم،الہام کرنے والا،سروش،فرشتہ۔

ترجمہ

الہام کرنے والا غیبی فرشتہ راز داں نے میرا دامن پکڑ کر کہا اے تیز زبان والے۔

ترجمہ ۱۱۸

یہ سخن تیرے فہم لائق نہیں اسی لئے یہاں بات ختم کردے بے ہودہ انسان کی طرح غلطی نہ کر حد سے آگے نہ بڑھ۔

شرح

یہ دو شعر قطعہ بند ہیں مطلب ظاہر ہے۔

حل لغات ۱۱۹

کلت لسانہ،اس کی زبان گونگی ہوگئی۔

ترجمہ

بہت بڑے صوفیہ کرام اس مقام کو بیان کرنے سے خاموش ہیں کلت لسانہ کی شراب سے بے ہوش ہیں۔

اشعارِ مثنوی رضا

(۱۲۰)راز ها برقلب شاں مستورنیست — لیك افشا کرد نش دستور نیست

(۱۲۱)هر کجا گنجی ودیعت داشتند — قفل بردو بهر حفظش بسته اند

(۱۲۲)در دل شاں گنج اسرار اے خو — برلب شاں قفل امرا نفتوا

(۱۲۳)روز آخر گشت وباقی ایں کلام — ختم کن انے له طرف التمام

(۱۲٤)لغز گفت آں مولوی مستند — راز مارا روز کے گنجا بود

(۱۲۵)الغرض شد مثل آں عالیجناب — سایه ساں معلوم پیش آفتاب

(۱۲٦)متفق بروے همه اسلامیاں — سنیاں برعیاں مستهاں

(۱۲۷)ممتنع بالغیر داند یك فریق — ممتنع بالذات دیگر اے رفیق

(۱۲۸)وادریغا کرده ایں قوم عنید — خرق اجماعے بدیں قول جدید

(۱۲۹)الله الله اے جهولاں غبے — تابکے بیدینی و فتنه گرے

(۱۳۰)مصطفی وایں چنیں سواء الادب — ایں قدر ایمن شدید از مکررب

(۱۳۱)سابع سبعه مگوئیداز عناد — اتهوا خیرالکم یوم التناد

(۱۳۲)روز محشر چوں خطاب آید زعرش — اے لطیفاں فلك سکان فرش

(۱۳۳)هیچ می بینید درارض وسما — مثل و شه ما بنده مصطفی

(۱۳٤)ایك زباں گویند نے نے اے کریم — کس عدیلش نیست بالله العظیم

(۱۳۵)آنچناں کاندرازول زار واح ما — از الستے خاست بی پایاں بلے

(۱۳٦)لاجرم آنروزیں قول وخسیم — توبه ها ظاهر کنند از ترس وبیم

(۱۳۷)معترف آید بر جرم و خطا — معذرت آرید پیش کبریا

(۱۳۸)کابخدا زافضل او غافل بدیم — شمس پیش چشم ماجاهل بدیم

(۱۳۹)ربنا انا ظلمنا رحم کن — جاهلانه گفته بودیم ایں سخن

(۱٤۰)پردها برچشم ماافتاده بود — رحم کن برجاهلاں ای ودود

(۱٤۱)نفس ماانداخت مارا در بلا — وائے برماؤ بنا دانی ما

(۱٤۲)عذر ها در حشر باشد ناپذیر — قاریا برخواں الم یات التذیر

(۱٤۳)سخت روزے باشد آں روز الاماں — باخته هوش وحواس قدسیاں

(۱٤٤)واحد قهار باشد درغضب — یجعل الولدان شیبا فی التعب

(۱٤۵)زهر ها دربا خته افلاکیاں — رنگ از چهره پریده خاکیاں

(۱٤٦)دوکره باشند مسعود ولئیم — کل فرق کان کابطود العظیم

ترجمہ ۱۲۰

روز ورموز ان کے دل سے پوشیدہ نہیں لیکن ان کا ظاہر کرنا ان کا طریقہ نہیں۔

شرح

بعض علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے لئے خاص کئے ہوئے ہیں کہ وہ عوام کو ظاہر کرنے کے لائق نہیں اور اس مخفی خزانہ کی عطا اور اس پر اظہار نہ کرنے کا معاملہ شب معراج ہوا جیسا کہ ذیل کی حدیث شریف سے ثابت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

فأورثني علم الأولين والآخرين، وعلمني علوما شتى، فعلم أخذ على كتمانه إذ علم أنه لا يقدر على حمله أحد غيري، وعلم خيرني فيه. (مواہب الدنیہ جلد۲صفحہ۲٦)

(اے)اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین وآخرین کے علوم کا وارث بنایا اس کے بعد مختلف علوم عطا فرمائے ایک قسم ایسی کہ اس کے چھپانے کا حکم ایک وہ جو میرے سوا اس کا کوئی حامل نہ ہوا ایک وہ جس کا اور مجھے اختیار دیا۔

فائدہ

بخاری ومشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں

حفظت من رسول الله (ﷺ) وعائين ، فأما أحدهما فبثته فيكم ، وأما الآخر فلو بثثته قطع هذا البلعوم .

میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ظرف (علم کے) یاد کر لئے ہیں ان میں سے ایک کو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرا (یعنی باطنی علم) اگر میں ظاہر کر دوں تو میرا یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم، بخاری کتاب العلم)

جس علم کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے سامنے کھول کر بیان فرمایا وہ علم شریعت کا تھا اور جس علم کو آپ نے لوگوں سے چھپایا ظاہر نہ فرمایا وہ باطنی علم تھا۔

ترجمہ۱۲۱

جہاں خزانے امانت رکھتے ہیں حفاظت کے لئے ان کے دروازوں کو تالوں سے بند رکھتے ہیں۔

شرح

اسی کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا

کانرا کہ شدخبر ش باز نیامد | جسے خبر ہو گئی اس کی خبر نہ آئی

ترجمہ ۱۲۲

اے برادران کے دل میں اسرار کے خزانے ہیں لیکن ان کے لبوں پر "امرا نصتو" چپ رہو کے تالے ہیں۔

شرح

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا

تونڑیں جو دریا نوش بن | پر جوش تھی خاموش ھن
اسرار دے سرپوش ھن | صامت رھن مارن نہ بك

اگر چہ ایسے عارف شراب مستی کا دریا پینے والے ہیں پر جوش ہونے کے باوجود بالکل خاموش ہیں وہ رازورموز کو چھپانے والے خاموش رہتے ہیں خواہ مخواہ دعویٰ نہیں کرتے۔

ترجمہ۱۲۳

دن ختم ہو گیا لیکن ابھی گفتگو باقی رہ گئی ختم کرا سکے تمام کا کنارہ کہاں۔

شرح

یہ عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والی چال ہے کہ مضمون کو ختم نہ ہوتے ایسے کہہ دیتے ہیں اس کے بعد سابق مضمون کا آغاز فرماتے ہیں۔

حل لغات ۱۲٤

مغز (عربی) جنگلی چوہے کا سوراخ، چیستان، پہلی۔ گنجا، گنجائش کا مخفف۔

ترجمہ

حضرت مولوی (رومی قدس سرہ جن کا ارشاد مستند ہے) نے پہلی کے طور فرمایا ہے کہ ہمارے دل کو ان اسرار کے افشاء کی گنجائش کہاں۔

شرح

اس قاعدہ پر مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی شریف کی بنیاد ہے کہ اسرار ورموز اشاروں اور کنایوں سے سمجھائے

گئے ہیں جیسا کہ مثنوی شریف کے ماہرین وقارئین کو معلوم ہے۔

ترجمہ ۱۲۵

الغرض اس بلند بارگاہ والے رسول اللہ ﷺ کی مثل ایسے معدوم ہے جیسے آفتاب کے سامنے سایہ۔

شرح

جو کمالات حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں ہیں دوسروں کو عشر عشیر بھی نہیں ملے خواہ وہ انبیاء علیہم السلام ہوں اولیاء کرام یا عوام مثلاً حسن کو دیکھ لیجئے۔ اس بارے میں سیدنا یوسف علیہ السلام مشہور ہیں لیکن کہاں یوسف علیہ السلام اور کہاں ان کے ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ

ونبینا ﷺ اوتی من الجمال مالم یوته احد ولم یؤت یوسف الا شطر الحسن واوتی نبینا ﷺ جمیعه

اور ہمارے نبی پاک ﷺ کو وہ حسن وجمال عطا ہوا جو کسی نہ ملا یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا اور ہمارے نبی کو اس حسن کا کُل عطا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

لم یقم مع شمس قط الا غلب ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ السر

(سیرتِ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۰)

اور حضور اکرم ﷺ سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر حضور اکرم ﷺ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر چراغ کی روشنی پر بھی حضور اکرم ﷺ کی روشنی غالب رہتی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

مارایت شیئا احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس تجری فی وجهه

میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو حسین وجمیل نہ دیکھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب آپ کے چہرے پر سیر کر رہا ہے۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۵، سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۰)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے

یتلا لا وجهه تلالو القمر لیلة البدر. (جواہر البحار جلد۲ صفحہ ۵)

آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں

ما کنا نحتاج الی السراج من یوم اخذ ناہ لان نور وجهه کان انور من السراج فاذا احتجنا الی السراج فی مکان جئنا به فلنودت الا مکنة ببر کته. (تفسیر مظہری جلد۶ صفحہ۵۱۴)

دیئے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

لم یظهر لنا تمام حسنه ﷺ لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما اطاقت اعیننا رویته. (جواہر البحار جلد۲ صفحہ ۵)

حضور اکرم ﷺ کا سارا حسن و جمال ہمارے لئے ظاہر نہ ہوا اگر سارا حسن ظاہر ہو جاتا ہماری آنکھیں آپ کا دیدار نہ کر پاتیں۔

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

سوال

جب حضور اکرم ﷺ کا نورانی چہرہ حلیمہ سعدیہ کے تاریک گھر منور کر دیتا تھا اور اتنا نور آپ کے چہرے پر تاھ کہ اس نور کی روشنی آفتاب کی روشنی پر غالب آجاتی اور آپ کا سایہ پیدا نہ کر سکتی تھیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ نبی پاک میرے گھر میں رات کو نماز پڑھتے چراغ نہ ہونے کی بناء پر اندھیرا ہوتا تھا۔

جواب

اس حدیث سے نور مبارک کے ظہور کی نفی ہے نور اقدس کے وجود کی نفی ہرگز نہیں ہوتی اس حدیث میں نور اقدس کے عدم ظہور سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ اگر نمازی پوری طرح مطمئن ہے تو اندھیرے میں نماز پڑھ سکتا ہے اگر یہاں پر حضور کے نور کا ظہور ہو جاتا تو تاریکی میں نماز پڑھنے کا جواز کیسے ثابت ہوتا جہاں حضور ﷺ کی موجودگی کے باوجود

تاریکی ہو وہاں حضورﷺ کے نور کا عدم ظہور ہو گا جب کبھی آپ کے نور کا ظہور ہوا تو

كان النبی ﷺ يضيئی البيت المظلم من نوره

یعنی حضورﷺ تاریک گھر کو روشن فرما دیتے تھے۔

ترجمہ ۱۲۶

اس مسئلہ پر تمام مسلمان متفق ہیں اہل سنت بھی اور ذلیل اہل بدعت بھی۔

شرح

بہت سے مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کے اصول پر تو اہل حق اور اہل باطل متفق ہوتے ہیں بعد کا اختلاف تعبیرات کی وجہ سے ہوتا ہے یہ مسئلہ بھی انہی مسائل سے ایک ہے اہل سنت اور اہل بدعت یعنی دیوبندی وہابی اصولی طور پر حضور اکرمﷺ کو عدیم النظیر مانتے ہیں لیکن بدعت یعنی دیوبندی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو حضور اکرمﷺ جیسے اور بنا دے لیکن بنائے گا نہیں۔ اہل سنت کہتے ہیں

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی

چٹکتا پھر کہاں کوئی باغ رسالت کا

ترجمہ ۱۲۷

اے رفیق ایک گروہ (حضورﷺ) کی مثل ممتنع بالغیر مانتا ہے دوسرا گروہ اسے ممتنع بالذات کہتا ہے۔

شرح

حضور اکرمﷺ کا نظیر ممتنع بالذات اہل سنت کا عقیدہ ہے اور اہل بدعت دیوبندی وہابی کہتے ہیں نظیر ممتنع بالغیر ہے۔

حل لغات ۱۲۸

دوبارہ پھر صرف فارسی میں آتا ہے۔ دریغا، بہت افسوس ہے۔ عنید، سرکش۔ خرق، چیرنا۔

ترجمہ

پھر بہت بڑا افسوس ہے اس قوم سرکش نے جدید قول کہہ کر خرقِ اجماع کیا ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کا خاتم النبیین اور آپ کا نظیر ممتنع ہے کہ عقیدہ پر جملہ اہل اسلام کا اجماع چلا آرہا تھا مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی قاسم نانوتوی نے اس رحماء کے خلاف اور مولوی قاسم نے لکھا کہ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں "وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ا" فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۶۰۵)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۲)

یہی مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے ملاحظہ احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۳۵۷، ۳۵۸۔ مرزا قادیانی نے بانی مدرسہ دیوبند کی ان ہی دونوں عبارتوں کو اپنے نام نہاد نبوت کے دعویٰ کی دلیل بنایا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

لطیفہ

دیوبندی وہابی نبوت کے خواب دیکھتے رہے قادیانی نے ان سے بازی جیت لی اور کھلے میدان میں لعنت کا طوق پہن لیا۔

تھانوی ولاھوری کے خواب کا نمونہ

مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے کہا کہ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف "لا الـــــہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" کی جگہ حضور مولوی (اشرف علی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے اشرف علی نکل جاتا ہے کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہی کہتا ہوں

اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی

اس کا جواب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے یہ کہہ کر عقیدۂ ختم نبوت پر زبردست کلہاڑی چلائی کہ "اس واقعہ میں تسلی ہے کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے" (رسالہ الامداد ۸ صفر ۱۳۳۶ھ)

مولوی احمد علی لاہوری

سنیئے مولوی عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند لکھتے ہیں دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری صاحب رقم طراز ہیں مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی کشید کرلی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نواز رہی ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء)

پیغمبرانہ صحبت

کاش ہم حرماں نصیب حضرت قطب الاقطاب مولوی احمد علی لاہوری پیغمبرانہ صحبت سے مستفید ہوتے۔ (خدام الدین لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء صفحہ ۸)

حل لغات ۱۲۹

اللہ اللہ، واہ واہ تعجب کے وقت بولتے ہوئے۔

ترجمہ

واہ واہ اے جاہلو تمہاری یہ بے دینی اور فتنہ انگیزی کب تک۔

شرح

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے مخالفین کی گستاخیوں پھر اظہار افسوس فرمایا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دین کا درد رکھنے والا انسان گستاخوں کی گستاخیاں برداشت نہیں کرسکتا اگرچہ دورِ حاضرہ میں صلح کلیت غالب ہوتی جارہی ہے لیکن الحمدللہ پھر بھی دردمندانِ اسلام کی کمی بھی نہیں۔ فقیر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تائید میں مخالفین کی چند موٹی موٹی گستاخیاں ان کی تصانیف سے نقل کرتا ہے ان سے صاحب دل پڑھ کر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو داد دے کہ انہوں نے ایسے بے دینوں اور بدمذہبوں کے ساتھ جس طرح کا قلمی جہاد فرمایا ہے وہ قابل صد آفرین ہے۔

شانِ خدا عزوجل میں گستاخیاں

☆ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (معاذاللہ) (العذاب الشدید صفحہ ۱۳۸)

☆اللہ تعالیٰ کوغیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا بلکہ جب چاہتا ہے غیب کی بات دریافت کرلیتا ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶)

شانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیاں

☆ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی) وہ اللہ کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹)

☆رسول اللہ کوغیب کی کیا خبر۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹)

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ (معاذ اللہ) (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۹)

☆اللہ کو مان اور اس کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹)

☆رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نماز میں خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہابدتر ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۷)

☆انبیاء اور اولیاء سب ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۸)

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۹)

مزید گستاخیوں کی تفصیل کتب اہل سنت میں ملاحظہ ہوں مثلاً ''الکوکبۃ الشہابیہ، امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ، الحق المبین، غزالی زمان رحمۃ اللہ علیہ، دیوبندی مذہب علامہ غلام مہر علی (مدظلہ) دیوبندی بریلوی فرق، فقیر اُویسی غفرلہ کی تصنیف وغیرہ وغیرہ۔

ترجمہ ۱۲۰

مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی بے ادبی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اس قدر بے خوف ہو گئے ہو (کہ تمہیں اس کا خیال تک نہیں آتا)

شرح

بعض صلح کلی کہتے ہیں مخالفین کی عبارات گستاخانہ نہیں۔ فقیر تعریزات اسلامیہ کے چند حوالے عربی لکھتا ہے جنہیں علماء نے کفر لکھا تو جب ایسی عبرات کفر وارتد ہیں تو مرزا اور علماءِ دیوبند اور اسماعیل دہلوی کے ساتھ رعایت کیسی؟

عباراتِ تعزیراتِ اسلامیہ

وکذلک أقول حکم من غمصه أو غیره برعایة الغنم أو السهو أو النسیان أو السحر أو ما أصابه من جرح أو هزیمة لبعض جیوشه أو أذی من عدوه أو شدة من زمنه أو بالمیل إلی نسائه فحکم هذا

كله لمن قصد به نقصه القتل . (شفاء شریف جلد۲ صفحہ ۲۱۱)

اوراس طرح جس نے حضور کو بکریوں کے چرانے یا سہو یا نسیان یا جادو یا آپ کو جو زخم پہونچے یا آپ کے بعض لشکر کو جو شکست پہونچی یا آپ کے دشمن کی طرف سے ایذاء یا شدت زمانہ یا ازواجِ مطہرات کی طرف میلان کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا اوران چیزوں سے حضور کے نقص کا ارادہ کیا تو اس کا حکم اسے قتل کرنا ہے۔

(۲) علامہ شامی فرماتے ہیں

والحاصل ان من تكلم بكلمة الكفر ها زلاً اولا عبا كفر عندالكل ولا اعتبار باعتقاده كما صرح به في الخانية ومن تكلم بها مخطاء ومكرها لا يكفر عندالكل ومن تكلم بها عامدا عالما عندالكل ومن تكلم بها اختيارا جاهلا بانها كفر ففيه اختلاف۔ (شامی جلد۳ صفحہ ۳۹۳ تا ۳۹۴)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو شخص کلمہ کفر زبان پر لائے اگر چہ ہزل ومزاح اور لہو ولب کے انداز میں ہی ہو تو وہ سب علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور خانیہ کی تصریح کے مطابق اس کے اعتقاد کا اعتبار نہیں ہے اور جس کی زبان سے کفریہ کلمات کا صدور ہوا مگر خطایا اکراہ کی صورت میں تو وہ بالا تفاق کافر نہیں ہوگا اور جس نے وہ کلمہ کفریہ عمداً زبان سے ادا کئے اوران کا کفر ہونا اسے معلوم ہے تو وہ بھی بالا تفاق کافر ہو گیا اور جس شخص نے کلماتِ کفر زبان پر بالاختیار بلا جبر واکراہ جاری کئے مگر اس کو ان کا کفر ہونا معلوم نہیں تو اس کے کافر ہونے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔

من هزل بلفظ كفر ارتد وإن لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد (درالمختار جلد۳ صفحہ ۳۹۲)

جس نے بطورِ ہزل بلا ارادہ معنی لفظ کفر زبان سے ادا کیا اگر چہ اس امر کا اعتقاد نہ بھی رکھتا ہو وہ بوجہ استخفاف اور لاپرواہی کے کافر ہو گیا یہ کفر کفر عناد کی مانند ہوگا (جیسے ان الفاظ کا کفر جو دل سے صداقت نبوی اور حقانیت اسلام کو تسلیم کرتے تھے بوجہ بغض وعناد زبانی انکار کرتے ہیں)

أن من سبه أى شتمه أو انتقصه بأن وصفه بما يعد نقصًا عرفًا قتل بإجماع (مواہب مع زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۵)

بے شک جو شخص حضور اکرم ﷺ کو سبّ وشتم کرے یا عیب لگائے بایں طور کہ آپ کو ایسے امور کے ساتھ متصف ٹھہرائے جو عرف عام میں نقص شمار ہوتے ہیں تو امر پر اجماع ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

خواہ قائل نے ارادہ سبّ وشتم نہ بھی کیا ہو کیونکہ ایسے امور کے صادر ہونے کی کاروائی نہ کی جائے تو بارگاہ نبوی کی جلالت وحرمت لوگوں کی نگاہوں میں باقی نہیں رہے گی لہٰذا دنیوی سیاست کا تقاضا باجماع العلماء یہی ہے کہ اسے قتل کردیا جائے اور اس کا قلبی معاملہ اور اخروی انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا جائے۔

قَالَ حَبِيبُ بْنُ الرَّبِيعِ لِأَنَّ ادِّعَاءَ التَّأْوِيلِ فِي لَفْظٍ صُرَاحٍ لَا يُقْبَلُ۔ (الشفاء جلد۲ صفحہ ۲۱۷)

حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

ان تصریحات سے واضح ہوگیا کہ صریح الدلالات الفاظ جو بے ادبی وگستاخی پر دلالت کرتے ہیں ان کا عمداً اور بلاجبر واکراہ بارگاہ نبوی میں استعمال باوجود یہ معلوم کرنے یا ہونے کے یہ الفاظ توہین وتحقیر پر دال ہیں کفر ہے ان میں توجیہہ وتاویل کا کوئی جواب وجواز نہیں اور اس میں مراد متکلم نہ ہونے والا عذر قابلِ قبول نہیں ہے نیز الفاظ میں معانی وصیغہ کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ عرفِ عام میں ان کا جو مطلب ومفہوم ہوگا اسی پر حکم صادر ہوگا ہاں جبر واکراہ کی صورت میں ان کلمات کے زبان پر لانے سے کافر نہیں ہوگا لہٰذا اس موقعہ پر بھی کوئی ایسا شخص یہودی یا نصرانی وغیرہ ذہن میں آجائے جس کا نام محمد یا احمد ہو مگر وہ اس نصرانی کو سبّ وشتم کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کو سبّ کرے اور عیب جوئی کرے تو قضاء اور دیانۃً کافر ہوجائے گا کیونکہ اس صورت میں اس نے آنحضرت ﷺ کو عمداً سبّ وشتم کا نشانہ بنایا ہے نہ کہ جبراً واکراھاً۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ ہندوستان، جامع الفصولین جلد۲ صفحہ ۲۲۱)

بالجملة فمن قال أو فعل ما هو كفر كفر بذلك و إن لم يقصد أن يكون كافرا إذ لا يقصد الكفر أحد إلا ما شاء الله. (نسیم الریاض صفحہ ۳۸۷ تا ۳۸۸ جلد۴، الصارم المسلول صفحہ ۱۷۸)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس شخص نے ایسے قول وفعل کا ارتکاب کیا جو کہ کفر ہے تو وہ اس قول وفعل کی وجہ سے کافر ہوجائے گا اگرچہ کفر کا ارادہ نہ ہو کیونکہ کوئی شخص کفر کا ارادہ نہیں کرتا۔

انتباہ

نبوت کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ بلاارادہ بھی اس کے متعلق بے ادبی ہوجائے تو ناقابل معافی جرم ہے اور بے ادبی کے کلمات کا اعتبار عرف پر ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کے لئے اتنا کہہ دینا کہ وہ ایک انسان ہی تو واجب القتل ہے۔

من قال انه عليه السلام خرج من مخرج البول يقتل ولا يستتاب (تلمسانی حاشیہ جامع الفصولین جلد۲ صفحہ ۲۲۰)

جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوئے تو اسے قتل کر دیا جائے اور توبہ کرنے کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

لو قال لشعر النبی ﷺ شعیر بالتصغیر کفر وقیل لا الا ان قالہ علی وجہ الاھانۃ (عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۸۶، جامع الفصولین جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

اگر نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کو شعر کے لفظ کے بجائے بطور تصغیر شعیر کہے تو کافر ہو جائے گا اور قول یہ ہے کہ اسے از راہ اہانت و تحقیر شعیر کہے گا تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

من قال محمد ﷺ درویش بود وجامہ پیغمبر ریمناک بود او کان النبی ﷺ طویل الظفر قیل کفر مطلقاً وقیل لو قال علیٰ وجہ الاھانۃ. (عالمگیری اور جامع الفصولین)

جو شخص کہے کہ محمد عربی ﷺ درویش تھے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کپڑا میلا کچیلا تھا یا نبی کریم ﷺ لمبے ناخنوں والے تھے تو وہ شخص مطلقاً کافر ہے خواہ بطورِ اہانت کہے یا نہیں۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ بطورِ اہانت یہ کلمات کہے تو کافر ہو گا ورنہ نہیں

لو قال للنبی ﷺ ذاک الرجل قال کذا و کذا قیل کفر. (عالمگیری اور جامع الفصولین)

اگر نبی کریم ﷺ کے متعلق کہے کہ اس شخص نے ایسے ایسے کہا ہے تو ایک قول یہ ہے کہ کافر ہو جائے گا۔

من قال إن رداء ہ النبی ﷺ ویروی زر النبی ﷺ وسخ أراد بہ عیبہ قتل. (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۱)

جو شخص کہ نبی کریم ﷺ کی چادر یا آپ کا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔

قال بحرمت جوانک عربی یعنی النبی یکفر (عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۸۳)

کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے توسل کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کرے جوان کا عربی کی حرمت و عزت کا واسطہ تو کافر ہو جائے گا (کیونکہ جوان کا جوان کی تصغیر ہے جس سے استخفاف اور استحقار والا پہلو موجود ہے اگر چہ بوجہ توسل ان کی عظمت ظاہر کر رہا ہے)

لو قال فلان اعلم منہ علیہ السلام فقد عابہ وتنقص (مواہب مع الزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۵، نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۵)

اگر کوئی شخص نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سوتی کپڑا بنا تو دوسرے نے کہا ہم سب جولا ہے کی اولا دٹھہرے تو وہ

کافر ہوگیا۔

کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نبی کے ساتھ استخفاف واستحقار والا انداز واسلوب اختیار کیا ہے یہ وہ معدودے چند کلمات ہیں جن کا تعلق پیغمبران کرام کی ذوات مقدسہ سے ہے اوران کو بوجہ استخفاف کفر قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ

کچھ سمجھے آپ کسی بھی نبی کریم ﷺ کو ایسا لفظ بولنا جو عرف میں معمولی سمجھا جاتا ہے تو قائل کافر ہوجاتا ہے۔

لو قال انا رسول الله يعني پیغام می برم کفر.

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور لغوی معنی مراد ہے یعنی میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہونچاتا ہوں تو کافر ہوجائے گا کیونکہ ظاہر ومتبادر معنی منصب رسالت ونبوت پر فائز ہونا ہے لہٰذا یہ توجیہ لغو وعبث ہوگی۔

قال رجل ان النبي ﷺ كان يحب كذا مثلاً القرع فقال رجل انا لا احبه كفر عند ابي يوسف و قال بعض المتاخرين لو قاله على وجه الاهانة ها ظاهراً. (عالمگیری وجامع الفصولین)

اگر ایک شخص کہے کہ نبی کریم ﷺ فلاں چیز کدو کو پسند فرماتے تھے اور دوسرا کہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا تو وہ شخص امام ابو یوسف کے نزدیک کافر ہوجائے اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ اگر ازراہ توہین کہتا ہے تو کافر ہوجائے گا ورنہ محض اپنی طبیعت کا نقص وغیرہ بیان کرنے کے لئے ایسا کہتا ہو تو کافر نہیں ہوگا۔

آخری گذشتہ بیت کی شرح میں مخالفین کی گستاخانہ عبارات بلاتبصرہ لکھی ہیں ان دونوں کے مطالعہ کے بعد قارئین فیصلہ خود فرمائیں۔

حل لغات ۱۲۱

عناد، سرکشی، ضد، ہٹ، دشمنی۔ یوم الفساد، ندا کا دن۔

ترجمہ

سرکشی اور ہٹ دھرمی سے ساتوں کا ساتواں نہ کہو اس بُرے عقیدے سے باز آجاؤ قیامت کے دن میں اپنے لئے بھلائی کا ارادہ کرو۔

شرح

”اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ا قرآنی آیت کا اقتباس ہے پارہ ٦ سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو نصیحت فرمائی

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُ... اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى

o (پارہ ٦، سورۂ نساء، آیت ١٧١)

اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ مسیح عیسٰی مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے۔ پاکی اُسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اُسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ کافی کارساز۔

فائدہ

اس آیت میں عیسائیوں کے تین فرقوں کا رد ہے بعض عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں بعض انہیں تیسرا خدا مانتے تھے اور بعض انہی کو خدا مانتے تھے ان تینوں فرقوں کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ اتری اللہ میں ایک فرقہ کی تردید ہے "واحد" میں دوسرے کی اور "له ولد" میں تیسرے کی۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے اس اقتباس سے ان بدمذہبوں کا رد کیا ہے جو حضور ﷺ کے ہم مثل ہونے کے مدعی ہیں یہ عبارت دراصل

انتهوا عن سوء الادب واقصدوا خيراً تكم

یعنی اے بے ادبو بے ادبی سے رک جاؤ اپنے لئے بھلائی چاہو۔

"یوم التناد التناد" تفاعل کا باب اس کا مادہ ندا ہے قیامت میں ہر ایک کو پکار پڑے گی اس معنی پر یوم التناد کہا جاتا ہے ساتواں کا ساتواں سے مراد حضور اکرم ﷺ ہیں یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس سے مولوی قاسم نانوتوی نے حضور ﷺ کے بعد نبی آنے کے امکان میں پیش کی ہے اس طرح ان وہابیوں دیوبندیوں نے اسی حدیث سے آپ کی مثل کا اثبات کیا ہے یعنی حدیث آدم کا۔ آگے چل کر خود امام احمد رضا قدس سرہ نظم میں اس کا اقتباس فرمائیں گے فقیر اس کی تشریح مع تردید وہیں پر عرض کرے گا۔ (ان شاء اللہ)

حل لغات ١٢٢

نطیقان جمع نطیق خوش بیان (المنجد) سکان ساکن کی جمع۔

ترجمہ

برو زِ محشر عرش سے جب آواز آئے گی کہ اے آسمان کے خوش بیانو اور اے زمین کے باشیو۔

ترجمہ۱۲۲

دیکھو تو کیا زمین و آسمان میں میرے عبد مقدس حضرت محمد ﷺ کا کوئی مثل ہے۔

شرح

یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں اور انعقادِ محشر کی اصلی غرض و غایت بیان کی گئی گویا اسی کا ترجمہ اردو شعر ذیل میں خود امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا حشر میں ہم بھی دیکھیں گے مگر آج ان سے التجاء نہ کرے۔

روزِ محشر

صرف گھنٹہ دو گھنٹے ایک دن دو دن ایک ہفتہ دو ہفتہ ایک ماہ دو ماہ سال دو سال کی بات نہیں پچاس ہزار کا دن ہے عرصاتِ محشر میں وہ دن طویل دن ہوگا کہ کاٹے نہ کٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور سروں سے کچھ ہی فاصلے پر لاکر رکھ دیں گے پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے گرمی وہ قیامت کہ اللہ بچائے بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہوکر اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا جہاز چھوڑیں تو بہنے لگے لوگ اس میں غوطے کھائیں گے گھبرا گھبرا کر دل حلق کر آجائیں گے لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے آدم و نوح خلیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوکر جواب صاف سنیں گے سب انبیاء فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس لائق نہیں ہم سے یہ کام نہیں نکلے گا نفسی نفسی تم اور کسی کے پاس جاؤ یہاں تک کہ سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

حضور اکرم ﷺ "انا لھا انا لھا" فرمائیں گے یعنی میں ہوں شفاعت کے لئے پھر اپنے رب کریم عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا

یامحمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تطعه والشفع تشفع

اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقامِ محمود ہوگا جہاں تمام اولین وآخرین میں حضور کی تعریف وحمد وثنا کا غل پڑ جائے گا اور موافق ومخالف سب کھل جائے گا۔ بارگاہِ الٰہی میں جو جاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور ملک عظیم عزوجل کے یہاں جو عظمت ہمارے مولا کے لئے ہے کسی کے لئے۔ والحمد للّٰہ رب العلمین

اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کران کی خدمت میں حاضر ہوں تا کہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے ایسے کمالِ شان کے پیش نظر اہل محشر اعتراف کرے گا کہ واقعی ایسی شان کمال والا نبی ﷺ اور کوئی نہیں۔

نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ تیری دوکان آئینہ ساز میں

ترجمہ۱۲٤

تمام یک زبان ہوکر عرض کریں گے نہیں اے کریم خدائے عظیم کی قسم کوئی بھی ان کے برابر نہیں۔

شرح

وہ اس لئے کہ جب اہل محشر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی بھی دم نہیں مار سکتا اور یہاں حال یہ ہے کہ مجرموں کو بخشتا جارہا ہے اور اپنے حبیب کریم ﷺ سے پوچھتا اے حبیب ﷺ خوش ہوگئے ہو یا نہیں۔ دیلمی مسند الفردوس میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی جب یہ آیت اتری حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اذن لا ارضی وواحد من امتی من النار

میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند میں اس جناب مولی المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اشفع لامتی حتی ینادی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا کرے گا کہ اے محمد کیا تم راضی ہوگئے تو میں کہوں گا کہ

اے رب میں راضی ہوں۔

کیا خوب کہا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

ازالہ وھم

خوارج ومعتزلہ تو شفاعت کے منکر تو تھے ہی ہمارے دور کے اہل توحید بھی ان کے نقش قدم پر چل کر لفظاً اقرار لیکن حقیقتاً انکار اور دعویٰ یہ کہ شفاعت ان کی ہوگی جس کے اعمال اچھے ہوں گے ان بیوقوفوں کو کون سمجھائے کہ جو خود اچھے ہوں ان کی شفاعت کیسی شفاعت تو اس کا نام ہے مجرم جرائم سزا کا مستحق ہو تو اس کے لئے سفارش کر کے اسے سزا سے بچالیا جائے۔ شفاعت کا قیامت میں وعدہ ہے

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا مقامِ محمود کیا چیز ہے؟ فرمایا "ھو الشفاعۃ" شفاعت ہے۔

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (پارہ ۳۰، سورۂ الضحٰی، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (پارہ ۲۶، سورۂ محمد، آیت ۱۹)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

فائدہ

اس آیت میں تو ذنب گناہ کی تصریح کردی کہ یہ استغفار (شفاعت) ہے ہی گنہگاروں اور مجرموں کے لئے بلکہ حضور اکرم ﷺ نے شفاعت گنہگاران غیر مبہم الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے اسی کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ایک غزل میں فرمایا ہے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو　　　جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائینگے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف　　　خرمن عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائینگے

سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آئے ہیں ‏ ‏ اب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولی کی دھوم ‏ ‏ مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہوجائیں گے عدو جل کر مگر ہم تو رضا ‏ ‏ دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائینگے

اب پڑھیئے وہ احادیث مبارکہ جن میں شفاعت گنہگاران کی تصریح ہے۔

احادیث مبارکہ

امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

خیرت بین الشفاعة وبین ان یدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واکفی اترونها للمومنین المتقین لا ولکنها للمذنبین الخطابین

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے کیا تم یہ سمجھ گئے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ ان گناہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی للمالکین من امتی

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا حق ہے اے شفیع میرے میں قربان تیرے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی الاهل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

فائدہ

صحاح ستہ کی بعض صحاح کے علاوہ دوسری مستند کتب احادیث میں ہے مثلاً ترمذی، ابوداؤد، ابن حبان و بیہقی، ابن ماجہ و طبرانی کبیر وغیرہ۔

ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

شفاعتی لاھل الذنوب من امتی

میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لئے ہے۔

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

وان زنی وان سرق اگر چہ زانی ہو اگر چہ چور ہو۔

فرمایا

وان زنی وان سوق علیٰ رغم الف بی الدرداء اگر زانی ہو اگر چہ چور ہو بر خلاف خواہش ابو درداء کے

طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انی لا شفع یوم القیمة لاکثر مما علی وجه الارض من شجر وحجر ومدد

یعنی روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت کرونگا۔

بخاری مسلم حاکم بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

"واللفظ لهذین" حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لمن شهدان لااله الا الله مخلصاً یصدق لسانهٖ قلبهٖ

میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

ازالۂ وھم

منکرین شفاعت وہ آیات پیش کرتے ہیں جو کفار و مشرکین اور قصیدہ کے لئے ہیں خود حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انها اوسع لهم هی لمن مات ولا یشرک بالله شیئا

شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے لئے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ (احمد، طبرانی وغیرہ)

ترجمہ ۱۲۴

روزِ اول میں ایسے ہی ہماری ارواح سے "الست" کے فرمان پر "بلی" کی بے پایاں آوازیں اٹھی تھی۔

شرح

یہ بیت آیۃ کریمہ ''الست'' کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَۙ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۷۲،۱۷۳)

اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا۔

آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد اور اولاد کی پشت سے ان کی اولاد اس طرح قیامت تک ہونے والے لوگ چیونٹیوں کی شکل میں پھیلا گئے بعض کو بعض پر گواہ بنایا اس طرح کہ اولاً ان کے دلوں میں توحید کے دلائل قائم فرمائے جس سے انہوں نے توحید کا اقرار کیا پھر ایک دوسرے کو اس پر گواہ بنا لیا گیا۔

فائدہ

یہ عہد و میثاق عام روحوں سے لیا گیا جن میں انبیاء اولیاء مومنین کفار منافقین سب ہی تھے سب سے پہلے بلیٰ ہمارے حضور کی روح انور نے کہا حضور سے سن کر تمام نبیوں کی روحوں نے بلیٰ کہا، مومنین نے خوشی سے رب تعالیٰ نے یہاں اقرار لے لیا پھر انبیاء کے ذریعے تمہیں اس اقرار کی خبر دی جائے گی جیسے ماں اپنے بچے کو اس کے لڑکپن کی بھولی ہوئی باتیں سناتی ہے تو بچہ مان لیتا ہے ایسے ہی پیغمبر نے ہم کو ہمارا بھولا ہوا عہد یاد دلایا۔ ماننا چاہیے لہٰذا تم یہ نہ کہہ سکو گے کہ ہم کو اس کو خبر نہ تھی یہ اقرار منہ بند کرنے کو ہے۔

انتباہ

اس عہد و اقرار کے بعد اب تم یہ نہیں سکتے کہ ہم کفر و شرک میں اس لئے بے قصور ہیں کہ ہمارے باپ دادا مشرک تھے ہم ان کی وجہ سے مشرک ہوئے قصور اس میں ان کا نہ کہ ہمارا۔

فائدہ

اس بیت میں منکرین کے عذر ہائے نامعقول جو قیامت کریں گے فرما رہے ہیں کہ روز ازل میں جب عہد کر لیا تھا

اسے تم نے دنیا میں رہ کر پھیلا دیا اور گستاخیاں لیکن اب قیامت میں تمہارا کوئی عذر نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا آیات کے مضامین سے ظاہر ہے یادر ہے کہ میثاق تین تھے۔

عوام ابنائے آدم سے عہد لیا گیا اس عہد کا قصہ یوں ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان کولمبو پہاڑ پر بھیجے گئے اور حضرت حواعرب میں جدہ میں اتاری گئیں تین سو برس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے نام کی برکت سے توبہ قبول ہوئی پھر ان دونوں کی مقامِ عرفات پر ملاقات ہوئی۔

ترجمہ ۱۳۵

پھر نعمان پہاڑ پر ان کی پشت سے ان کی ساری اولاد کی روحیں نکالیں اور ان روحوں سے تین طرح کے عہد لئے گئے ایک تو تمام مخلوق سے کہ ''الست بربکم'' یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں سب نے عرض کی ہاں۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۸۷)

اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا۔

عہد انبیاء کرام سے لیا گیا جس کا ذکر آیت میثاق میں ہے اس عہد کا ذکر اس طرح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے گروہ انبیاء کرام سے اس روز ارشاد فرمایا تھا کہ اے گروہٗ انبیاء جب میں تم کو کتاب عطا فرماؤں تمہیں تمغۂ نبوت سے سرفرازی بخشوں پھر اسی حال میں جب کہ تمہاری نبوت کا آفتاب خوب چمک رہا ہو اور تمہارا کلمہ پڑھا جا رہا ہو تمہارے نام کے ڈنکے بج رہے ہوں وہ آخری نبی دعائے خلیل، نوید مسیحا، ساری خلقت کا ہادی، عرش و فرش کا بادشاہ، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں جلوہ گر ہو جائے تو تمہارا فرض ہوگا کہ تم مع اپنی اپنی امتوں کے اس محبوب آخرالزمان کے امتی بن جاؤ اس محبوب کے آتے ہی تمہارا دین منسوخ تمہیں ان کا خدمت گار اور معاون بننا ہوگا کہو کیا یہ تمہیں منظور ہے۔ تمام انبیاء نے بخوشی منظور کر لیا اقرار کرنے پر بھی عہد ختم نہ فرمایا گیا اچھا اس پر ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ پھر بھی بات ختم نہ ہوئی فرمایا ہماری شاہی گواہی بھی اس میں شامل ہے ہم بھی تمہارے اس اقرار پر گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس میں کیا راز ہے کہ اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تو گواہی وغیرہ کی کوئی پابندی نہ ہوئی سب نے فقط بلی یعنی ہاں کہہ دیا بات ختم ہوئی مگر یہاں اقرار بھی کرایا اور گواہی بھی۔ نبی آپ کا زمانہ نہ پائے گا پھر بھی اقرار لیا کہ اگر یہ پیغمبر آجاتے تو ہم ان کے امتی بن جاتے کم از کم ہر نبی کا اس پر ایمان رہے نیز ان کی امتیں اس واقعہ کو سن کر اگر حضور ﷺ کا زمانہ پائیں تو ایمان لائے۔ شب معراج

میں سارے انبیاء نے اس اقرارنامے کو ثابت کردیا کہ سب نے مقتدی بن کر بیت المقدس کی زمین میں امام الانبیاء کے پیچھے نماز ادا کی

نمازِ اسریٰ میں تھا یہی سرعیاں ہوں معنیٔ اول وآخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

میثاق عوام کا ایک منظر

تفاسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزِ اول حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر اپنا یدِ قدرت پھیر کر ان کی تمام اولاد کی روحوں کو نکالا ان روحوں کو بولنے کی قوت دی گئی ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا۔ اس عہد پر زمین وآسمان گواہ بنائے گئے عہد یہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی رب نہیں ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ میں تمہارے پاس پیغمبر بھیجوں گا تا کہ وہ تم کو عہد اور میثاق یاد دلائیں میں کتابیں بھیجوں گا تو روحوں نے کہا تیرے سوا ہمارا کوئی رب نہیں خدا کی اطاعت کا اقرار کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ان کے سامنے لائے گئے حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ کوئی ان میں فقیر ہے اور غنی۔ عرض کی یا اللہ تو نے سب کو برابر کیوں نہ بنایا ارشاد ہوا کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ صابر کون ہے اور شاکر کون؟ انبیاء کرام ان لوگوں میں روشن چراغ کی مثل تھے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۴۴، تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۴۲۸)

اس عہد وپیمان میں سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کی روح مقدس نے رب تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱)

انه ﷺ اول من قال بلی یوم الست بربکم. (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰)

حل لغات ۱۳٦

لاجرم، ناچار، بالضرور۔ وخیم، ناگوار، گراں۔ زشت، دشوار۔

ترجمہ

اس ذلیل قول سے اس دن خوف وخطر سے توبہ ظاہر کریں گے۔

شرح

قرآن مجید میں

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (پارہ ۲۹، سورۃ الملک، آیت ۱۱)

اب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو پھٹکار ہو دوزخیوں کو۔

لیکن اس وقت کا اقرار نافع نہ ہوگا امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے　　　پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اعمال نامے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اعمال نامے تین قسم کے ہیں ایک وہ جن کی ہرگز معافی اور بخشش نہ ہوگی وہ شرک ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک گناہ ہرگز نہیں بخشے گا اور گناہوں کی ایک وہ فہرست ہے جس کو اللہ تعالیٰ انصاف کے بغیر نہ چھوڑے گا وہ بندوں کے باہمی مظالم، زیادتیاں اور حق تلفیاں ہیں ان کے بدلہ ضرور دلایا جائے گا اور ایک فہرست گناہوں کی وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اہمیت اور پروا نہیں۔ یہ بندوں کے وہ مظالم اور وہ تقصیرات ہیں جن کا تعلق بس ان سے اور ان کے اللہ سے ہے ان کے بارے میں فیصلہ بس اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو بالکل معاف کردے۔ (بیہقی)

مخالفین یعنی منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ جسے گستاخ رسول ﷺ سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ پہلی قسم میں داخل ہیں کیونکہ ان کی گستاخیاں انہیں خارج از اسلام بنا گئیں اور وہ اپنی گستاخیوں کو جاننے کے باوجود اور دوسروں کے انتباہ پر توبہ کرکے نہ مرے تو سیدھے جہنم میں جائینگے۔

ترجمہ ۱۲۵

اپنے جرم و خطا کا اعتراف کرتے ہوئے ذاتِ کبریا کے سامنے معذرت پیش کرینگے۔

شرح

جیسے آیاتِ مذکورہ بالا میں مذکور ہے لیکن صرف گناہوں کے معترف کو معاف کردیا جائیگا مرتد اور خارج از اسلام کے اعتراف کی معافی ہرگز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے

عن سهل بن سعد قال قال رسول الله ﷺ انی فرطکم علی الحوض من مرعلی شرب ومن شرب لم یظلم ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی (متفق علیہ مشکوٰۃ کتاب الفتن فی الحوض)

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تمہارے لئے حوض پر خوشی کا باعث ہوں جو شخص مجھ پر گذرا وہ سیراب ہوا اور جو سیراب ہوا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا مجھ پر کچھ قوم پیش کی جائیں گی میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچانیں گے پھر پردہ واقع ہوگا میرے اور ان کے درمیان پس میں کہوں گا بے شک وہ مجھ سے ہیں تو کہا جائے گا آپ کے بعد کیا کیا نئی (بدعات) پیدا کی ہیں پس میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس شخص کے لئے جس نے میرے بعد تبدیلی کی۔

ترجمہ ۱۳۶

اللہ ہم ان کی بزرگی سے غافل تھے آفتاب ہمارے سامنے تھا لیکن ہم جاہل رہے۔

شرح

کفار و مشرکین اور جملہ اعدائے دین بالخصوص منکرین کمالاتِ مصطفیٰ جب قیامت میں آپ کا اعزاز و اکرام دیکھیں گے تو وہی کہیں گے جس کی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے بیت ہذا میں ترجمانی فرمائی ہے۔

اعزاز سرورِ کائنات در عرصات ﷺ

قیامت میں سب سے بڑھ کر آپ کو شفاعت کا اعزاز عطا ہوگا۔ فقیر اگلے صفحات میں اسے تفصیل سے عرض کرتا ہے۔

تفصیل احادیث شفاعت کبریٰ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ بارگاہِ نبوی میں بھنا ہو گوشت لایا گیا جب آپ نے جانور کا اگلا پاؤں اُٹھایا اور اس پر سے گوشت لیا تو فرمایا میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں گا کیا جانتے ہو وہ کیسے؟ اللہ تعالیٰ سب اولین و آخرین کو ایک ہموار اور کشادہ میدان میں جمع کرے گا آواز سنانے والا ان کو آواز سنا سکے گا اور ان کو دیکھنے والا دیکھ سکے گا (نہ کانوں پر پردۂ ثقل ہوگا اور نہ آنکھوں پر پردہ خفاؤ ئلی) سورج قریب آجائے گا لوگوں کو اس قدر درد وغم اور کرب والم لاحق ہوگا کہ اس کے برداشت کرنے سے عاجز آجائیں گے اور ہمت و طاقت جواب دے جائے گی تو وہ ایک دوسرے کو کہیں گے کیا دیکھتے نہیں ہو تم کس حال میں ہو؟ تمہاری تنگی اور پریشانی کس حد تک پہنچ گئی ہے کیا ایسے شخص مکرم و معظم کو تلاش نہیں کرتے جو بارگاہِ قدس میں جا کر تمہارے لئے شفاعت کرے۔

چنانچہ ان میں سے بعض لوگ دوسروں کو مشورہ دیتے ہوئے کہیں گے ایسی ہستی حضرت آدم علیہ السلام کی ہے

اور وہ ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلنا چاہیے پس آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔عرض کریں گے اے باپ ہمارے، اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے اور آپ کو اپنا صفی کیا۔آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے گا مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کا خوف ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے اپنے پدر ثانی نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا وہ خدا کے شاکر بندے ہیں۔

لوگ نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے نوح اے نبی اللہ آپ اہلِ زمین کی طرف پہلے رسول ہیں، اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا۔آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس بلا میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمارا فیصلہ کردے۔نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔

میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کریگا مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے تم خلیل الرحمٰن ابراہیم کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔

لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے اے خلیل الرحمٰن اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی اور اہلِ زمین میں اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ کردے آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

میں اس قابل نہیں یہ کام میرے کرنے کا نہیں آج مجھے بس اپنی جان کی فکر ہے میرے رب نے آج وہ غضب کیا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا ہوا نہ اس کے بعد ہوا مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم

کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بندہ جسے خدا نے تورات دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔

لوگ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی۔اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے آپ دیکھتے نہیں ہم کس صدمہ میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہوگا مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا ہے اور نہ کبھی کرے گا مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا خیال ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح جو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مردے جلاتے تھے۔

لوگ مسیح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القا فرمایا اور اس کی طرف کی روح ہیں۔آپ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔آپ دیکھتے نہیں ہم کس اندوہ میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں۔میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا کبھی کیا نہ کرے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کی سوچ ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ بھلا کسی

سر بمہر ظرف میں کوئی متاع ہو اس کے اندر چیز لے مہر اُٹھائے مل سکتی ہے۔

لوگ عرض کریں گے نہیں فرمائیں گے

یعنی اسی طرح محمد ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ فتح باب نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کرسکتا) اور وہ آج یہاں تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ چاہیے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں ﷺ

رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں وہ سبھی میری بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد المحمودین ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور آپ کے پچھلوں کے ذنوب کے متعلق اعلانِ مغفرت فرمادیا ہے اور ہر قسم کے مواخذہ سے آپ کو بے خوف وخطر کردیا ہے ہماری شفاعت فرمادیں ہماری حالت زار آپ کے سامنے ہے اور مصائب وحوادث کا درجہ نہایت تک پہنچنا آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں میں اُٹھوں گا اور چل کر بارگاہِ ذوالجلال میں حاضری دوں گا عرش کے سامنے زمین نیاز پر سر بسجود ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر اس وقت اپنے ایسے محامد اور حسن ثناء کا ایسا کشف والہام فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر منکشف نہیں ہوئے تب کہا جائے گا اے محمد ومحمود خلق وخالق اپنا سرِ ناز اُٹھایئے تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے تم شفاعت کرتے جاؤ ہم شفاعت قبول کرتے جائیں گے۔

میں عرض کروں گا اے ربِ کریم میری امت کو بخش دے میری امت کے لئے رحم وکرم اور عفو ودرگذر فرما تو مجھے کہا جائے گا اے محمد ﷺ اپنی امت میں ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں میں سے باب ایمن سے اندر داخل کر دیجئے اور وہ دوسرے سے داخل ہونے کے بھی اسی طرح حقدار ہیں جس طرح دوسرے اہل جنت۔

ازاں بعد سرورِ انبیا ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے مالک نفس وجان کی قسم کہ جنت کے دروازوں میں سے ہر دروازہ کی دو جانبوں اور ہر دو پٹ کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنی کہ مکہ اور ہجر کے درمیان اور مکہ وبصریٰ کے درمیان۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اہل ایمان قیامت کے دن جمع ہوں گے ان کو طلب شفیع کا الہام کیا جائے گا تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کاش ہم کسی کو اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شفیع بناتے تاکہ وہ میں اس جگہ کے شدائد وتکالیف سے راحت بخشتا۔ باقی مضمون وہی ہے جو پہلی روایت میں گزر چکا ہے تا آنکہ فرمایا تب میں اُٹھوں گا اور بارگاہ خداوندی میں داخل ہوں گا تو جونہی میری نگاہ دیدارِ باری تعالیٰ سے مشرف ہوگی میں سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھے جتنا قدر حالت سجود میں رکھنا چاہے گا رکھے گا پھر فرمایا جائے گا اے محمد ﷺ اپنے سر

کو اُٹھائیے جو مانگو عطا کیا جائے گا اور جس کی شفاعت کرو قبول کی جائے گی میں اپنا سر سجدہ سے اُٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ الہام فرمائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے قابل شفاعت لوگوں کی ایک حد معین کر دی جائے گی چنانچہ میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ تین مرتبہ یہی صورتِ حال وقوع پذیر ہوگی جب چوتھی مرتبہ بارگاہِ ذوالجلال میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوں گا سر اُٹھانے کا حکم ملے گا تو میں عرض کروں گا اب صرف وہی لوگ جہنم میں رہ گئے ہیں جن کو قرآن مجید نے روک رکھا ہے یعنی ان کے کفر و شرک کی وجہ سے ان کے ابدی جہنمی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شفیع روزِ جزا ﷺ نے فرمایا (میری شفاعت کی بدولت) عذابِ جہنم اور نارِ دوزخ سے ہر وہ شخص نکال لیا جائے گا جس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہا اور اس کے دل میں جو کے برابر خیر تھی پھر نارِ جہنم سے ان لوگوں کو نکالا جائے گا جنہوں نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہا اور جن کے دلوں میں باجرہ کے دانے برابر خیر تھی یا ذرہ کے برابر خیر تھی پھر انہیں نکالا جائے گا جنہوں نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہا اور ان کے دلوں میں گندم کے دانہ کے برابر خیر اور بھلائی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے (حسب وعدہ خداوندی) ایک مستجاب دعا تھی (جس کی عدم قبولیت محال تھی) مگر انہوں نے اس حق کو دنیا میں استعمال کر لیا اور وہ دعا قبول کر لی گئی اور میں نے اپنے حق دعا کو بروزِ قیامت امت کی شفاعت کے لئے بچا رکھا ہے۔ یہ حدیثیں بخاری و مسلم میں ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں سب لوگوں کا امام ہوں گا اور ان کا خطیب اور ان کے لئے شفاعت کرنے والا اور میں یہ اعلان بطورِ فخر نہیں کر رہا ہوں بلکہ تحدیث نعمت کے لئے اور بیان واقع کے لئے (نیز اپنی امت کو اپنا مقام بیان فرما کر ان کے صحیح عقائد مقصود تھے اور یہ بھی کہ میرے امتی ادھر اُدھر نہ دوڑیں بھاگیں اور پریشانی نہ اُٹھائیں کیونکہ سب کا امام اور سب کا شفیع میں ہوں لہٰذا انہیں دوسروں کا منہ دیکھنے کی کیا ضرورت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں کھڑا ہو کر اپنی کے پل صراط پر سے گزرنے کا انتظار کر رہا ہوں گا کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یہ سبھی انبیاء آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں جو آپ سے سوال کرتے ہیں یا یوں فرمایا کہ تمہارے پاس جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو اس میدان سے دوسری جگہ جہاں بھی اُسے منظور ہے منتقل فرما دے کیونکہ یہاں وہ بہت بڑی مشقت اور تکلیف میں ہیں لوگوں کا پسینہ منہ تک آیا ہوا ہے اور مومن کے لئے تو وہ زکام کی مانند ہے مگر کافر پر تو گویا موت کا موجب بن رہا ہے آپ انہیں فرمائیں گے ٹھہریئے حتیٰ کہ میں (بارگاہِ رب العزت میں حاضری دے کر) واپس تمہارے پاس آؤں۔ نبی کریم ﷺ بارگاہِ

قدس میں حاضر ہوکر عرشِ عظمت کے نیچے کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کا اعزاز و اکرام کیا جائے گا کہ اس قسم کے اعزاز و اکرام کے ساتھ کسی کو مشرف نہیں کیا جائے گا نہ ملک مقرب کو اور نہ ہی نبی مرسل کو۔

تب اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام پر وحی نازل فرمائے گا کہ محمد ﷺ کے پاس جا کر عرض کرو آپ اپنا سر سجدہ سے اُٹھا لیں جو مانگو عطا کیا جائے گا اور جس کی شفاعت کرو قبول کی جائے گی مجھے اپنی امت کا حق شفاعت دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ننانوے کے مقابل ایک کو بذریعہ شفاعت نارِ جہنم سے نکال لو میں بار بار اس کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہوں گا اور ہر بار اذنِ شفاعت پاتا رہوں گا (اور اس مخصوص تعداد کو نارِ جہنم سے نکال کر پھر حاضری دوں گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی عطا سے اس طرح مشرف فرمائے گا کہ اے محمد اپنی امت میں سے ہر شخص کو نارِ جہنم سے نکال لو جس نے ایک دن بھی خلوصِ قلب سے "لا الہ الا اللہ" کہا اور اسی پر فوت ہوا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شفاعت محمد ﷺ کی بدولت ایک قوم دوزخ کی آگ سے نکالی جائے گی اور اہل جنت ان کو (سابقہ حالات کے پیش نظر) جہنمی کہیں گے۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری شفاعت امت کے اہل کبائر کے لئے ہے۔

حضرت عبداللہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا کہ چاہو تو حق شفاعت لے لو اور چاہو تو آدھی امت کو جنت میں داخل کرا لو لیکن میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ عام ہے اور زیادہ کفایت کرنے والی کیا خیال کرتے ہو کہ وہ فقط متقی اہل ایمان کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ تمام مذنبین اور آلودگانِ گناہ کے لئے ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک دعا ہے جس کو انہوں نے جلد ہی دنیا میں استعمال کر لیا اور میں نے اپنے حق کو قیامت کے دن میں امت کے مذنبین اور گناہوں میں ملوث لوگوں کی شفاعت کے لئے بچا کر رکھا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن جملہ اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور یہ بات محض بطورِ فخر نہیں کہہ رہا اور میں بروزِ قیامت سب سے پہلا شفیع ہوں گا اور یہ

اظہار بھی بطورِ فخر نہیں ہے بلکہ تحدیث نعمت اظہار واقعہ اور امت کو اپنے مقام کی نشاندہی فرما کر صحیح عقیدہ کی طرف رہنمائی کے لئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لئے ایک دعا کا خصوصی حق تھا جو انہوں نے دنیا میں ہی اپنی امت کے لئے استعمال فرمالیا اور میں نے اپنے حق دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچا کر رکھا ہوا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام المرسلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا میں انبیاء کرام کا امام ہوں گا ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلام کرنے والا اور ان کو حق شفاعت دلانے والا اور میں نے یہ اظہار فخر کے لئے نہیں کیا ہے۔

اگر چہ آپ روزِ میثاق سے سید خلق ہیں مگر چونکہ اس سیادتِ مطلقہ کا ظہور قیامت کے دن ہوگا اس لئے فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب اولادِ آدم کا سردار ہوں گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''مالک یوم الدین'' حالانکہ سبھی ایام کا اور اہل الزمان کا صرف وہی مالک ہے مگر ظہورِ ملک اور ملک کما حقہ اس دن ہوگا لہٰذا اس کی طرف نسبت فرمادی۔

نیز اولادِ آدم سے مراد نسل انسانی ہے لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام پر بھی افضیلت وسیادت ثابت ہو جائے گی۔

علاوہ ازیں جب اولاد میں ایسی ہستیاں ہیں جو ان سے افضل ہیں تو سب اولاد پر افضیلت وسیادت سے خود آدم علیہ السلام پر بھی فضیلت وسیادت ثابت ہو جائے گی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی مجھے میرا رب تعالیٰ سبز حلیہ زیب تن کرائے گا پھر مجھے اذن کلام اور شفاء دیا جائے گا اور میں عرض کروں گا جو بھی اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ ہے مقامِ محمود (جس کا وعدہ کیا گیا ہے)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مقامِ محمود پر کھڑا ہوں گا اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ تمہیں بارگاہ خداوندی میں اس حال میں لایا جائے گا کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہوگے تب میں مقامِ محمود میں کھڑا ہوں گا اور یہی وہ مقام ہے جس میں کھڑے ہوکر میں امت کے لئے شفاعت کروں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ سرورِ اولین وآخرین ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ رب

العالمین ایک ایسے مقام میں کھڑا کرے گا جس میں کسی کو شرفِ قیام نہیں بخشا آپ رو پڑے اور فرمایا اور اس میں میرے بعد بھی کسی کو کھڑا نہیں کرے گا۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے خوب فرمایا

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
یہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
تیرا مسند ناز ہے عرشِ بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

فائدہ

مزید چند اعزازات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ستر ہزار فرشتے کے جھرمٹ میں حضور اکرم ﷺ مزار سے تشریف لائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹)

(۲) حضور اکرم ﷺ میدانِ حشر میں براق پر تشریف لے جائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۳) مؤقف میں حضور اکرم ﷺ کے اسم پاک کا اعلان ہوگا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۴) مؤقف میں حضور اکرم ﷺ کو جنت کی پوشاکوں میں سے اعلیٰ پوشاک پہنائی جائے گی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۵) قیامت میں اللہ تعالیٰ سے ہر ایک اپنے لئے سوال کرے گا لیکن حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے بہت سی قوم بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، مدارج جلد ا صفحہ ۱۴۳)

(۶) حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے بہت سے دوزخ کے مستحق دوزخ میں نہ جائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۷) حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے جنتیوں کے مراتب بلند ہوں گے اور کوئی امتی مومن دوزخ میں نہ رہے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۸) قیامت میں حضور اکرم ﷺ عرش کے دائیں طرف قیام فرمائے گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ

۳۰ صفحہ ۲۱۹)

(۹) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں نبیوں کے امام، قائد اور خطیب ہوں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

(۱۰) قیامت کے دن پہلے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سر سجدے سے اُٹھائے گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۱۱) اس دن پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

ترجمہ ۱۳۷

اے پروردگار ہم نے ظلم کیا ہم پر رحم فرما ہم نے جہالت سے یہ قول کیا تھا۔

ترجمہ ۱۳۸

ہمارے آنکھوں پر پردے پڑے رہے رحم کر اسے دو دو جاہلوں پر رحم کر۔

ترجمہ ۱۳۹

ہمارے نفسوں نے ہمیں بلا و مصیبت میں ڈالا ہم پر اور ہماری نادانی پر افسوس۔

ترجمہ ۱٤۲

میدانِ حشر میں عذر قبول نہیں ہوں گے اے قاری پڑھنے والے

اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ o (پارہ ۲۹، سورۃ الملک، آیت ۸) کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا۔

آیۃ کا اقتباس ہے حضرت عارف رومی قدس سرہ کے طرز پر عارف بریلوی قدس سرہ بھی اقتباس قرآن وحدیث کرتے چلے جارہے ہیں۔ یہ تمام مضمون آیاتِ ذیل کا خلاصہ ہے۔ سورۂ ملک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّ هِیَ تَفُوْرُ o تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ o قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ o وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ o فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ o (پارہ ۲۹، سورۂ ملک، آیت ۷ تا ۱۱)

جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینکنا سنیں گے کہ جوش مارتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ شدتِ غضب میں پھٹ جائے

گی جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرسنانے والا نہ آیا تھا۔ کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرسنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے۔ اب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو پھٹکار دوزخیوں کو۔

ترجمہ ۱۴۳

وہ دن (خدا کی پناہ) سخت ہوگا قدسیوں کے ہوش وحواس اڑ گئے ہوں گے۔

ترجمہ ۱۴۴

واحد قہار غضب میں ہوگا تکلیف میں دن بچوں کو بوڑھا بنا دے گا۔

شرح

یہ سترہویں پارہ سورۃ الحج کی آیات کی طرف اشارہ ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۱،۲)

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھنی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے۔

فائدہ

اس زلزلہ سے خاص زلزلہ مراد ہے جو قیامت کے قریب آفتاب مغرب سے طلوع ہونے سے متصل واقع ہوگا یہ تمام زلزلوں سے سخت تر ہوگا یا اس سے خاص قیامت کے دن کا زلزلہ مراد ہے یعنی قیامت کی دہشت کا یہ عالم ہے کہ اگر اس وقت حاملہ یا مرضیہ عورتیں تو ان کے حمل گر جاتے اور بچوں کو بھول جاتیں اور اس دن نہ کسی کا حمل ہوگا نہ کوئی بچہ شیر خوار ہوگا کیونکہ قیامت سے چالیس سال پہلے ولادت بند ہو چکی ہوگی۔ اگر قیامت سے پہلے مغرب سے آفتاب نکلنے کے وقت کا زلزلہ مراد ہے تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت حمل وغیرہ سب ہوں گے۔

انتباہ

ہیبت الٰہی سے ہوش اُڑ چکے ہوں گے اس سے بھی حضور اور حضور کے خاص غلام محفوظ ہوں گے۔ (ﷺ) جیسا کہ مروی ہے کہ جب قبروں سے روانہ ہوں گے نیکی بدی لکھنے والے فرشتے اس کے اور ان پر گواہ ہوں گے مسلمانوں کو کہیں گے

اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ○ (پارہ۲۴،سورۃ حم السجدۃ،آیت ۳۰)

کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ (رسالہ احوال آخرت، قاضی ثناءاللہ پانی پتی)

حل لغات ۱٤٥

زہرہ، پتہ

شرح

افلا کیوں کے پتے پگھلے ہوئے ہوں گے، خاکیوں کے چہرے اُڑ جائیں گے، کافر اور فاسق بُری صورت پر انہیں کے بعض کی صورت سور کی ہوگی اور بعض کی کتے کی اور بعض کی بندر کی شکل ہوگی اور بعض اندھے اُٹھیں گے سود خور آسیب زدہ کی مثل ہوں گے اُٹھ نہ سکیں گے اور ظلم سے یتیموں کا مال کھانے والے جب قبروں سے اُٹھیں گے آگ کا شعلہ ان کے منہ سے نکلے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا (پارہ۴،سورۃ النساء،آیت ۱۰) تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔

دنیا میں تکبر کرنے والے چیونٹیوں کی مثل ہوں گے ہر شخص ان کو پامال کرے گا اور جو شخص بغیر حاجت سوال کرتا ہے وہ قبر سے اُٹھے گا اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا جس شخص نے مسلمان کے قتل کے بارے میں آدھا کلمہ بھی بولا ہوگا اس کی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناامید لکھا جائے گا جس شخص نے کعبہ معظّمہ کی جانب تھوکا ہوگا اس کا تھوک اس کے منہ پر ہوگا جس نے دو عورتیں سے نکاح کیا ہے اور عدل نہیں کیا قیامت کے روز اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ جو شخص دنیا میں دو زبان ہوگا (یعنی ایک سے کچھ کہا اور دوسرے سے کچھ کہا) اس کو اللہ تعالیٰ دو زبانیں آگ کی دے گا اور جس شخص نے ایک بالشت زمین کسی دوسرے کی دبائی ہوگی حق تعالیٰ سات طبقہ تک زمین کو اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالے گا۔ جس کسی نے مالِ غنیمت میں سے اونٹ یا گھوڑا، بکری یا دوسرا مال خیانت کیا ہوگا اس مال کو اللہ تعالیٰ اس کی گردن پر سوار کرے گا جس نے حاجت سے زیادہ عمارت بنائی ہوگی اس کو حکم ہوگا کہ اس عمارت کو اپنے مونڈوں پر اُٹھائے جس شخص نے مال کی

زکوٰۃ ادا نہ کی ہوگی اس کے سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے داغ دیا جائے گا اگر اس نے بیلوں اور بکریوں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی تو وہ جانور پچاس ہزار تک اس کے سر پر گزرے گے اور اس کو پامال کرے گا، جو شخص حاکم ہوگا خواہ دس آدمیوں کا ہو اس کے ہاتھوں کو باندھ کر یعنی اس کی گردن میں باندھ کر لایا جائے گا اگر اس نے نیکی اور انصاف کیا ہوگا چھٹکارا پائے گا اگر بدی اور ظلم کیا ہوگا تو اس کی گردن میں طوق ڈالا جائے گا۔ جس کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اس مسئلہ کا جواب جانتا بھی ہے لیکن پوشیدہ رکھتا ہے اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی جو شخص قرآن شریف میں بغیر علم کے کچھ کہے گا اس کو بھی آگ کی لگام پہنائی جائے گی ۔ اسلام و قرآن اور اعمالِ صالحہ شفاعت کریں گے قرآن کے قاریوں کے ثواب میں ان کے ماں باپ کو بہشتی حلے پہنائیں جائیں گے اور تاج سر پر رکھا جائے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے ڈھال بناؤ اور کہو

سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اکبر

اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی ہے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں اللہ تعالیٰ سب سے بزرگ ہے۔

ترجمہ۱٤٤

میدانِ حشر میں دو طرح کے لوگ ہوں گے سعادت منداور بد بخت ہر گروہ بہت بڑے کی طرح ہوں گے۔

شرح

یہ پارہ ۱۲ سورۂ ہود کی آیت ۱۰۵ کی طرف اشارہ ہے

یَوْمَ یَاْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ۚ فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْدٌ

جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔

خوش بخت اور بدبخت

حدیث شریف میں ہے جس وقت لوگ قبروں سے اُٹھیں گے ان کے عمل صورتِ انسانی پر ہوں گے اور ان سے ملاقات کریں گے مسلمانوں کے عمل اچھے اور خوشتر صورت میں ہوں گے مومن کا عمل اس سے کہے گا تو مجھے پہچانتا ہے وہ کہے گا میں نہیں پہچانتا مگر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بہت اچھی صورت عطا کی ہے وہ کہے گا اسی طرح تو دنیا میں تھا میں تیرا عمل صالح ہوں دنیا میں میں نے تیری پشت پر بہت سواری کی ہے اب تو مجھ پر سوار ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝ (پارہ ۱٦، سورۂ مریم، آیت ۸۵)

جس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔

یہ آیت کنایہ ہے اور عمل کافر کا بدترین صورت میں اس سے ملاقات کرے گا اور کہے گا تو مجھے پہچانتا ہے وہ کہے گا میں نہیں پہچانتا لیکن حق تعالیٰ نے تیری کیسی بری صورت بنائی ہے اور تجھ سے کیسی بری بدبو آتی ہے اس کا عمل کہے گا اس طرح تو دنیا میں تھا میں تیرا بُرا عمل ہوں تو نے مجھ پر بہت سواری کی ہے اب میں تجھ پر سواری کروں گا۔

وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ا (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۱)

اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں۔

ترجمہ ۱۴۷

ربِ سلم ''اے اللہ بچا'' کی التجا انبیاء کرام علیہم السلام کریں گے، نفسی نفسی کا شور اولیاء کرام کی زبانوں پر ہوگا۔

شرح

اس ابیات میں میدانِ حشر کا نقشہ کھینچا گیا ہے جس کا مختصر بیان احادیث شفاعت میں گزرا ہے۔

اشعار مثنوی امام احمد رضا

(۱۴۸) برلب آمد نام آں روزِ سیاہ — موی برتن خاستم یارب پناہ

(۱۴۹) اعترافِ جرم وتوبہ اے اریب — درچنیں روزِ سیہ ناید عجیب

(۱۵۰) کیں جھولاں راز طعن ودور باد — ھم بدنیا لیك در موزہ قتاد

(۱۵۱) شان بیك جائے زماں گیرد دار — ھمچو پائے سوختہ نامد قرار

(۱۵۲) تاج مثلیت گھی برسر نھند — گہ خطاب خاتمیت می دھند

(۱۵۳) گاہ بالذات ست آں ختم اے ھمام — گاہ بالعرض آمد وتخیل خام

(۱۵۴) نونیازاں کتابِ اضطراب — ایں چنیں کردند صدھا انقلاب

(۱۵۵) اندریں فن ھر کہ اوستادی بود — کے بچندیں قلبھا قانع شود

(۱۵۶) میرسد ازوے بھر فرضی نبے — شقۃ معزولی از پیغمبرے

(۱۵۷) کہ قناعت کن گذشتہ از طمع — برھدایت حسب عزمن قنع

(۱۵۸) از نبوت ونزول جبرئیل — قصد مابود ست ارشاد السبیل

(۱۵۹)معنی شمس است برگ نسترن — موج عمان شرح نسرین وسمن

(۱٦۰)آھوئے چین ست مقصوداز سما — مرحبا تاویل اطھر مرحبا

(۱٦۱)الغرض سیماب وش دراضطراب — صدتپیدن کرده ایں قوم عجاب

(۱٦۲)چند در کوے جبل بشتافتند — لیك راه مخلصی کم یافتند

(۱٦۳)من فدائے علم آں یکتا شوم — حبذا دانائے رازِ مکتتم

(۱٦٤)حبذا سروعیاں دانائے من — حبذا رب من ومولائے من

(۱٦۵)کردایمائے بریں فتنه گری — قرنها پیش از جودش درنبی

(۱٦٦)احمد ابنگر که ایناں چوں زوند — بھر تو امثال از کفر نژند

(۱٦۷)اوفتادند از ضلالت درچھے — پے نبردند ازعمی سوئے رھے

(۱٦۸)تابکے گوئی دلا زایں و آں — بدد عاکن اختتام ایں بیاں

(۱٦۹)ناله کن بھر دفع ایں فساد — از ته دل دو نه خرط القتاد

(۱۷۰)اے خدا اے مھرباں مولائے من — اے انیس خلوتِ شبھائے من

(۱۷۱)اے کریم کارسازِ بے نیاز — دائم الا حساں شه بنده نواز

(۱۷۲)اے بیادت ناله مرغ سحر — اے که ذکرت مرھم زخم جگر

(۱۷۳)اے که نامت راحت جان ودلم — اے که فضل تو کفیل مشکلم

(۱۷٤)ھر دوعالم بندۂ اکرام تو — صدچوجان من فدائے نامِ تو

(۱۷۵)ماخطا آریم وتو بخشش کنی — نعرہ ٔانی غفور میزنی

ترجمہ۱٤۸

اس روزِ سیاہ کا نام جب میری زبان پر آیا (اے رب تیری پناہ) تو میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے (خوف کی وجہ سے)

شرح

روزِ قیامت کی سختی سے ہر بندۂ خدا خوفزدہ ہے کیونکہ اسی دن میں دیگر ہولناکیوں سے قطع نظر دوزخ کا یہ حال

ہوگا کہ جب آدمی محشر میں جمع ہوں گے تو دوزخ کو لایا جائے گا اور اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے جس وقت دوزخ لوگوں سے سو سال کے فاصلے پر ہوگی جنبش میں آئے گی اور ایک قسم کا حملہ کرے گی کہ انبیاء اور اولیاء اس کے خوف سے اپنے گھٹنوں پر گر پڑیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے اور رسول اللہ امتی امتی پکاریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

اولیاء من امتک "لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ"

تیری امت سے میرے دوست نہ خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اے محمد ﷺ تیری امت کے بارے میں میں تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا اس دن سورج ایک میل کے قریب نزدیک ہوگا اس کی گرمی زیادہ کی جائے گی آدمی بقدر اپنے گناہوں کے پسینہ میں غرق ہوں گے بعض ٹخنوں تک اور بعض زانو تک اور بعض کمر تک اور بعض منہ تک۔ علماء نے فرمایا ہے کہ یہ اس دن کے خوارق سے ہے کہ برابر کی زمین میں متفادت پسینہ میں غرق ہوں گے۔ اس دن اعمال صالح، دوام ذکر، حاکموں کے انصاف کرنے اور کمزوروں پر رحم کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے اور قرآن سیکھنے کے ساتھ محبت رکھنے اور حسن اخلاق اور صلہ رحمی کرنے کا سایہ ہوگا یعنی ایسے لوگ عرش کے سایہ میں ہوں گے جو لوگ محض اللہ کے لئے بغیر واسطہ رشتہ داری کے آپس میں دوستی کرتے ہیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی دوستی کی طرف رغبت دلاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتے ہیں اس روز اللہ تعالیٰ ان کو نور کے منبروں پر بٹھائے گا کہ انبیاء وشہداء ان پر غبطہ کریں گے جو لوگ دینی علم لوگوں کو سکھاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سونے کے منبروں پر جو چاندی کے قبول کے نیچے اور موتی اور یاقوت سے جڑے ہوں گے بٹھائے گا۔ ان قبوں کی پوشش ریشمی کپڑوں سے ہوگی جب اس دن آدمی عرصات قیامت پسینہ میں غرق اور قید ہوں گے اور بوجہ طول انتظار آرزو کریں گے کہ اس مقام سے رہائی پائیں۔ اگرچہ دوزخ میں ہی جائیں اس وقت شفیع طلب کریں گے اول آدم علیہ السلام اس کے بعد نوح علیہ السلام اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سے سفارش چاہیں گے کوئی پیغمبر ان کی سفارش نہیں کرے گا پھر سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے آنحضرت ﷺ شفاعت کے لئے اُٹھیں گے اور عرش کے پاس آکر سربسجود ہوں گے اس وقت فرشتہ آئے گا اور کہے گا اے محمد ﷺ آپ کیا چاہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عرض کریں گے یارب تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا۔ مضمون شفاعت کے بیان میں دیکھئے۔

حل لغات ۱۴۹

اریب، عقلمند۔

ترجمہ

اے عقلمند ایسے روزِ سیاہ میں توبہ اور اعترافِ جرم اچھا نہیں آئے گا یعنی قبول نہیں ہوگا۔

شرح

حدیث شریف میں ہے قیامت میں تین پیشیاں ہونگی اول کفار اپنے کفر سے انکار کریں گے، دوم اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر کفار کے عذاب کرنے کا عذر ظاہر کرے گا اور ان کے روبرو حجت قائم کرے گا، سوم ہر ایک کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام کے نامہ اعمال عرش کے نیچے ہوں گے اللہ تعالیٰ ایک ہوا چلائے گا جس کی وجہ سے ہر ایک کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں اُڑ کر آجائے گا مومنوں کے داہنے ہاتھ میں اور کافروں کے بائیں ہاتھ میں اس کے پس پست سے اول ورق پر یہ لکھا ہوگا

اِقْرَاْ کِتٰبَکَ ؕ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا ؕ (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۴)

فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

حدیث شریف میں ہے اس شخص کے لئے خوشی ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں استغفار بہت ہو اور انسان کے اعضاء اس کے اعمال پر گواہی دیں گے اور جس مکان اور زمان میں اچھا یا بُرا عمل کیا ہے وہ اس پر گواہی دیں گے۔ اس وقت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کے لئے جدا کر آدم علیہ السلام دریافت کریں گے یا الٰہی کس حساب سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہزار میں سے ایک بہشت کے لئے اور نوسو ننانوے دوزخ کے لئے۔ اللہ تعالیٰ میزان قائم کرے گا تاکہ اللہ تعالیٰ نیکی اور بدی کو تولے۔ میزان کی زبان ہوگی اور اس کے دو پلڑے ہوں گے اور وہ اتنے بڑے ہوں گے اگر اس میں زمین و آسمان کو تولا جائے تو تل سکتے ہیں اور صاحب میزان جبرئیل علیہ السلام ہوں گے کافروں کے عمل کا وزن نہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ ان لوگوں کا کیا اکارت گیا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزِ قیامت ایک شخص موٹے تازے کو لایا جائے گا اور اس کا وزن مچھر کے پَر کے برابر بھی نہ ہوگا اور آپ نے بطورِ استشہاد یہ آیت پڑھی

فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا ۝ (پارہ ۱۶، سورۃ الکہف، آیت ۱۰۵)

تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ کفار کی نیکیوں کی جزا دنیا میں دے دی جاتی ہے آخرت میں کوئی نیکی باقی نہ رہے گی اور مومنوں کی نیکیاں ایک پلڑے میں رکھی جائیں گی اور بدیاں ایک پلڑے میں۔اگر ان کی برائیاں ہوں گی زیادہ تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے بخشے اگر چاہے عذاب کرے اگر ان کی بدیوں سے ایک نیکی بھی زیادہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کو بڑھائے گا اور اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔

بزار اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بنی آدم کے اعمال تولے جائیں گے اگر اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا تو فرشتہ ندا کرے گا جس کو تمام خلقت سنے گی یہ شخص نیک بخت ہوا اور ہرگز بد بخت نہ ہوگا اور اگر اس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوا تو فرشتہ ندا کرے گا یہ شخص بد بخت ہوا اور ہرگز نیک بخت نہ ہوگا۔

کروں جاہلوں سے طعن اور دوری بھلی یہ بظاہر　　　دنیا میں ہیں در حقیقت جہنم کے قیدی ہیں

ترجمہ ۱۵۱

زمانہ گیرو دار (پکڑ دھکڑ) میں وہ سب ایک جگہ پر ہوں گے پاؤں جلے کی طرح انہیں قرار نہیں آئے گا اور یہ سزا یافتہ لوگوں کا حال ہوگا لیکن اعمال صالحہ نصیب ہیں تو پھر راحت ہی راحت۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں احادیث میں آیا ہے ''سبحان اللہ'' نصف میزان ہے اور ''الحمد للہ'' میزان کی پوری ہے اور ''لا الہ الا اللہ'' تمام خلائق سے پلڑے کو بھاری کرنے والا یا اسی طرح اللہ اکبر ہے اسی طرح جس شخص کا لڑکا صالح مرے اور وہ صبر کرے، نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجے دیگر نیکیاں بھی میزان کے بھاری ہونے کا موجب ہیں اور ذہبی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ علماء کی سیاہی کو خون شہیدوں کے ساتھ کیا جائے گا اور علماء کی سیاہی شہیدوں کے خون سے افضل ہوگی۔

حماد اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ ہر ایک شخص کی نیکیاں روزِ قیامت ترازوں میں کم ہوں گی اچانک بادلوں کی مثل نیکیاں اس کے ترازو کے پلڑے میں آجائیں گی کہا جائے گا یہ کیا ہے بتلایا جائے گا کہ یہ وہ نیکیاں ہیں کہ اس نے لوگوں کو علم پڑھایا ہے اور وہ علم سے جاری رہا ہے۔

ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو پیٹ اور شرمگاہ کی زیادہ رغبت ہوگی اس کی ترازو ناقص

ہوگی جب لوگ محشر میں جمع ہوں گے کفار مومنوں سے جدا ہوں گے اور دوزخ محشر کو محیط ہوگی ایک گردن دوزخ سے نکلے گی دوزخ کے موکل فرشتے اس کو کھینچیں گے وہ کہے گی پروردگار عزت کی قسم مجھے میرے جوڑے کے ساتھ چھوڑ دو کہیں گے تیرے جوڑے کون ہیں وہ کہے گی ہر تکبر کرنے والا اور جبر کرنے والا اور نافرمان میرا ہے تو وہ گردن ان کو چنے گی جیسے جانور چنتا ہے اور اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے پھر اسی طرح کہے گی کہ تم مجھے میرے جوڑے کے ساتھ چھوڑ دو کہیں گے تیرے جوڑے کون ہیں۔

كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ٥ (پارہ ۲۱، سورۂ لقمن، آیت ۳۲) مگر ہر بڑا بے وفا ناشکرا

ان کو چنے گی اور پیٹ میں ڈالے گی پھر تیسری دفعہ اسی طرح کہے گی چھوڑو تم مجھ کو میرے جوڑوں کے ساتھ وہ کہیں گے تیرے جوڑے کون ہیں کہے گی

كل مختال فخور یعنی ہر شیخی مارنے والا فخر کرنے والا

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گردن آگ سے نکلے گی کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور زبان فصیح۔ وہ کہے گی مجھے حکم کیا گیا ہے اس شخص کے لئے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود ٹھہرایا ہے ہر جبار اور دشمنی کرنے والے کے لئے ہے اس کے لئے جس نے کسی نفس کو ناحق قتل کیا ہے تو ان لوگوں کو دوسرے آدمیوں سے پانچ سو سال پہلے چنے گی۔ ابن مرجان نے ارشاد میں کہا کہ جب آدم علیہ السلام کو آدمیوں کو دوزخ میں بھیجنے کا حکم ہوگا تو دوزخی سات قسم کے ہوں گے دو قسم کے لئے گردن دوزخ سے نکلے گی اور اُن کو چنے گی جیسے کبوتر دانہ چگتا ہے۔ اول وہ لوگ ہوں گے جو خدا کے ساتھ ازراہِ تکبر وانکار کفر کرنے والے ہیں، دوم وہ قسم ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کافر ہیں ازراہِ جہل وغفلت کے۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ جس کسی نے دوسرے خدا کے ساتھ پرستش کی ہے وہ اپنے معبود کے ساتھ جہنم میں جائے۔ سورج کو پوجنے والے سورج کے ساتھ اور آگ کو پوجنے والے آگ کے ساتھ اور بتوں کو پوجنے والے بتوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ مزید تفصیل رسالہ احوال الآخرۃ قاضی ثناءاللہ پانی پتی میں دیکھئے۔

ترجمہ ۱۵۲

کبھی مثلیت کا تاج اپنے سر پر رکھتے تھے کبھی خاتمیت کا خطاب دیتے تھے۔

شرح

دنیا میں بدمذہبوں نے کبھی تو یہ دعویٰ کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مثل ہیں اور کبھی یہ دعویٰ کہ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین جیسے اور بھی خاتم ہیں ان ہر دو مسئلوں کی تفصیل گذری ہے۔

حل لغات ۱۵۲

ہمام (بالضم) متہر قوم و مرد بزرگ۔

ترجمہ

اے بزرگ یہ کبھی تو ختم نبوت کو بالذات بتاتے ہیں کبھی اسے بالغرض و خام خیالی سے کچھ کا کچھ بکتے ہیں۔

شرح

اس بیت میں نانوتوی کی ایک غلط تحقیق کی نشاندہی فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے تحذیر الناس میں نبوت کی دو قسمیں بنائیں نبوت ذاتی اور نبوت عرضی۔ اسے یہ تقسیم حدیث "آدم کاو بکم الخ" کی وجہ سے کرنی پڑی حالانکہ اس کا اصلی حل یہ تھا کہ اس حدیث کو مدلل قرار دے کر ساقط الاعتبار کردیا جاتا یا محدثین اس کی ایسی تاویل کی جاتی اس طرح سے کسی خرابیوں کا انسداد ہو جاتا جیسا کہ محققین محدثین نے کیا ہے لیکن مصنف تحذیر الناس نے ایک نیا راستہ نکالا۔ اثر مذکور کے بجائے آیۂ کریمہ "وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کو اپنی تاویلات فاسدہ کا تختۂ مشق بنالیا۔ وصف نبوت کو "بالذات" اور "بالعرض" کی طرف تقسیم کیا۔

آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ۴)

اور آیۂ کریمہ "وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کے معنی بیان کرتے ہوئے صاف کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں عوام کا خیال ہے بنائے خاتمیت تاخر زمانی کے بجائے نبوت بالذات کو قرار دیا۔

تردید از علمائے اہل سنت

یاد رہے کہ نبوت کی بالذات اور بالعرض کی تقسیم شرعاً باطل ہے اسی لئے وصف نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت قرار دینا بداہۃً باطل ہے جیسا کہ نانوتوی نے کیا ہے۔

اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وصف ذاتی اور اصلی وصف عرض اور غیر اصلی سے افضل ہوتا ہے لہٰذا ذاتی نبوت عرضی

نبوت سے افضل قرار پائے گی جیسا کہ خود صاحب تحذیر الناس نے تسلیم کیا ہے اس تقدیر پر نفس نبوت میں تفصیل کا قول کرنا پڑے گا جو قرآن وحدیث اور علمائے امت کے مسلک کے منافی ہے دیکھئے قرآن کریم میں ہے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ؕ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۸۵)

یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

اس آیۃ کریمہ میں عدم تفریق من حیثیت النبوۃ والرسالۃ ہے۔

حوالہ جات در تردید نانوتوی

روح المعانی میں ہے

لان المعتبر عدم التفريق من حيث الرسالة دون سائر الحيثيات

اس لئے کہ ''من حیث الرسالۃ'' عدم تفریق معتبر ہے نہ کہ دوسری دیگر حیثیات

امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۳۱۵ میں لکھا کہ

ماينبغى لا حدان يقول خيرا من ابن متى اى فى نفس النبوة اذا الفاضل فيما نعم بعض النبيين من بعض كما هو مقرر

کسی کو لائق نہیں کہ کہے میں ابن متی سے بہتر ہوں یعنی نفس نبوت میں اس لئے کہ جو بعض انبیاء دوسرے انبیاء سے نعمتوں سے نوازے گئے لیکن نفس نبوت میں کوئی افضلیت نہیں۔

حاشیہ بخاری حدیث

ولا اقول ان احدا افضل خير من يونس بن متى

قوله لا اقول ان احداً افضل من يونس متى من تلقائى نفسى ولا افضل عليه احداً من حيث النبوة. (حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸۵)

اور کوئی میرے متعلق نہ کہے کہ میں کہتا ہوں کہ کوئی یونس بن متی سے افضل ہوں اس قول کی شرح یہ ہے کہ یہ میں از خود نہیں کہتا اور نہ ہی من حیث النبوۃ ان پر کسی کو فضیلت دیتا ہوں۔

اسی حاشیہ بخاری صفحہ ۴۱۴ میں ہے

قوله ولا يخير ونى على موسىٰ وقيل النهى عن التفضيل انما هو فى حق النبوةنفسها لقوله تعالىٰ

"لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ا " لا فی ذوات الانبیاء وعموم رسالتهم بقوله تعالیٰ "تلک الرسل فضلنا بعضهم علیٰ بعض"

اور مجھے موسیٰ علیہ السلام پر برگزیدہ نہ بناؤ بعض نے کہا کہ نہی فضیلت دینے کی اس وجہ سے ہے کہ من حیث النبوۃ سب برابر ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ہاں ذوات انبیاء اور عمومِ رسالت میں تفصیل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ رسل جنہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورۃ الصفت جلد ۷ صفحہ ۳۱۵ میں ہے

ونفس النبوۃ اذ لا تفاضل فیھا اذ کلھم فیھا علی حد سواء کمامر

اور نفس نبوت میں ان کو آپس میں فضیلت نہیں اس لئے کہ نبوت میں تمام برابر ہیں۔

ایسے ہی تمام شارحین احادیث اور مفسرین قرآن اور مفتیان فقہ نے لکھا ہے طوالت کی ضرورت نہیں۔ مزید چند حوالے تفاسیر ملاحظہ ہوں

تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۶۹ میں ہے

بل معنی الایة "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ا "وبین احد من غیرہ فی النبوۃ

بلکہ آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نبوت میں کسی ایک کا دوسرے سے فرق نہیں کرتے۔

ابو السعود بہامش الکبیر جلد ۲ صفحہ ۵۷۳ میں ہے

"لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ا "لان المعتبر عدم التفریق من حیث الرسالة دون سائر الحیثیات الخاصه

ہم ان کے کسی کو دوسرے سے فرق نہیں کرتے کیونکہ من حیث الرسالۃ عدم تفریق معتبر ہے نہ کہ دوسری خاص حیثیات سے۔

خلاصہ

ان مفسرین کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات کی روشنی میں آیۃ کریمہ کا مفہوم صاف طور پر واضح ہوگیا کہ نبوت اور رسالت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق اور اس بناء پر ادعائے تفضیل قطعاً باطل ہے۔

حدیث شریف سے استدلال

بلکہ حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ نفس نبوت میں تفصیل ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لا تخیر ونی علی موسیٰ الحدیث (مرفوع عن ابی ھریرہ بخاری جلد اول جز ۹ باب الخصومات)

مجھے موسیٰ علیہ السلام سے برگزیدہ نہ کہو۔

الخامس أنه نهى عن التفضيل في نفس النبوة لا في ذوات الأنبياء عليهم السلام وعموم رسالتهم وزيادة خصائصهم وقد قال تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (عینی جلد ۶ صفحہ ۶۸)

پانچوں بحث یہ ہے کہ نفس نبوت میں کوئی تفاضل نہیں ہاں ان کی ذوات اور عموم رسالت اور دوسرے زائد خصائص کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تلک الرسل الخ" یہ رسل ہیں جنہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

اس حدیث کے تحت حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں

وقيل النهي عن التفضيل إنما هو في حق النبوة نفسها كقوله تعالى لا نفرق بين أحد من رسله ولم ينه عن تفضيل بعض الذوات على بعض لقوله تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۴۳ طبع مصر)

بعض نے کہا کہ تفضیل کی نہی بحق نبوت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" بعض ذوات کو بعض پر تفضیل کی نہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تلک الرسل الخ"

فیصلہ حق

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ حضور اکرم ﷺ سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نفس نبوت میں کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہاں ان کے بعض قبائل و خصائص کی وجہ سے ایک دوسرے سے فضیلت حاصل ہے اور خود ہمارے نبی ﷺ علی الاطلاق جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام سے افضل ہیں۔ (تفصیل دیکھئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف تجلی الیقین)

سوال

ہم (دیوبندی) اور تم (اہل سنت بریلوی) متفق ہیں کہ کسی کو کوئی کمال رسول اللہ ﷺ کے واسطے کے بغیر نہیں ملا اور نبوت بھی کمال ہے وہ حضور اکرم ﷺ کے بغیر کسی کو مل سکتا ہے۔ ہر نبی کو وصف نبوت حضور ﷺ کے واسطہ سے نصیب ہوا تو اس معنی پر آپ کی نبوت بالذات اور دوسروں کی بالعرض ہوئی۔ (الفرقان، دہلی ملخصاً)

جواب

یہ مولوی قاسم نانوتوی کے کفر کو ہلکا کرنے کا منظور سنبھلی نے حیلہ نکالا ہے۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق کو حق مان

بے واسطے ان کے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

ورنہ عام دیوبندی عموماً اور منظور سنبھلی میدان میں خصوصاً مذکورہ بالا شعر تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں گے آزما کر دیکھئے۔اگر مانتے ہیں تو عین مراد لیکن اس سے مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ بتاتا ہے کہ نبوت کی دو قسم ہیں بالذات و بالعرض۔اس کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔وہ تحذیر الناس صفحہ ۴ میں لکھتا ہے کہ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات سے مکتب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے معلوم ہے کسی غیر سے مکتب اور مستعار نہیں ہوتا۔

پھر آگے چل کر لکھا کہ

الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔

ان دونوں عبارتوں کو ملا کر نتیجہ نکالئے کہ نانوتوی کے نزدیک ذاتی وصف سے وہ وصف مراد ہے جس پر وصف عرضی کا قصہ ختم ہو جائے جیسا کہ انہوں نے خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔

لیکن امت مسلمہ کے نزدیک حصول کمال میں حضور ﷺ کے واسطہ ہونے سے یہ مراد نہیں کیونکہ حضور ﷺ واسطہ ہیں۔نانوتوی صاحب بھی اس کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے تحذیر الناس میں ارقام فرمایا

اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض۔(تحذیر الناس صفحہ ۱۲)

مگر آج تک کسی نے نہیں کہا کہ معاذ اللہ ایمان، علم، عمل، ایقان، ہدایت و تقویٰ کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ پر ختم ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی مومن نہیں ہوا نہ صالح نہ متقی نہ مہتد العیاذ باللہ۔بلکہ یہ سب اوصاف و کمالات اب بھی جاری ہیں اور آئندہ بھی جاری رہیں گے اور نبوت کے جاری نہ ہونے کی وجہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی کہ حضور ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں اس وصف کے عرضی ہونے کی وجہ سے موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف

بالذات پرختم ہوگیا بلکہ محض اس لئے کہ آیۃ کریمہ

وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ا(پارہ۲۲،سورۃالاحزاب،آیت۴۰)

ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

اوراسی حدیث متواتر ۃالمعنی حضور کے آخری النبیین ہونے پر دلالت قطعیہ کے ساتھ دال ہیں ورنہ اگر وصف ذاتی کی بناء پر امت مسلمہ حضورﷺ کی ذات مقدسہ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی قائل ہوتی تو اسے بقیہ تمام اوصاف کو بھی اسی اتصاف ذاتی کی وجہ سے حضور اکرمﷺ پر ختم کرنا پڑتا یعنی اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا کہ نبوت کے ساتھ ایمان وایقان ،عمل وہدایت وتقویٰ وغیرہ تمام اوصافِ حسنہ بلکہ سب کمالات حضورﷺ پر ختم ہوگئے ۔اب حضورﷺ کے بعد معاذ اللہ نہ کوئی مومن ہے نہ متقی نہ صالح نہ عالم کیونکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوگیا مگر ایسی بات کا تسلیم کرنا تو درکنار اس کا تصور بھی اسلامی ذہن کے لئے نا قابل برداشت ہے۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ امت مسلمہ کے مسلک کے مطابق حضور اکرمﷺ کا واسطہ کمالِ نبوت ہونا اور صاحب تحذیرالناس کے قول کے مطابق حضور کا کمالِ نبوت سے متصف بالذات ہونا ایک بات نہیں دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ نانوتوی صاحب کے قول پر نفس کمال نبوت میں تفضّل کا قول کرنا پڑتا ہے جس کا بطلان ہم ابھی کتاب وسنت اور اقوالِ مفسرین ومحدثین سے بیان کرن کر چکے ہیں اور امت مسلمہ کے مسلک کی روشنی میں حضور اکرمﷺ کی ذاتِ مقدسہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس کی حقانیت آیۃ کریمہ

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ ا(پارہ۳،سورۃالبقرہ،آیت۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

فائدہ

البتہ اس مقام پر دیوبندیوں کو سوچنا پڑے گا کہ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کے سلسلہ کو ختم کرکے تاخر زمانی کے لزوم کا قول کیسے قبیح نتائج پر منتج ہوتا ہے اس قول کی بناء پر سدباب نبوت ہی کے لزوم پر بات ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان وایقان ،علم وعمل ،ہدایت وتقویٰ غرض ہر خوبی اور ہر کمال کا دروازہ بند ہونا لازم آتا ہے اور نبی کریمﷺ کے بعد جس طرح کسی نبی کے آنے کے استحالہ کا لزوم مانا گیا ہے اسی طرح مومن صالح متقی مہتد کے وجود کو بھی حضور اکرمﷺ

کے بعد محال ماننا پڑتا ہے کیونکہ تحذیر الناس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کے لئے زمانی لازم ہے۔

ترجمہ۱۵٤

کتاب اضطراب کی یہ نئی باتیں بنانے والے اس طرح کے بے شمار انقلاب بپا کئے ہیں۔

شرح

وہابیوں دیوبندیوں کی بدعات کی تعداد وتشریح امام احمد رضا قدس سرہ کی تصانیف ''الکوبۃ الشہابیہ'' اور اشعار کی صورت میں رسالہ الاستمداد مع شرح سیدی مرشدی مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی تصانیف کا مطالعہ فرمائیے۔

ترجمہ۱۵۵

اس فن کا جو کاریگر ہوتا ہے وہ اتنے قلوب پر کیسے قانع ہوسکتا ہے۔

شرح

خود کو کچھ کا کچھ سمجھنے والا اپنے اجتہاد کے بل بوتے پر دوسرے بہت بڑے بزرگوں کے آراء سے اُسے اتفاق کیسے ہوسکتا ہے وہ جو کچھ مارے گا اپنی مارے گا۔

حل لغات۱۵٦

شقہ (عربی) شاہی خط، رقعہ۔ معزولی، موقوفی، برطرفی۔

ہر فرضی نبی سے اسے پیغمبری سے معزولی کا رقعہ پہنچے گا۔

شرح

حضور نبی پاک ﷺ کی نبوت کے بعد نبوت ختم نہ ماننے پر کئی لوگ جھوٹے دعویٰ کریں گے تو ہر ایک دوسرے کی نبوت کی معزولی کا پیغام بھیجے گا کہ وہ نبوت سے معزول ہوگیا اب میں ہی نبی ہوں یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں نت نئے نبی بنتے ہیں اور یہ بھی نبی پاک ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ نے تیس دجالوں کی خبر دی جو نبوت کے مدعی ہوں گے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تیس دجال نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ ستائیس آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے اور طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ ستر کذاب ہوں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ۸۲۴)

ان روایتوں میں تطبیق کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ستر کی تعداد میں ستائیس اور تیس دونوں داخل ہیں اس لئے کسی

روایت میں ستائیس کا ذکر آ گیا اور کسی میں تیس آیا اور کسی روایت میں پورے ستر کی تعداد مذکور ہوگئی۔

دوسری صورت تطبیق کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کل کذابوں کی تعداد تو ستر ہوگی ان میں سے ستائیس یا تیس تو نبوت کا دعویٰ کریں گے باقی امامت یا مہدی وغیرہ ہونے کا دعویٰ کریں گے اور تطبیق کی تیسری صورت یہ بھی ہے کہ ان گنتیوں کو تعداد تحدید کے لئے نہ مانا جائے بلکہ ان گنتیوں کو تکثیر اور بیانِ کثرت کے لئے مانا جائے یعنی حضور اکرم ﷺ کی ان گنتیوں سے یہ مراد ہے کہ بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کریں گے جیسے اردو کے محاورہ میں بولا جاتا ہے۔

''میں نے پچاس مرتبہ تم کو سمجھایا'' تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ میں نے گن کر پورے پچاس مرتبہ سمجھایا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ستائیس آدمی یا تیس آدمی یا ستر آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے اس کا یہ مطلب ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذاب بہت زیادہ ہوں گے یعنی گنتی مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے۔ چند ایک کے مختصر واقعات پڑھئے

مسیلمة الکذاب

نبو حنیف کا جو وفد مدینہ آیا تھا اس میں یہ بھی شامل تھا مسلمان ہونے کے بعد اس نے حضور اکرم ﷺ سے غداری کی اور اپنے علاقہ میں نبی بن بیٹھا آخر کار عہد صدیقی میں قتل ہو کر واصلِ جہنم ہوا۔

اسود عنسی

دوسرا کذاب اسود عنسی گذرا ہے جس نے صنعا کے علاقہ میں اپنی جھوٹی نبوت کی تحریک شروع کی یہ شخص بڑا شعبدہ باز تھا۔ دو شیطان اس کے تابع تھے لوگوں کے سامنے عجائبات کا مظاہرہ کیا کرتا تھا اس کا گدھا اس کو سجدے کیا کرتا تھا۔ ایک گدھے کو سجدہ گدھا ہی کرسکتا ہے نجران کے کچھ لوگ اس کے دامِ فریب میں آ گئے تھے حضور ﷺ کی وفات سے ایک روز پہلے اس کے قتل کی خبر سنائی فیروز دیلمی نے اسے جہنم رسید کیا تھا۔

کذاب طلیحه بن خویلد اسدی

یہ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتا تھا یہ شخص خیبر کے نزدیک اپنی جھوٹی نبوت کا پیغام لے کر اُٹھا۔ غطفان کے لوگوں نے اسے تقویت پہنچائی اس نے جب اپنے جیسے کذابوں کے خلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار چمکتی دیکھی تو اپنا انجام آنکھوں کے سامنے آ گیا چنانچہ یہ شخص بعد میں توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گیا۔

سجاح بنت سوید

یہ ایک عورت ہوئی ہے اس کی عادت تھی کہ بھیڑیا پر سوار ہوتی تھی۔ جب یہ عورت یمامہ پہنچی تو دیکھا کہ وہاں

مسیلمہ کذاب پہلے ہی سے جھوٹی نبوت کی گدی پر دھونی جمائے بیٹھا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو گھور گھور کر دیکھتے رہے پھر دونو میں گفتگو ہوئی آخر کار سجاح نے اپنی جھوٹی نبوت مسیلمہ کذاب کو سونپ دی اور دونوں کے درمیان حق مہر یہ قرار پایا کہ عصر کی نماز معاف کردی جائے۔ اس نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں توبہ کی اور مسلمان ہوگئی۔

مختار ثقفی

اس نے دعویٰ کیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یہ شخص جب خط لکھتا تو اس کی ابتداء بالکل اسی طرح کرتا جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے وہ لکھتا تھا "من مختار رسول اللہ" یہ خط اللہ کے رسول مختار کی طرف سے ہے۔

بھبود

یہ خلیفہ معتمد کے زمانہ میں تھا اور بڑا فتنہ انگیز تھا اس نے عراق جیسے پر رونق شہر کو آگ سے تباہ و برباد کیا وہ کہتا تھا کہ خدا نے مجھے رسول بنا کر مبعوث کیا ہے میں علم غیب جانتا ہوں۔

یحییٰ بن زکرویہ قرمطی

یہ بڑا عیار اور جدت پسند تھا اپنی شعبدہ بازیوں کی نمائش کیا کرتا تھا۔

حسین

یہ کذاب یحیٰ مذکور کا حقیقی بھائی تھا جو اپنے مکار بھائی کے جھوٹے دعوؤں کو خاندانی میراث کے طور پر خود اختیار کرنے لگا۔

عیسیٰ بن مہرویہ

اس نے بھی بڑے جھوٹے دعویٰ کئے اس نے کہا کہ قرآن میں جو مدثر کہا گیا ہے وہ میرا ہی لقب ہے شام میں اس کا کاروبار کافی چلتا رہا آخر کار قتل ہوا۔

ابوطاہر قرمطی

اس نے حجر اسود کو اکھاڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوا۔

محمد ابن علی شلغانی

اس کا لقب ابن ابی العراق تھا اس نے دعویٰ کیا کہ میرے اندر الوہیت کی تمام صفات موجود ہیں اسے آخر کار

سولی پر لٹکا دیا گیا۔

حاکم مطیع باللہ

ان کے زمانہ حکومت میں ایک نوجوان ہوا ہے یہ شخص تناسخ روحوں کا (مختلف قالب بدلنا) کا قائل تھا اس کا دعویٰ تھا کہ حضرت علی کی روح میرے جسم میں حضرت فاطمہ کی روح میری بیوی کے قالب میں حلول کر گئی ہے۔

کذاب

حاکم معز الدولہ کے عہد حکومت میں ظاہر ہوا اس نے دعویٰ کہ میں جبریل ہوں اس نے کئی رنگ بدلے آخر کار نامراد ہوا۔

کذاب

مستظہر کے عہد حکومت میں خطہ نہاوند میں پیدا ہوا اس کے دعویٰ تھا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا۔

کذاب

ارض مغرب میں پیدا ہوا جس نے اپنا نام "لا" رکھا تھا یہ تک بندی اس نے یہ کہہ کر پیدا کی تھی کہ حدیث میں "لانبی بعدی" آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ "لا" میرے بعد نبی ہوگا وہ "لا" میں ہی ہوں۔ یہ کذاب بھی اپنے دعویٰ کے ساتھ ہی معدوم ہو گیا۔

کذاب

ایک جادوگر ہوا ہے جس کو غازاری کہا جاتا ہے ابوجعفر بن زبیر نے اسے ارتداد کی وجہ سے قتل کر ڈالا۔

کذاب

ایک عورت تھی جس نے دعویٰ کیا تھا میں نبیہ ہوں جب اس عورت پر یہ حدیث پیش کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لانبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس نے جواب دیا کہ حدیث میں نبی کی نفی ہے نبیہ مونث کی نفی نہیں ہے۔

کذاب

استادسیس نام کا ایک شخص خراسان میں گزرا ہے تین لاکھ آدمیوں نے اس کی نبوت کو تسلیم کیا آخر کار مع ستر ہزار

مرتدین کے منصور مہدی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

کذاب

دامیہ نام کی ایک سوڈانی عورت تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ بھی مسلمانوں کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئی۔

کذاب

یوشینا نام کا ہوا ہے اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور آخر کار پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

کذاب

خراسانی ہوا ہے اس کا عقیدہ تھا کہ خدا نبیوں میں حلول کرتا رہتا ہے لہٰذا اس نے دعویٰ کیا کہ میرے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے حلول کیا ہے یہ شخص چونکہ بدشکل تھا اس لئے اپنا چہرہ چھپائے رکھتا ہے اس بدبخت نے خودکشی کرلی تھی۔

کذاب

ابو مسلم خراسانی کو ماننے والا گروہ ہوا ہے یہ لوگ تناسخ کے قائل تھے اور کہتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح عثمان بن نہیک میں داخل ہوگئی ہے۔ ان سب کو منصور کے سامنے قتل کیا گیا۔

کذاب

ابوالطیب متنبّی مشہور شاعر گزرا ہے یہ شخص بڑا السان تھا اس کی ہجو سے لوگ کانپتے رہتے تھے۔ اس کا مشہور دیوان آج بھی موجود ہے اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا لیکن انجام کو پہنچا اور قتل ہوا۔

کذاب

بہاء اللہ ہوا ہے جس نے ایران میں نبوت کا دعویٰ کیا اور جس کے جھوٹ پر ایمان لانے والے لوگ آج بھی موجود ہیں۔

کذاب

وہ شخص ہے جس ہم اور آپ سب جانتے ہیں انگریزی دورِ حکومت میں مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کی زندگی کے حالات بڑے رنگین اور دلچسپ ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں تفصیل فقیر کی تصنیف ''جھوٹے مدعیان نبوت'' میں پڑھیے۔

ترجمہ۱۵۷

طمع چھوڑ کر ہدایت پر قناعت کر حسب الحکم

عز من قنع   جس نے قناعت کی وہ معزز ہوا

ترجمہ ۱۵۸

نبوت اور جبرائیل علیہ السلام کے نزول سے صحیح راہ کی رہبری پر ہمارا مقصد ہے۔

شرح

ہر نبوت کا پیغام سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے لئے نامزد ہوا اسی لئے وہی ہر نبی اور پیغمبر علیہ السلام کے پاس منجانب اللہ وحی لے کر آئے اور ان کا وحی لے کر آنا حضور اکرم ﷺ کے وصال تک تھا اب اگر کوئی کسی قسم کی نبوت (بالعرض جسے مولوی قاسم نانوتوی کہتا ہے یا بروزی، ظلی، غیر تشریعی جیسے مرزا قادیانی کہتا ہے) کا دعویٰ کرے کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہے جیسے قاسم نانوتوی کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے پہلے اس کے محاصرین نے کفر پر متنبہ کیا نہ مانا تو پھر اس پر کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا اس کی تفصیل فقیر پہلے عرض کر چکا ہے اور مرزا قادیانی کو بھی اسی نبوت عرضی، بروزی، ظلی، غیر شرعی کے دعویٰ کی وجہ سے کافر کہا گیا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح عمری میں ہے کہ امام ابوحنیفہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے موقع دو کہ اپنی نبوت کی علامات طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ نبی آخر الزمان ﷺ فرما چکے ہیں ”لانبی بعدی“

انتباہ

چند جہلاء سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر اس لئے ناراض ہیں کہ آپ نبوت کے بارے افتائے کفر و ارتداد میں جلد باز ہیں ان جہلاء کو کون سمجھائے کہ نبوت کا معاملہ نزاکت کا حامل ہے کہ معمولی سی معمولی خفت بھی اس کے بارے میں برداشت نہیں کی جاسکتی اب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا کہو گے کہ انہوں نے مدعی نبوت سے نبوت کی علامت طلب کرنے کو بھی کفر کا فتویٰ صادر فرمایا تو پھر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ پر ناراضگی کویں لیکن یہ ناراضگی اسے ہے جو فاضل بریلوی قدس سرہ کے علم سے ناآشنا ہے ایسے ہی جو لوگ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت سے ناراض ہیں وہ بھی آپ کی علمی شخصیت سے بے خبری سے۔

فائدہ

گذشتہ صدی میں قادیانی نے جھوٹی نبوت کا فتنۂ عظیم کھڑا کیا ہے لفظ خاتم النبیین کے معنی ''نبیوں کی مہر'' کرتا ہے اور اس کا مطلب یہ لیا کہ نبی ﷺ کی مہر لگنے سے نبی بنیں گے یا بالفظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ ﷺ کی مہر نہ لگے وہ نبی نہیں ہو سکے گا۔

اسی طرح نانوتوی نے آپ کی نبوت ذاتی اور عرض کی تقسیم کی۔ مرزا کہتا ہے کہ جس آیت میں حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّنَ ا وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًاo (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

لیکن جس سلسلہ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس کے اندر رہ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں مقصود کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے۔ آخر اس بات کی کیا تُک ہے کہ اوپر سے تو نکاحِ زینب پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کئے ہوئے شکوک وشبہات کا جواب دیا جارہا ہے اور یکا یک یہ بات کہہ ڈالی کہ محمد ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ آئندہ جو بھی نبی بنے گا ان کی مہر لگ کر بنے گا۔ اس سیاق وسباق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے تکی ہے بلکہ اس سے استدلال الٹا کمزور ہو جاتا ہے جو اوپر سے معترضین کے لئے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ آپ ﷺ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا اس اسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ ﷺ کے بعد آپ کی مہر لگ لگ کر جو انبیاء آتے رہیں گے ان میں کوئی اسے مٹا دے گا۔

ایک دوسری تاویل قادیانیوں نے بھی یہ کی ہے کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے البتہ کمالاتِ نبوت حضور اکرم ﷺ پر ختم ہو گئے لیکن یہ مفہوم لینے میں وہی قباحت ہے جو اوپر ہم نے بیان کی ہے۔ سیاق وسباق سے یہ مفہوم بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا بلکہ اس کے خلاف پڑتا ہے کفار ومنافقین کہہ سکتے ہیں کہ حضرت کم تر درجے کے ہی سہی بہرحال آپ کے بعد نبی آتے رہیں گے پھر کیا ضرور تھا کہ اس رسم کو بھی آپ ہی مٹا کر تشریف لے جاتے۔

لغت کی رو سے

پس جہاں تک سیاق وسباق کا تعلق ہے وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے یہاں خاتم النبیین کے معنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے کے لئے جائیں اور یہ سمجھا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی آنے والا نہیں ہے۔ لغت بھی اس معنی کی مقتضی ہے عربی لغت اور محاورے کی رو سے "ختم" کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

"ختم العمل" کے معنی "فرغ من العمل" کام سے فارغ ہو گیا۔

"ختم الاناء" کے معنی ہیں برتن کا منہ بند کر دیا اور اس پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔

"ختم الکتاب" کے معنی ہیں خط بند کر کے اس پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔

"ختام کل مشروب" وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔

"خاتمہ کل شئی عاقبة واخرته" ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔

"ختم اشی وبلغ اٰخرہ" کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا۔

اسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

"خاتم القوم اٰخرہم" خاتم القوم سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔ (ملاحظہ ہو لسان العرب قاموس اور اقرب الموارد)

اسی بناء پر تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لئے ہیں۔ عربی لغت اور محاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاک خانہ کی مہر کے نہیں ہیں جسے لگا لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے اور نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

نبی کریم ﷺ کے ارشادات

یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ سے دو سو سے زیادہ احادیث مرویہ ہیں ان میں چند احادیث یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث

فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۲۷، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۵)

فائدہ

آپ نے بات واضح طور پر بیان فرمادی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یہ حدیث متواتر ہے اور بارہ صحابہ سے مروی ہے۔

حدیث

حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۳۳، صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی تابع نبی بھی نہیں آسکتا۔ یہ حدیث بھی ہے

حدیث

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص بڑا خوبصورت محل بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو لوگ اس کے حسن وخوبی پر تعجب کرتے اور یوں کہتے کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑ دی گئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں وہی آخری اینٹ ہوں میں نے آکر نبوت کے محل کی تکمیل کردی۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۱، صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۸)

فائدہ

اس میں بھی بات مدلل بیان کردی کہ محل کی تکمیل کے بعد مزید کسی اینٹ کے لگانے کی گنجائش نہیں رہ جاتی اس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کے نبی ہونے کی گنجائش نہیں رہی۔

اجماعِ امت

علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا اور بے ایمان ہے۔

ملاعلی قاری نے فرمایا کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے بالا جماع کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ

(۲۰۲

حل لغات ۱۵۹

نسترن، ایک خوشبودار سفید پھول۔ عمان، نسرین، ایک قسم کا سفید پھول۔ سمن، چنبلی

ترجمہ

شمس کا معنی ہے نسترن کا پتہ اور موج عمان نسرین وسمن کی شرح ہے۔

ترجمہ ۱۶۰

مقصود از آسمان آہوئے چین ہے پاکیزہ تاویل پر بار بار شاباش۔

حل لغات ۱۶۱

سیماب، پارہ وش، مانند جیسے ماہ وش۔ اضطراب، گھبراہٹ، بے چینی، جلدی۔ تپیدن، گرم کرنا، آگ پر رکھ کر کھرا کھوٹا پرکھنا۔ عجاب، انوکھا۔

ترجمہ

الغرض یہ انوکھی قوم پارہ کی طرح اضطراب میں کئی قسم کی سرگرمیاں دکھاتی ہے۔

شرح

یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ خوارج ہر نئی صدی پر نیا لبادہ اوڑھیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری ٹولی دجال سے جا کر ملے گی۔

حدیث خوارج

یہ حدیث بخاری ومسلم میں بھی کئی جگہ مذکور ہے ہمارے دور کے خوارج کے متعلق ترمذی شریف میں ہے

عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفھاء الاحلام یقرؤون القرآن لا یجاوز تراقیھم یقولون من قول خیر البریۃ یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ. (ترمذی جلد۲ صفحہ۴۲ باب فی صفۃ المارقۃ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو نو عمر اور بے عقلی ہوگی یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلقوم کے نیچے (دل تک) نہیں پہنچے گا۔ یہ لوگ

بہترین مخلوق نبی کریم ﷺ کی باتیں کہیں گے لیکن یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے (بدن چھید کر) نکل جاتا ہے۔

لطیفہ

فقیر نے ایک خوارج زمانہ کے ایک پادری کو ایک حدیث سنائی جس میں خوارج کی علامات ہیں پھر اسے نصیحت کی کہ ابھی وقت ہے کہ آپ خارجیت کا طوق گلے سے اتار پھینکیں جواباً کہا کہ یہ علامات ان خوارج کے ہیں جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تھے پھر میں نے یہی حدیث سنائی تو کھسیانا سا ہو گیا لیکن تائب پھر بھی نہ ہوا۔

خارجیت یعنی گستاخانِ نبوت کے خاندان کا مورثِ اعلیٰ

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک موقع پر مال تقسیم کر رہے تھے

فجاء رجل كث اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين ناتء الجبين محلوق الرأس فقال أتق الله يا محمد (ﷺ)

پس ایک ایسا شخص آیا جس کی گھنی داڑھی، اونچے اونچے رخسار، گہری آنکھیں، ابھری ہوئی پیشانی، منڈا ہوا سر اور اونچا تہبند تھا۔

سیہ رو، تند خو اور سر منڈا ہوا اور سر بسر فتنہ — یہ گستاخِ نبی کا مختصر سا ایک خاکہ ہے

اس نے کہا اے محمد (ﷺ) اللہ سے ڈر (معاذ اللہ)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب میں ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو پھر اُس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ نے مجھے اہل زمین پر امین، قاسم خزائن بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ پھر ایک مرد (فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُس گستاخ کو قتل کرنے کی اجازت چاہی مگر حضور نے انہیں منع فرمایا اور جب وہ درگاہ نبوت سے چل دیا تو نبی غیب دان ﷺ نے فرمایا

إن من ضئضئى هذا قوما يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الإسلام مروق السهم من الرمية يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۵، مسلم شریف صفحہ ۳۴۰)

یعنی اس کی اصل سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے تجاوز نہ کرے گا (یعنی دلوں پر اثر نہ ہوگا) دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں

گے۔

فائدہ

ضئضئی بمعنی نسل اس سے محمد بن عبد الوہاب نجدی و دیگر خوارج قدیمہ و جدیدہ سب مراد ہیں کیونکہ نسل دو قسم ہوتی ہے۔ (۱) صوری (۲) معنوی ۔ یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں اس کی تحقیق فقیر نے اپنی تصنیف ''الاحادیث النبویہ فی علامات الوہابیہ'' میں لکھ دی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بتائی کہ قربِ قیامت کے وقت کچھ نئی عمروں والے کم عقل لوگ ٹولیاں ٹولیاں بنا کر نکلیں گے یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلقوموں سے آگے بڑھ کر ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا یعنی قرآن مجید کی ہدایت کے اثرات ان کے دلوں میں نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کی حدیثیں لوگوں کو سناتے پھریں گے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کسی پرندہ یا چرندہ جانور کا تیر سے شکار کیا جاتا ہے تیر شکار کے جانور کو چھیدتا ہوا باہر نکل جاتا ہے اور شکار کے خون یا گوشت کا کوئی اثر اور نشان تیر پر لگا ہوا نظر نہیں آتا اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے کہ اسلام کا کوئی اثر و نشان ان لوگوں میں باقی نہیں رہے گا اور یہ لوگ بالکل ہی اسلام سے خارج اور مرتد و بے دین ہو جائیں گے۔

فائدہ

قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی ۔ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے اس قوم کا نام بھی بتا دیا ہے کہ یہ خارجیوں کا فرقہ ہے یہ لوگ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی لڑائیوں کے وقت میں ظاہر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرقہ والوں میں ''نہروان'' میں جہاد فرمایا اور ان لوگوں کا قتل عام کیا پھر بھی کچھ لوگ باقی بچ گئے اور ان لوگوں کو عام ''حروراء'' میں جو عراق میں واقع ہے اپنا ایک مضبوط اڈا بنا لیا۔اسی طرح لوگ فرقہ حروریہ کہلانے لگے پھر اس فرقہ کی بہت سی شاخیں ہو گئیں جس فرقہ معتزلہ کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی یہاں تک کہ ان لوگوں کا اقتدار شاہی درباریوں میں بھی بہت بڑھ گیا اور ان لوگوں نے اہل سنت کو بڑی بڑی ایذائیں دے کر خوب خوب اپنے باطل مذہب کا پرچار کیا اور اسلام کو بے حد نقصان پہنچایا اور انہی خارجیوں کی ایک شاخ فرقہ وہابیہ بھی ہے جس کا بانی ابن عبد الوہاب نجدی تھا اس فرقہ وہابیہ کے بُرے اثرات سے ہندوستان کی سرزمین بھی مسموم ہو گئی کہ اس کی مختلف ٹولیاں غیر مقلد، دیوبندی، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی وغیرہ ناموں سے ہندوستان بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔

ان لوگوں کے اکثر مسائل اوران لوگوں کی علامات وخصائل بہت زیادہ خوارج سے ملتے جلتے ہیں ان لوگوں میں بہت سے لوگ قرآن پڑھنے اوراحادیث سنانے کے باوجود حضوراکرم ﷺ کی توہین کرکے اسلام سے خارج اور مرتد ہوگئے چنانچہ عرب وعجم کے مفتیوں نے ان لوگوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ حسام الحرمین مرتبہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ اور الصوارم الھندیہ مولانا حشمت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ترجمہ ۱۶۲

ان کے بعض تو پہاڑوں کی طرف بھاگے لیکن راہ اخلاص تب بھی نہ پا سکے۔

شرح

خوارج کے ابتدائی حالات کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکست کھا کر بھاگے تو پہاڑوں میں پناہ لی لیکن انہیں چھٹکارا کیساوہ تو جہنم کے کتے ہیں۔

خوارج کا ابتداء

سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مدت تک لڑائی رہی تقریباً ایک لاکھ آدمی طرفین کے لوگوں نے پنچات کی۔ ابوموسیٰ اشعری حکم یعنی پنچ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عمرو بن العاص معاویۃ بن ابی سفیان سے۔ اس سرپنچی فیصلے میں اختلاف واقعہ ہوااور کئی ہزار آدمی لشکر سے حضرت علی و معاویہ سے خارج ہوکر دونوں کو بُرا بھلا کہنے لگےان کوخوارج کہتے ہیں انہوں نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فہمائش کو نہ مانا تو ان سب کو قتل کیا جو زندہ بچ نکلے وہ پہاڑوں اورجنگلوں میں چھپ گئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبوی علم غیب پر یقین

تفصیلی واقعات تو تواریخ میں ہیں یہاں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک عجیب واقعہ نقل کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان مقدس ہستیوں نے جن عقائد پر زندگی بسر فرمائی الحمدللہ ورثۃً وہی عقائد دورِ حاضرہ میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تحقیق کے مطابق اہل سنت کو نصیب ہیں۔ کنزالعمال شریف میں ہے کہ

عن نبيط بن شريط قال لما فرغ علی من قتال أهل النهر قال اقلبوا القتلى فقلبناهم حتى خرج في آخرهم رجل أسود على كتفه مثل حلمة الثدى فقال على الله أكبروالله ما كذبت ولا كذبت كنت مع النبى صلى الله عليه وسلم وقد قسم فيئا فجاء هذا فقال يا محمد اعدل !فوالله ما عدلت

منذ اليوم !فقال النبي ﷺ ثكلتك أمك !ومن يعدل عليك إذا لم أعد فقال عمر بن الخطاب رسول الله ألا أقتله ؟ فقال النبي ﷺ لا ، دعه !فان له من يقتله ورسوله. (کنزالعمال)

نبیط ابن شریط سے کہ جب فارغ ہوئے علی اہل ہزوان کے قتل سے کہا کہ کشتوں میں اس شخص کو تلاش کرو جب ہم نے خود ڈھونڈھا تو سب کے آخر میں ایک شخص سیاہ فام نکلا جس کے شانہ پر ایک گوشت پارہ مثل سرپستان کے تھا یہ دیکھتے ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ اکبر قسم ہے خدا کی نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی نہ میں اس کا مرتکب ہوا ایک بار ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے اور حضور غنیمت کا مال تقسیم فرمارہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اے محمد ﷺ عدل کیجئے کہ آپ نے عدل نہیں کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے جب میں عدل نہ کروں تو پھر کون عدل کرے گا۔عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ اس کو قتل نہ کروں فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو اس کو قتل کرنے والے کوئی اور شخص ہیں۔ علی نے کہہ کر کہا "صدق اللّٰہ" (اللہ نے سچ فرمایا یعنی رسول اللہ ﷺ کو علم غیب دیا جس کی تصدیق یہی واقعہ ہے)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہی شخص قتل کیا گیا اس لئے اس کی لاش تمام لاشوں کے نیچے تھی اسی لئے قاعدہ ہے کہ ڈھیروں مال میں جو گٹھڑ پہلے ڈالا جائے گا وہ سب سے آخر میں ظاہر ہوگا اسے سب جانتے ہیں بالخصوص سامان بک کرانے والے۔

فائدہ

"من يقتله الخ" کا اشارہ غیبی ہے اور اسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا اور تلاش بھی اسی لئے ہوئی کہ آپ لوگوں کو ایک طرف غیبی خبر کی تصدیق کرائیں دوسری طرف اپنی سعادت کا اظہار فرمائیں کہ ایسے گستاخ نبوت خارجی بد بخت کو میں نے قتل کیا ہے۔اس کی علامت بھی حضور اکرم ﷺ نے بتا دی۔حدیث شریف میں ہے

يخرج قوم من أمتي يقرأون القرآن ليست قراء تكم إلى قراء تهم شيئا ولا صلاتكم إلى صلاتهم بشيء ولا صيامكم إلى صيامهم شيئا ، يقرأون القرآن يحسبون أنه لهم وهو عليهم ، لا تجاوز صلاتهم تراقيهم ، يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية ، لو يعلم الجيش الذين يصيبونهم ما قضى لهم على لسان نبيهم ﷺ لاتكلوا عن العمل ، وآية ذلك أن فيهم رجلا له عضد ولیست له ذراع على رأس عضده مثل حملة الثدی علیه شعرات بیض

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک قوم نکلے گی قرآن پڑھیں گے تمہارا قرآن پڑھنا ان کے مقابلے میں کچھ نہ ہوگا اور نمازی ہوں گے تمہاری نمازیں ان کے مقابلے میں کچھ نہ ہوں گی اور وہ روزے دار بھی ہوں گے تمہارے روزے ان کے مقابلے میں کچھ نہ ہوں گے ، قرآن پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ خدا انہی کا ہے اور قرآن انہی پر نازل ہوا ہے ان کی نماز کا اثر حجرے سے نیچے نہ ہوگا دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے جو اسلامی لشکر ان سے مقابلہ کرے گا اپنے نبی کی زبان پر وہ فیصلہ نہ کریں گے عمل سے تم سستی نہ کرنا اس کا نشانِ خاص یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا بازو تو ہوگا لیکن خشک بے جان اس کے بازو کے سرے پر پستان سرے کی طرح اس پر سفید بال ہوں گے ۔

ترجمہ ۱۶۲

میں اس علم بے مثل پر قربان کہ وہ پوشیدہ راز کے جاننے والے واہ واہ ۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے علم مبارک کا کیا کہنا اس موضوع پر بے شمار تصانیف شائع ہو چکی ہیں اور شائع ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت بے شمار شائع ہوں گی تبرکاً چند روایت پڑھ لیں ۔

صحابی رسول حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

فاخبر نا بما كان وبما هو كائن. (صحیح مسلم جلد۲ صفحہ۳۹۰)

نبی پاک ﷺ نے ہم کو جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرمادیا۔

وعلمت ما فى السموت والارض. (مشکوٰۃ شریف صفحہ۷۰، جامع ترمذی جلد۲ صفحہ۵۵)

پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں اُس کو جان گیا ہوں ۔

منکرین علم غیب یعنی منافقین اور آنے والے تمام کے لئے فرمایا

ما بال اقوام طعنوا فى مابينكم وبين الساعة الا نباء تكم به . (تفسیر خازن جلد۱ صفحہ۳۸۲)

کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرلو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔

بخاری شریف میں ہے

قام علی المنبر فذکر الساعة و ذکر أن فیها أمورا عظاما ثم قال من أحب أن یسأل عن شیء فلیسأل عنه فواللہ لا تسألونی عن شیء إلا أخبرتکم به ما دمت فی مقامی هذا فقام رجل فقال این مدخلی قال النار عبداللہ ابن حذافة فقال من ابی قال ابوک حذافة ثم کثران یقول سلونی سلونی

حضور اکرم ﷺ منبر مبارک پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں پھر فرمایا کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے مگر ہم تم کو اس کی خبر دیں گے۔ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔عبداللہ ابن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پھر بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو پوچھو۔

فائدہ

جہنمی یا جنتی ہونا علومِ خمسہ میں ہے کہ سعید ہے یا شقی اسی طرح کون کس کا بیٹا ہے یہ ایسی بات ہے کہ جس کا علم سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا لیکن حضور پاک ﷺ نے بلا تامل بیان فرما دیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ ''ما شئتم'' کہہ کر اپنے علم کلی کا دعویٰ فرما دیا اگر آپ کا علم محدود ہوتا تو آپ اس طرح کا دعویٰ نہ کرتے۔

عن حذیفة بن أسید أن رسول اللہ ﷺ قال عرضت علی أمتی البارحة لدن هذه الحجرة حتی لأنا أعرف بالرجل منهم من أحدکم بصاحبه. (رواہ الطبرانی)

یعنی طبرانی میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس حجرہ کے نزدیک مجھے میری امت دکھلائی گئی جن کو میں تم سے زیادہ پہچانتا ہوں یہاں تک کہ ان میں ہر ایک کو تمہارے اپنے دوست کو پہچاننے سے زیادہ پہچانتا ہوں۔

عن أبی ذر عن النبی ﷺ قال عرضت علی أمتی بأعمالها حسنة وسیئة. (رواہ احمد و ابوداؤد)

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت اپنے اپنے اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے سامنے کی گئی یعنی دکھلائی گئی۔

فائدہ

اس لئے ہم حق بجانب ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم خود کو اتنا نہیں جانتے جتنا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ ہمیں جانتے ہیں۔

ترجمہ۱٦٤

واہ اے وہ ذات جومیرے پوشیدہ اورظاہرراز کے جاننے والی ہے واہ اے میر مولیٰ اورمیرے آقاﷺ۔

شرح

اس بیت میں بھی حضوراکرمﷺ کےعلوم غیبیہ کےمتعلق اظہارعقیدت فرمایا ہے چندروایات پوشیدہ امور کےعلم کےمتعلق پڑھیئے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات سخت تاریکی تھی اور پانی برس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کودرخت خرما کی ایک چھڑی دے کر فرمایا تم یہ لے کر جاؤ یہ خود بخو د روشن ہو جائے گی اوراس کی روشنی دس ہاتھ آگےاوردس ہاتھ پیچھے پڑے گی جب تم اپنے گھر میں داخل ہوجاؤ گےتو ایک سیاہ چیز تمہیں نظر آئے گی وہ شیطان ہے اس سے اس کو مارنا تا کہ وہ نکل جائے چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے اور وہ شاخ روشن ہوگئی اور گھر میں جا کر دیکھا تو حقیقت میں ایک سیاہ چیز نظر آئی جس کوانہوں نے مار کر گھر سے نکال دیا۔(السیرۃالنبویہ)

فائدہ

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامکان حضوراکرمﷺ کے دولت خانہ سے بہت فاصلہ پر تھااور جس وقت آپ نے شیطان کی خبر دی تو سخت تاریکی تی خصوصاًان کے گھر کےاندرتو روشنی کا گذرہی نہ تھا۔

خیال کیجئے کہ حضورکواس شیطان کا حال کیونکر معلوم ہوا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام کے اطلاع دینے کی خبرتو حدیث میں موجودنہیں ہے لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ حضورﷺ نے اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا یہ دیکھنا ایسا تھا کہ نہ اس کو دیوار حائل ہوتی تھی اور نہ تاریکی اور فاصلہ مانع تھا۔ جو بصارت ایسی ہو کہ ایک دیوار حائل ہونے پر بھی دیکھ سکے تو اس کے لئے ہزاروں دیواریں بھی حائل نہیں ہوسکتیں کیونکہ دیکھنے کے لئے جوشروط تھے کہ خارجی روشنی ہواورکوئی کثیف چیز حائل نہ ہو وہ یہاں نہیں پائے گا۔حضوراکرمﷺ نے شیطان کودور سے دیکھ لیا اورپھروہ دوسرے عالم کی شئے ہے تب بھی آپ سے اوجھل نہ ہوسکا اورسرکار کوقرب وبعد کی قید بھی ضروری نہ تھی وغیرہ وغیرہ۔

بخاری شریف سے حدیث جومشکوۃ شریف صفحہ۱۸۵میں ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کا خلاصہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ

حضور اکرم ﷺ نے مجھ کو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا میں اس طعامِ صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک شخص آ کر اس کھانے میں لپ بھر کر لے جانے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں محتاج اور عیال دار سخت حاجت مند ہوں میں نے اس کو چھوڑ دیا اور صبح کو خدمت اقدس نبی کریم ﷺ میں حاضر ہوا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا کہ حضور اس نے کثرتِ عیال اور شدتِ احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اُس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا اسی طرح تین بار فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمادیا ہے۔

فائدہ

اسی حدیث کے تحت میں علامہ قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہیں

فیه اخبار النبی ﷺ بالغیب معجزة له   اس میں خبر کی خبر دیتا ہے اور یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے۔

حل لغات ١٦٦

نجی، پہلے اس کی تحقیق لکھ چکا ہوں کہ اس لفظ کا معنی قرآن مجید ہے۔

ترجمہ

اس فتنہ گری کے وجود پر کئی سال پہلے قرآن مجید میں اشارہ فرمایا ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ نے ایسے فتنوں کے متعلق تصریح فرمائی چنانچہ بخاری شریف جلد۲ صفحہ ۱۱۲۸ میں ہے

عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال یخرج فاس من قبل المشرق یقرؤن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الذین کما یمرق السھم من الرمیة لا یعودون فیه حتی یعود السھم الی فوق سیماھم التحلیق

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے جاتا ہے پھر وہ دین میں پلٹ کر نہیں آئے گے یہاں تک کہ تیر اپنے کمان میں لوٹ آئے ان کی خاص

علامت سر منڈانا ہو گی۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی

اس حدیث شریف محدثین متاخرین نے "نحو المشرق" کا اشارہ نجد کے متعلق بتایا ہے اس کا قرینہ وہ روایت ہے جو حضور ﷺ نے دعا کے وقت نجد کو نظر انداز فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہاں سے شیطان کا سینگ طلوع کرے گا اور فتنے فساد ہوں گے لیکن وہابی غیر مقلدین اور بعض دیو بندی اس کے منکر تھے چنانچہ الفقیہ امرتسر ۱۹۲۵ء، ۱۹۲۶ء میں وہابیوں اور اہل سنت کا تبادلہ خیال ہوا۔ اہل سنت کی جانب سے علامہ غلام احمد اخگو امرتسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مضامین تحقیق ہیں فقیر ان کا اقتباس یہاں پیش کرتا ہے۔

الفقیہ ۷ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۵ پر ہے

حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگو شیر اسلام امرتسری کے قلم سے

اب ہم ان دلائل کا جائزہ لیتے ہو جو وہابی دوستوں نے اس مدعا کو ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں کہ نجد سے مراد عراق ہے نظام آبادی صاحب لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے نجد سے ملک نجد کو جس کو دارالحکومۃ ریاض ہے مراد لیا ہے انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے اور حقیقت سے دور جا پڑے بلکہ نجد سے مراد ملکیت میدان حجاز درمیان بصرہ و مکہ کے زمین آں بلند است (غیاث)

سبحان اللہ! دعویٰ تو یہ حدیث شریف میں جس نجد کا ذکر ہے وہ مشہور نجد نہیں اور دلیل کیا؟ یہ بھی نہیں غیاث الغات سے جو الفاظ نقل کئے وہ بھی صحیح نقل نہ ہو سکے اس لئے کہ صحیح عبارت غیاث کی نقل کرتے تو دعویٰ رد کا کام دیتی مگر ان کو تو دھوکا دینے سے کام ہے جو لوگ حدیث میں لفظی اور معنوی تحریف کرنے کو عین ایمان قرار دیتے ہوں اگر وہ سنت کی کتاب کی عبارت میں تحریف کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ غیاث الغات عام لوگوں کے پاس موجود ہے اس میں دیکھ لیں اور مضمون نگار کی یہودیانہ تحریف کی داد دیں

اب ہم دکھاتے ہیں غیاث الغات میں کیا لکھا ہے۔

نجد بالفتح زمین بلند خلاف غور ونام ملکے ز عرب میان حجاز و عراق میان بصرہ و مکہ کہ زمین است الخ

اس کا مطلب یہ ہے کہ نجد اُونچی زمین کو کہتے ہیں اور ایک ملک کا نام ہے عرب میں سے جو حجاز وعراق کے درمیان ہے اور بصرہ ومکہ درمیان ہے کہ اس کی زمین بانسبت یمامہ اور حجاز کے اونچی ہے۔

اس میں صاحب غیاث اللغات نے پہلے تو لفظ نجد کے لغوی معنی بتائے ہیں کہ اونچی زمین کو کہتے ہیں اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ نجد ملک ہے عرب میں سے اور اس کی حدود یہ بتائی ہیں کہ محل ووقوع حجاز اور عراق کے درمیان ہے اور بصرہ ومکہ درمیان پھر اس کی وجہ وہ تسمیہ بتائی ہے کہ اس کا نام نجد اس لئے ہے کہ اس کی زمین بانسبت یمامہ اور حجاز کے بلند ہے۔

فائدہ

کہئے اس سے یہ کیونکہ ثابت ہوا کہ حدیث میں جس نجد کا ذکر ہے وہ نجد نہیں جس کا دارالحکومت ریاض ہے یہ تو وہی مثل ہوتی کہ کھانا کھاتے ہوئے داڑھی ہلتی ہے پس ثابت ہوا کہ زمین گول ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ نظام آبادی صاحب باوجود منشی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہونے کے فارسی زبان اچھی طرح خوب سمجھ سکتے ہیں۔ ہم صاحب غیاث کا مطلب مثالوں سے سمجھا دیتے ہیں مثلاً امرتسر کے لغوی معنی ہیں آبِ حیات کا تالاب کیونکہ امرت کے معنی آبِ حیات ہیں اور سر کے معنی تالاب مگر ایک شہر کا نام بھی ہے جس میں غیر مقلدین کے سردار کے اخبار اہل حدیث کا دفتر اور سکونت ہے اور اس شہر کی حدود اربعہ یہ ہیں۔

مشرق میں ریاست کپور تحصیل وضلع جالندر مغرب میں ضلع لاہور شمال میں ضلع سیالکوٹ جنوب میں ضلع فیروزپور تو اگر کسی لغت کی کتاب میں یوں لکھا ہو کہ امرت سر آبِ حیات کا تالاب اور ایک شہر کا نام ہے پنجاب میں جو سیالکوٹ و فیروزپور کے درمیان اور ضلع جالندھر ولاہور کے درمیان ہے اس میں ایک تالاب ہے جس کو سکھ لوگ آبِ حیات کا تالاب سمجھتے ہیں تو کہئے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ کسی کتاب میں جو امرتسر کا ذکر ہے اس سے مراد امرتسر نہیں بلکہ سیالکوٹ یا فیروزپور یا لاہور یا جالندھر ہے۔ غیاث اللغات کی عبارت سے تو یہ ثابت ہوا کہ حجاز اور عراق کے درمیان اور مکہ وبصرہ کے درمیان جو ملک ہے اس کا نجد ہے اور نجد اس لئے نام ہے کہ اس زمین بمقابلہ حجاز ویمامہ کے بلند ہے۔

آج کل اسکولوں میں جغرافیہ خاص طور پر پڑھایا جاتا ہے اور عموماً تمام تعلیم یافتہ خواہ ان کی تعلیم کتنی ہی کم درجہ کی ہو اصطلاحات جغرافیہ سے واقف ہیں اور مدارس میں غیر مقلد اساتذہ یہی ہیں ہمارا خیال ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں کے گورنمنٹ اور قومی مدارس میں تو درکنار امرتسر لاہور کے اسلامیہ مدارس تو میں ضروری گریجوایٹ مدرس ایسے

ہوں گے جو اعتقاداً اہل حدیث یا حامیانِ ابن سعود ہوں گے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی حیثیت سے اس سوال کو حل کریں کہ نجد کہاں ہے اور کس ملک کا نام ہے۔

اس کی ضرورت اس لئے یہی ہے کہ بعض حدیثوں میں نجد کا نام نہیں بلکہ صرف مشرق بتایا گیا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی مراد اس سے وہی علاقہ نجد ہے اور وہابیوں کا سارازور اس پر ہے کہ ملک نجد مدینہ ہے مشرق کی طرف نہیں بلکہ مغرب کی طرف عراق ہے جس میں بغداد شریف ہے ذیل میں نقشہ ملک عرب کا ملاحظہ ہو

Settings\Veraval\Desktop\Naqsa-Arab.jpg not found.

جغرافیہ دانوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ خطوط طول بلد شمالی اور جنوبی سمتیں دکھاتے ہیں اور خطوط عرض بلد شرقی اور غربی سمتوں کو دوسری اصطلاح اطراف کی بھی جغرافیہ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ شمال کے اصلی معنی بائیں طرف اور جنوب کے معنی دائیں طرف اگر کوئی شخص مشرق کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو تو دائیں جنوب اور بائیں ہاتھ کو شمال ہوگا۔

عرب والوں نے کعبہ مطہرہ کو ایک شخص فرض کرکے منہ مشرق کی طرف رکھا ہے اور دائیں ہاتھ کی طرف جو ملک ہے اس کا نام یمن یا یمامہ ہے اس لئے کہ وہ اس فرضی شخص یعنی کعبہ کے دائیں ہاتھ یعنی بسمت یمین ہے۔

حدیث میں شام یمن اور نجد تینوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ یمن یہی ایک خاص حصہ کا نام ہے شام کا ذکر ہم اس لئے نہیں کرتے کہ وہ عرب میں شامل نہیں اور نجد میں بھی ایک ملک کا نام ہے۔

اس کی اصلیت سمجھنے سے پہلے ایک ضروری بحث سمجھ لیں کہ اہل لغت نے کیا مطلب لیا ہے

النجدعا ارتفع من الارض وهو اسم خاص لمادون الحجاز مما يلى العراق. (مجمع البحار)

یعنی حجاز کے علاوہ عراق کے متصل ملک کو نجد کہا گیا ہے یہ حوالہ بھی ہمارے مفید مطلب اور وہابیوں کے خلاف ہے۔ نظام آبادی صاحب نے تو شانِ تحریفی کو قائم رکھنے کے لئے ترجمہ بہت بھونڈا کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ

نجداس کو کہتے ہیں جوزمین سے اونچا ہواور وہ اسم خاص ہے حجاز کے علاوہ اس ملک کے لئے جوعراق سے ملا ہوا ہے۔

تو مطلب صاف ہے کہ نجد کے لغوی معنی اونچی زمین کے ہیں اور وہ ملک حجاز کے علاوہ ہے جوعراق سے ملا ہوا ہے۔

عراق سے اگر نجد کی سرحد ملتی ہے تو بہت اچھا بالکل ٹھیک ہے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ عراق ہی نجد ہے البتہ الفاظ "لمادون اعجاز" بعض چالاک اشخاص لوگوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ زمین عرب کے دو ہی حصے ہیں ایک حجاز دوسرا نجد اور نجد ہی عراق ہے مگر یہ دھوکا کئی وجوہ سے باطل اور صرف دھوکا ہے۔

اول یہ کہ اگر صحیح مانا جائے کہ ملک عرب کے دو ہی حصے ہیں ایک حجاز اور ایک نجد جو بقول وہابیانِ عراق ہے تو حدیث کی تغلیط اور تردید ہوتی کیونکہ حدیث کے الفاظ میں یمن کا ذکر اور یمن کا تیسرا حصہ عرب کا ہے اگر دھوکا دینے والے کی بات کو صحیح سمجھا جائے تو یمن بھی نجد ہی ہوگا۔

حالانکہ حدیث اس کی تکذیب کررہی ہے یمن کے لئے تو حضور اکرم ﷺ دعا فرماتے ہیں اور نجد کے لئے دعا فرمانے سے انکار فرماتے ہیں کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور اس میں شیطان کا سینگ نکلے گا تو اگر یمن بھی نجد ہی ہوتا تو یہ بات ہی تعجب خیز ہوتی کہ ایک طرف تو یمن کے لئے دعا فرمارہے ہیں اور دوسری طرف سے انکار۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عراق قطعاً جزوِ عرب نہیں بلکہ عرب صرف تیسرے حصے میں ہے عرب یمن اور نجد اگر عراق کو یہی عرب میں شامل کرلیا جائے اور اگر حجاز کے علاوہ باقی سارے عرب کو نجد کہتے ہیں تو یمن اور نجد اور عراق ایک ہی ملک ہوگا حالانکہ یہ بداہتاً غلط ہے نجد اور یمن کو حدیث کے الفاظ دو مستقل نام کے ملک بتاتے ہیں۔

اب نقشہ کو لیجئے موجودہ نظامِ ارضی سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ کا محل وقوع عرضِ بلد کے اعتبار سے ۲۴ درجہ یا کم وبیش ہے اور سابقہ نظام ارض کے اعتبار سے مدینہ طیبہ کا عرض بلد ۳۸ درجہ ہے اور بصرہ کا عرض بلد موجودہ نظام کے مطابق ۳۰ درجہ ہے اور بصرہ کا عرض بلد موجودہ نظام کے مطابق ۳۴ درجہ کے قریب ہے اور سابقہ نظام کے اعتبار سے ۳۸ درجہ ہے۔

تو ان عقل مندوں سے کوئی پوچھے کہ عراق عموماً اور بغداد خصوصاً کس طرح مدینہ شریف سے مشرق کی طرف واقع ہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ بصرہ تو مدینہ منورہ سے شمال مشرقی سمت کے قریباً ابتدائی کنارہ میں ہے اور بغداد شریف شمالی مشرق سمت کے انتہائی مغربی کنارہ میں واقع ہے۔

نوٹ

خطوط عرض بلد کا موجودہ نظام تو اٹلسوں اور نقشوں سے ظاہر ہے سابقہ نظام کے متعلق ہم نے غیاث اللغات سے لیا ہے ملاحظہ ہو فہرست شہروں کے تحت لفظ ہفت اقلیم۔

ہمارے وہابی دوستوں کو چاہیے کہ کسی غیر مقلد جغرافیہ دان مدرس سے تحقیق کرلے اور اگر یہ تحقیق منظور نہ ہو تو پھر غالباً آسان علاج یہ ہوگا کہ ابن سعود سے درخواست کریں کہ وہ ایک نیا نظام ارضی تیار کرے اور نقشہ میں نجد کی جگہ عراق لکھ دے وہ بغداد کی جگہ نجد اور اسی نظام کو تمام یورپ وایشاء وامریکہ کی سلطنتوں سے بزورِ شمشیر منوالے۔

نقشہ کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ سے نجد ٹھیک مشرق کی طرف ہے دیکھیں ہمارے غیر مقلد دوست اس کا جواب کیا دیتے ہیں۔

شرح حدیث

ہر دو مضمون نگاروں نے شارحین حدیث کے دائرے میں پناہ لینے کی کوشش کی ہے مگر اپنے مذہب کے اصول کا خیال نہیں کیا یہ لوگ ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن　　پس حدیث مصطفی برجاں مسلم داشتن

اور یہی کہا کرتے ہیں کہ

آنچہ زقال است زقال الرسول　　فضل بود فضل مخواں اے فضول

اور یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ

کسی کا ہور ہے کوئی نبی کے ہور ہیں کے ہم

اور اس قدر دعویٰ کو اس قدر زبردست بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قول وفعل صحابہ تک حجت شرعیہ قرار نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ "ھو رجال ونحن رجال" وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی نزاع ہوتا ہے تو یہ لوگ نہ تو قرآن شریف سے دلیل لا سکتے ہیں نہ حدیث سے چنانچہ اسی بحث میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول کو حجت قرار دیا نہ تابعین کے قول کو بعض شراحِ حدیث کے قیاسی اقوال کو دلیل میں پیش کرکے کورانہ تقلید کے مرتکب ہوتے ہیں اگر ان کے دعویٰ اور ملک کو دیکھا جائے تو بحث کا یہیں خاتمہ ہو جانا چاہیے کیونکہ ان کو اپنے مسلک کے مطابق سوائے قرآن وحدیث کے اقوالِ صحابہ تک کی ضرورت نہیں تو شاہین حدیث کے قیاسی قولی کی کیا

وقعت ہوسکتی ہے۔

تاہم میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ اپنے حنفی بھائیوں کی آگاہی کے لئے مضمون نگاران کے مسائل کا جائزہ بھی لے لیا جائے مگر اس سے پہلے نظام آبادی صاحب کے پیش کئے ہوئے بقیہ لغات کو بھی دیکھ لیجئے آپ لکھتے ہیں کہ

النجد ما اشرف من الارض والطريق الواضح وما خالف الغورلیٰ تهامة وبضم جيمه اعلاه تهامة واليمن واسفله العراق والشام واوله من جهته الحجاز ذات عرق وارض ببلاد مهرة فی اليمن

یعنی مسطح مرتفع کو نجد کہا جاتا ہے یہ لفظ غور کے متضاد ہے تہامہ و یمن سے لے کر عراق تک اس کی حد ہے ایک طرف حجاز دوسری طرف یمن کا انتہائی کنارہ ہے۔

افسوس کہ قاموس میرے پاس نہیں ورنہ یہ بھی دیکھ لیا جاتا کہ حضرت محرف صاحب نے اس کی عبارت میں تو کوئی تحریف نہیں کی لیکن جو عبارت اس نے نقل کی ہے اس کا ترجمہ صحیح نہیں کیا یا تو اپنی عبادت سے مجبور ہو کر تحریف کی ہے یا خیریت سے سمجھ ہی نہ سکا مگر ہم ان کی تحریف کا راز کہاں تک منکشف کرتے جائیں اور چونکہ ان کا اپنا لکھا ہوا ترجمہ پر بھی ان کے مخالف ہے اس لئے ہم اسی کو قبول کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ حضور اس سے وہی ثابت ہوا جو ہم کہتے ہیں کہ پہلے نجد کے لغوی معنی بلند زمین پھر نجد کی حدود بتائی ہیں کہ تہامہ یمن سے لے کر عراق تک اس کی حدر ہے ایک طرف حجاز دوسری جانب یمن کا انتہائی کنارہ بلکہ ٹھیک "هر كه شك آرد كافر گردو" جو اس میں کافر کرے گا کافر ہو۔

واقعہ بتاتا ہے کہ نجد ایک علاقہ ہے اور عراق تک اس کی حد ہے اس کے ایک طرف حجاز ہے اور دوسری طرف یمن کا انتہائی کنارہ تو آپ کو سوائے اس کے کہ کوہ کندن و کاہ برآوردن کی مثل صادق آئے اس سے کیا فائدہ ہوا آگے چلئے فرماتے ہیں اور سنئے صراح میں ہے

وكل ما ارتفع من تهامه الیٰ ارض العراق فهو نجد

یعنی تہامہ سے عراق تک مسطح مرتفع کا نام نجد ہے

ہاں صاحب سن لیا تہامہ سے عراق تک جتنا ملک اونچی زمین کا ہے اسی کا نام نجد ہے کسی نے کہا نہیں واقعی نجد تہامہ اور عراق کے درمیان اونچی جگہ ہے بتائیے آپ کو ان اقتباسات نے کیا فائدہ دیا کیا آپ ثابت کر چکے کہ نجد سے مراد عراق ہے؟

ہم نظام آبادی صاحب کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ مضمون پریس میں بھیجنے سے پہلے کسی عربی دان کو دکھا دیا کریں آگے آپ کا اختیار۔

اس کے بعد نظام آبادی صاحب کیا فرماتے ہیں اسے بھی سن لیجئے۔

اب شارحین کی تحقیق سنئے

نجد من جهت المشرق ومن بالمدينة كان نجده باديه العراق وانواحيهاوهي مشرق اهل المدينة

یعنی مدینہ والوں کے مشرق میں عراق ہے اور نجد سے یہی مراد ہے کرمانی نے بخاری کی شرح میں یوں لکھا ہے

من كان نجده بادية العراق ونواحيها وهي مشرق اهل المدينة

یعنی مدینہ والوں کے مشرق میں عراق ہے اور نجد سے یہی مراد ہے۔ کرمانی نے بخاری کی شرح میں یوں لکھا ہے

من كان بالمدينة كان نجده بادية العماق ونواحيها وهي مشرق اهلها ومراد لقرون الشيطان است وخراب اوست

ناظرین! اس میں فارسی الفاظ ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام آبادی نے اپنی قابلیت سے یہ مضمون نہیں لکھا ہے بلکہ کسی احمق کی تصنیف کردہ کسی رسالہ سے محض نقل کیا ہے اور اس خیال سے کہ "نقل راچہ عقل" مضمون نگار معذور ہے اس کو کیا معلوم کہ جس سے وہ نقل کر رہا ہے وہ صحیح ہے یا غلط اگر یہی صحیح ہے تو وہ بے چارہ تحریف کے الزام سے بھی بری ہے کیونکہ "نقل کفر کفر نباشد"

مذکورہ بالا اقتباسات کا ترجمہ کل نہیں کیا گیا دونوں حوالوں میں یہ ہے کہ جو شخص مدینے میں ہو اس کے مشرق میں عراق کا جنگل اور اس کے اطراف ہیں اور یہی مدینہ والوں کا مشرق ہے سو واضح ہو کہ یہ بالکل غلط ہے جب عراق مدینہ سے مشرق کی طرف واقع ہی نہیں اور سمت مشرقی میں نجد ہے تو یہ کہنا کہ مدینہ والوں کا مشرق عراق ہے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ شارحین کی اس غلطی کے چند وجوہ ہیں

اول تو یہ کہ ان کو یقیناً صحیح سمت مشرق معلوم ہی نہ تھی کیونکہ اگر وہ مدینہ طیبہ میں اس طرح کھڑے ہوں کہ منہ عراق کی طرف ہو تو دائیں ہاتھ کو نجد ہوگا یمن نہیں ہوگا تو یمن کی وجہ تسمیہ بالکل غلط ٹھہری اور ایسا ارادہ ہی باطل ہے۔

دوسرا یہ کہ شارحین کے وقت تک چونکہ قرن الشیطان نجد میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا اسی لئے کہ محمد عبدالوہاب بعد کو پیدا ہوا اس وقت میں خوارج کا ظہور ہو چکا تھا اور وہ گمراہ گروہ کلی عراق میں ہوا تھا اس لئے انہوں نے سمتوں اور طرفوں کی

لاعلمی کے باعث ہی سمجھ لیا کہ ہونہ ہوعراق ہی مشرق کی طرف ہوگا اور یہ بناء فاسد علے الفاسد ہے۔

محدثین حافظ حدیث تو ہوتے ہیں مگر فقہاء کی طرح وہ افقہ تو درکنار رفقیہ بھی نہیں ہوتے۔ان غریبوں کو کیا معلوم کہ نجد کس سمت میں ہے اور عراق کس سمت میں تعجب ہے غیر مقلدین کی سمجھ پر کہ فقہاء کی فقہانہ قیاس ماننے کو تو شرک فی الرسالت قرار دیں اور غیر فقہیوں کے غلط قیاس کو قبول کر کے کورانہ تقلید کے مرتکب ہوں مادرسر دار اہلحدیث جیسے مولوی فاضل بھی اس رو میں بہہ جائیں اور لکھ دیں کہ بغداد اسی علاقہ میں ہے۔

اس کے بعد نظام آبادی صاحب مندرجہ ذیل اردو عبارت کو علامہ عینی کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ چونکہ دجال عراق سے نکلے گا اور اس کے خروج سے گونا گوں فتنے پیدا ہوں گے اسی وجہ سے یہاں مرادنجد سے ملک عراق ہے۔

قطع نظر کے علاوہ عینی کے قول کا یہ صحیح ترجمہ یہی ہے یا نہیں ہمارے خیال کی اس سے تائید ہوئی چونکہ ابھی قرن الشیطان کا نجد میں خروج نہیں ہوا تھا اس لئے یہی قیاس کیا گیا کہ چونکہ عراق فتنے میں ہوں گے دجال نکلے گا اس لئے نجد سے مرادعراق ہے مگر چونکہ درحقیقت نجد سے مرادعراق نہیں اس لئے ایسا غلط قیاس قابل تسلیم نہیں۔

مولوی محمد اشرف الدین صاحب اس بیان کی تائید میں کہ نجد سے مرادعراق ہے بطورِ شہادت تحریر کرتے ہیں کہ

”یہ مطلب مولانا احمد علی صاحب مرحوم حنفی سہارنپوری نے حاشیہ صحیح بخاری کے صحیح ۱۰۵۱ جلد ۲ پر لکھا ہے اور ایسے ہی فتح الباری و دیگر شروح وغیرہ میں ہے نیز صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۴ میں ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عراق والوں تم چھوٹے چھوٹے گناہوں سے کیسے سوال کرتے ہو اور بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہو پھر انہوں نے حدیث عراق مذکورہ بالا احادیث پڑھ کر اشارہ کر کے فرمایا فتنہ اور شیطانی گروہ وہاں ظاہر ہوگا اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارتے ہو“ (صفحہ ۲۱ تا ۲۲)

جواب

جس حدیث کی طرف حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اشارہ فرمایا ہے اس میں نجد کا نام نہیں صرف مشرق کا نام ہے ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ مدینہ کے مشرق میں نجد ہے عراق نہیں تو حضرت سالم کا مشرق سے عراق مراد لینا اجتہاد ہے اور جب کہ یہ ثابت ہی نہیں ہوسکتا کہ عراق مدینہ طیبہ کے مشرق میں ہے علاوہ براں سوال یہ ہے کہ سالم بن عبداللہ تابعی تھے صحابہ نہ تھے اور یہی غیر مقلدین اپنے خیال کے خلاف صحابہ کرام کے اقوال کو حجت نہ جانتے ہوں تو تابعی کا قول بدرجہ اولیٰ نا قابل حجت ہوگا ”ھم رجال ونحن رجال“ کا مطلب ذوق نہیں آتا اسی بحث میں

ضروری بات یہی ہے جو ہم اوراوپر لکھ آئے ہیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ مدینہ طیبہ سے مشرق کی سمت کون سا ملک واقع ہے نجد یا عراق ۔اگر نجد ہے اور یقیناً نجد ہے تو تمام اقوال صحیح ہوں گے بشرطیکہ کوئی ثابت کردے کہ مشرق کی طرف عراق ہے نجد نہیں۔

تعجب ہے کہ جب حقیقتاً مشرق کی طرف نجد ہے اور نجد مشہور ملک ہے تو خواہ مخواہ اس کی کیوں تاویل کی جائے اگر کسی نے کوئی تاویل کی ہے تو کیوں قبول کی جائے کون سی آیت قرآنی یا حدیث مجبور کرتی ہے کہ غلط قیاس یا غلط تاویل کو قبول کرو۔

اس کے حاشیہ پر مولوی ثناءاللہ صاحب نے مولوی احمد علی صاحب مرحوم سہارنپوری کی عبارت درج کی ہے جس کا اشارہ مولوی شرف الدین صاحب نے کیا تھا اس عبارت کا پہلا اور آخری حصہ تو وہی ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے البتہ ایک زائد بات بھی اس میں ہے جس کا جواب دینا ضروری ہے وہ یہ ہے

قیل ان ھل المشرق کانو

بعض علماء نے کہا ہے کہ

حینئذ اھل کفر فاخبر ان الفتنة تکون من ناحیتھم کما ا وقعة الجمل وصفین وظھور الخوارج فی الارض نجد والعراق وما والاھا . (صفحہ۲۲)

اس زمانہ میں اہل مشرق کافر تھے تو آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ فتنہ ان کی طرف سے ہوگا جیسا کہ جنگ جمل و صفین اور خارجیوں کا ظہور نجد اور عراق اور اس کے اردگرد ہوا۔

یہ ترجمہ مولوی ثناءاللہ نے کیا ہے اس میں تحریف کی ہے کہ قیل کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے حالانکہ یہ ترجمہ صحیح نہیں بلکہ قیل کا معنیٰ صرف یہ ہے کہ کہا گیا ہے۔

یہ استدلال کئی وجوہ سے باطل ہے اور غیر مقلدین کے لئے مفید نہیں اول یہ کہ قیل کا قائل چونکہ معدوم ہوتا ہے اور ثابت نہیں ہوتا کہ کس نے کہا ہے اس لئے جو قول قیل کے تحت میں ہو اس کا فرمودہ کوئی اعتبار نہیں ہوتا دوسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے وقت میں اگر اہل نجد یا اہل عراق کافر تھے تو سوال یہ ہے کہ واقعہ قرن الشیطان کافروں میں ہونے والا تھا یا مسلمانوں؟ اگر کافروں میں ہونے والا تھا تو خود مولوی احمد علی صاحب اس کا رد فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں جمل و صفین کا واقعہ اور خروجِ خوارج ہوا کیا جمل اور اور صفین کی لڑائی میں کسی طرف سے کافر تھے اور کیا خوارج کافر تھے اگر یہ

سب لوگ مسلمان تھے تو یہ دلیل ہی بودی اور غیر ضروری ہے کہ اس وقت وہاں کے لوگ کافر تھے۔

تیسرا یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے شام اور یمن کے حق میں دعا فرمائی تو نجد کے لئے دعا کی درخواست کرنے والے مجلس نبوی میں کافر تھے یا مسلمان کافر تو ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ کافر کبھی اقرارِ رسالت نہ کرتے تھے اور حدیث میں ہے کہ کہنے والے نے یارسول اللہ کہا اور اگر مسلمان تھے اور یقیناً مسلمان تھے تو نجد کے حق میں مسلمانوں کی درخواست پر حضور کا انکار فرمانا صریح دلیل اس بات کی ہے کہ قرن الشیطان کے زمانہ کے لئے امر کی کوئی شرط نہ تھی بلکہ مسلمانوں میں سے فتنہ اور قرن الشیطان کے طلوع کی خبر دینا مقصود تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ کفر کا بہانہ درحقیقت ایک فضول اور ردی خیال ہے جس کی نہ تو کوئی اصلیت ہے نہ اس کا اعتبار۔

آؤ ہم دوسری حدیثوں سے دکھائیں کہ یہ خیال ہی سرتاپا غلط ہے کہ مشرق کے لوگ اس وقت کافر تھے اور یہ بھی غلط ہے کہ ان کے اس وقت کے کفر کی بناء پر دعا سے انکار ہے۔

قبل اس کے میں اور حدیثیں لکھوں حدیث زیر بحث کے الفاظ ہی پر غور کر لیا جائے حضور آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ "یطلع قرن الشیطان" یطلع صیغہ مضارع کا ہے اور اس کا اطلاق حال اور مستقبل دونوں زمانوں پر ہوتا ہے نہ کہ ماضی پر اس لئے ماضی کا تو ذکر ہی نہیں اور زمانہ حال یہی اس سے مراد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ جس وقت حضور نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے اس وقت قرن الشیطان نہ موجود تھا نہ طلوع ہو رہا تھا تو لامحالہ زمانہ مستقبل ہی اس سے مراد ہوگا اور جب زمانہ مستقبل مراد ہو تو اگر اس وقت (زمانہ حال میں) اس ملک کے لوگ کافر تھے تو ہوا کریں مستقبل پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔

فافہم وتدبر ولاتکن من الجاھلین

علاماتِ خوارج کی احادیث مبارکہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یأتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الأسنان سفہاء الأحلام یقولون من خیر قول البریۃ یمرقون من الإسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ لایجاوز ایمانہم حناجرہم۔

سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی نوجوان اور احمق اچھی باتیں کہیں گے

(یعنی حدیث پڑھیں گے) دین سے ایسے بھاگے ہوں گے جیسے تیر اپنے نشانہ سے بھی آگے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا۔ (یعنی ایمان کا دعویٰ محض زبانی ہوگا)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یخرج فیکم قوم تحقرون صلاتکم مع صلاتہم وصیامکم مع صیامہم وعملکم مع عملہم یقرءون القرآن لایجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے ایک قوم نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو اور جن کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو اور ان کے عملوں کے مقابلہ میں اپنے عملوں کو حقیر سمجھو گے قرآن شریف پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے بھاگے ہوئے ہوں گے جس طرح تیر اپنے نشانہ سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔

کیسی صاف اور کتنی سچی پیشگوئی ہے کون نہیں جانتا کہ ہمارے وہابی دوست لمبی نمازیں دکھا کر ہماری نمازوں کی کتنی تحقیر کا باعث ہوتے ہیں اور اپنے اعمال کو صحیح اور ہمارے اعمال کو بدعت وشرک بنا کر ان کی تحقیر کا ذریعہ بنتے ہیں۔

کہیئے یہ لوگ جن کی نسبت ان حدیثوں میں خبر دی گئی کفار میں سے ہوں گے یا مسلمان کہلانے والوں میں سے اگر کفار میں ہیں تو یہ غلط ہیں کیونکہ کفار نمازیں کیوں پڑھیں اور قرآن شریف کیوں پڑھیں اور بھوکے پھریں اگر بقولِ وہابیہ یہاں مراد کفار ہی یقیناً ہیں تو کس قدر لغو خیال ہے کہ نجد کے حق میں جب حضور اکرم ﷺ نے دعا کرنے سے انکار فرمایا اس وقت وہاں کے لوگ کافر تھے۔

میں یہاں تک لکھ چکا تھا کہ میرے ایک دوست نے مجھے ۱٦ صفحات کا رسالہ عنایت فرمایا جس کا نام قبیلہ محمدی ہے یہ رسالہ کسی مولوی محمد صاحب کی تصنیف ہے جو اجمیری دروازہ دہلی میں رہتے ہیں اور اخبارِ محمدی کے مالک وایڈیٹر ہیں ایک اور اشتہار میرے کرم فرما دوست منشی حفیظ الدین صاحب ناظم وفد انجمن خدام لصوفیہ نے آگرہ سے بھیجا ہے اس اشتہار کا لکھنے والا کوئی اکرام الدین ہے اور اپنے آپ کو حنفی لکھتا اور دہلی کا رہنے والا ہے۔

ہم ان دونوں تحریروں کو بھی اب ساتھ کر کہتے ہیں قبیلہ محمدی میں عموماً وہی باتیں ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا اور کچھ آگے آئے گا مگر ایک خاص بات بانسبت دوسرے مضامین کے اس میں زیادہ ہے وہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں جس نجد کا ذکر ہے وہ یہ نجد نہیں جس میں محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوا بلکہ اس سے مراد یمن ہے زیادہ زور اسی پر دیا ہے اور اس امر کو

ظاہر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ جس نجد کے سلطان اور لشکر سلطان اور محمد بن عبدالوہاب وغیرہ ہیں وہ نجد یمن ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا اور یمن کی اور یمن کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ہیں منجملہ اس کے ایک تو وہی ہے جسے ہمارے معترضین پیش کیا کرتے ہیں اس میں صاف موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن وشام کے لئے دعائے خیر و برکت کی۔

چونکہ یہ نجد بھی یمن میں داخل ہے اس لئے اسی مبارک دعا کے حقدار نجدی بھی ہوئے کیا مزے کی بات ہے کہ جس حدیث کو دشمنانِ نجد واہل نجد ان کی بُرائی کے لئے پیش کرتے ہیں دراصل وہ بھی ان کی مدح اور بھلائی کے بیان میں ہے

جادووہ جوسر پر چڑھ کے بولے (صفحہ۱۴)

اس کے بعد علامہ خگر مرحوم نے ایک مزاحیہ مثال لکھ کر فرماتے ہیں ہم ناظرین کو اس عقل مند صاحب کا بیان سناتے ہیں جو مذکورہ بالا بیان سے ہے وہ اسی رسالہ میں قلمبند کر چکا ہے ملاحظہ ہماری مندرجہ بالا تحریر ہے یہ تو بخوبی ہو چکا ہے کہ اس نجد سے مراد نجد عراق مراد ہے صحیح بخاری شریف میں حدیث میں ہے ''بیدہ قبل العراق''یعنی نبی اکرم ﷺ نے عراق کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اس سے فتنہ پرداز قوم اور فتنہ پسند لوگ مراد ہیں ہمارے خیال میں ہمارے امرتسر دوست مولوی ثناء اللہ صاحب یا سیالکوٹی دوست مولوی ابراہیم میر صاحب اپنے عقلمند بھائی سے اگر پوچھ لیں کہ ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' کا کیا مطلب تو امید ہے کہ ان کو وہ ضرور مطلب بیان کر دینگے۔ مقامِ غور ہے کہ صفحہ ۱۰ میں تو نجد سے مراد عراق لیا ہے پھر صفحہ ۱۲ میں نجد سے مراد یمن اب وقتیکہ وہ وضاحت نہ کرے کہ اس کے دو متضاد خیالوں میں کون سا صحیح ہے اور کون سا غلط ہے کسی کو جواب دینے کا فائدہ نہ ہوگا ''اذا تساقطا'' کے قانون پر دونوں قول غلط اور نا قابل اعتبار حالانکہ ہم بالتفصیل اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ اس سے مراد عراق ہرگز نہیں اور یمن کے بارے میں ہم نے جواب دیا مگر یہاں ضرورت بھی نہیں کہ بالتفصیل جواب دیا جائے۔

ہم نے یہ حدیث کا یہ مفہوم بیان کر دیا ہے لیکن جو مخالف نے بیان کیا ہے وہ یقیناً رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے نہ صرف استہزاء ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا کھلم کھلا خلاف ہے۔

حدیث میں اگر نجد سے مراد یمن ہے تو اس کا کوئی معنی معلوم ہوتا اور وہ معنی کہیں نہیں ہے اور حضور ﷺ دعا فرمارہے ہیں اور نجدی نجد کے لئے دعا کی درخواست کر رہا ہے لیکن جب انہوں نے درخواست کی تو ثابت ہوا کہ وہ مراد ہرگز نہیں جو مخالف نے سمجھا ہے اگر یہ کہا جائے کہ حاضرین یا شام یمن اور نجد والوں سے تھا کہ نجد اور یمن ایک ہی ملک

کے دو نام ہیں یہ صرف حضور اکرم ﷺ کی اصطلاح تھی کہ نجد اور یمن ایک ہی ملک ہے یہ خیال محض قیاس فاسد ہے تاہم بفرض محال تسلیم کے بعد یہ جواب ہے کہ اگر یہ صحیح ہوتا کہ ایک ہی ملک کے دو نام ہیں تو حضور نہ فرماتے اور وجہ انکار میں فتنہ اور قرن فرماتے بلکہ صاف لفظوں میں ارشاد فرماتے کہ میں تو دعا کر رہا ہوں نجد اسی کا نام ہے مگر حضور نے ایسا ارشاد نہیں فرمایا تو صاف ظاہر ہے کہ نجد اور یمن ایک ہی ملک نہیں ہے۔

جب کہ یہ ثابت ہے کہ نجد اونچی زمین کو کہتے ہیں اور ملک کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ وہ بانسبت حجاز اور یمن کی سطح مرتفع پر واقع نہیں بلکہ حضاز اور یمن کے سطح مساوی ہے تو دنیا میں کون ایسا احمق ہے جو یمن کا نام ہی نجد رکھ دے۔

حدیث زیر بحث میں فتنہ اور قرن الشیطان کا ذکر ہے اور صحیحین کے کی دوسری حدیثوں میں جن کا ذکر آگے آئے گا فتنہ اور قرن الشیطان کی جگہ مشرق کی طرف بتائی ہے اور حضور نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے اور ثابت یہ ہے کہ یمن حجاز سے مشرق کی سمت کو واقع نہیں بلکہ جنوب کی طرف ہے اور وجہ تسمیہ اس کی یہی ہے تو کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ یمن ہی نجد ہے۔

حدیث عراق

مولوی شرف الدین صاحب نجد کو بخیال خود عراق ثابت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ نیز کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ۶ میں مذکورہ بالا حدیث یوں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور مدینے کے صاع اور مد کے بارے میں برکت کی دعا کی اور شام اور یمن کے لئے دعائے برکت کی ایک شخص نے عرض کی حضور ہمارے ملک کے لئے یہی دعا فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ وہاں تو شیطان گروہ اور فتنوں کا ظہور ہوگا اور ظلم مشرق میں ہے اور مسند عساکر کی حدیث میں یوں وارد ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ عراق میں ہمارا غلہ اور حاجت ہے اس کے لئے یہی دعا فرمائیے آپ نے سکوت کرکے فرمایا کہ وہاں تو شیطان گروہ اور زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۶۴، رسالہ تحریک وہابیت پر ایک نظر صفحہ ۲۳)

فائدہ

یہ اشارہ نجدیوں کے ظہور سے پہلے فتنوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ایک روایت میں جو مضمون ہو دوسری روایات میں بھی وہی مراد ہو جب کہ عراق کے فتنے (دجال وغیرہ)

ایک اور روایت ہے اور نجدیوں کے بارے میں تصریحات ہیں وہ روایات دیگر ہیں اگر مخالفین بضد ہیں تو ہم

کہیں گے کہ صحاح ستہ کے مقابلہ میں کنزالعمال کی کیا حیثیت ہے ہم اس کی صحاح کی روایات نقل کرتے ہیں جو نجد سے یہی معروف نجد ثابت کرتی ہیں۔

نجدیوں کے فتنے کی احادیث مبارکہ

تفصیل تو فقیر اُویسی غفرلہ نے فتنہ نجدیت وو ہابیت کے ابواب میں عرض کردی ہے یہاں صرف دو حدیثیں علامہ اخگر مرحوم کی نقل کردہ لکھ رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت مسلم میں ہے

اَنہ سمع رسول اللہ وہو مستقبل المشر ق یقول اَلا اِن الفتنۃ ہاہنا اَلا اِن الفتنۃ ہاہنا من حیث یطلع قرن الشیطان ۔(رواہ مسلم)

بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مشرق کی طرف رُخ کرکے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اُٹھے گا جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

تو دوسری صحیح حدیثوں کو دیکھنے میں نہ تو نجد کا نام ہے نہ عراق کا مثلاً ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور فرمایا فتنہ یہاں ہے جس طرف سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا (راوی کہتا ہے کہ) یا فرمایا سینگ طلوع ہوگی۔ یہی صحیح ہے تو مراد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فتنہ اور قرن الشیطان کا ذکر فرماتے ہوئے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرن الشیطان اور اس کا فتنہ مشرق کی طرف۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکلے تو فرمایا ان سے معلوم ہوا کہ فتنہ اور قرن الشیطان کی پیشگوئی مدینہ طیبہ میں فرمائی تو حاصل ان حدیثوں کا یہ ہوا کہ مدینہ طیبہ سے جو علاقہ مشرق کی طرف ہے اسی میں فتنہ اور قرن الشیطان کا طلوع ہوگا تو شام اور یمن کے حق میں دعا فرما کر جس ملک کے حق میں دعا فرمانے سے انکار فرمایا اور اس میں فتنہ اور قرن الشیطان کا نشان بتایا وہ ملک مدینہ طیبہ سے مشرق کی جانب ہوگا اور بہت سی حدیثیں ہیں جن کو ہم بخوف طوالت ترک کرتے مگر مضمون اور مفہوم ان سب کا کام اوپر ثابت کرر ہے ہیں کہ مدینہ طیبہ سے مشرق کی طرف نجد ہے اور ملک عراق ہرگز مشرق کی طرف نہیں ہے اور ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ خود نجد کے وہابی لاکھ ایڑی چوٹی کا زور لگائیں عراق کو مشرق کی طرف ثابت نہیں کرسکتے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جس حدیث میں لفظ عراق ہے وہ غلط ہے اور جس میں لفظ نجد ہے وہ صحیح ہے۔

ابن عساکر کی حدیث جو مولوی شرف الدین اور اکرام الدین نے پیش کی ہے وہ بھی کنزالعمال کے حوالہ سے ہے جس کا احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں کوئی اعتبار نہیں ہوسکتا۔

ترجمہ ۱۶۶

اے احمد عربی ﷺ نگاہ فرمایئے کفر سے انہوں نے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کی ہیں۔

شرح

گستاخوں، بے ادبوں کی گستاخانہ عبارات کی طرف اشارہ ہے مثلاً مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا کہ اگر بالفرض بعدزمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوتو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔(تحذیرالناس صفحہ ۲۵)

اعمال میں بظاہر امتی نبی برابر ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔(تحذیرالناس)

مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا حضور اکرم ﷺ کو بھائی کہنا جائز ہے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں۔(تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی)

مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے شیطان اور ملک الموت کا علم حضور اکرم ﷺ سے زیادہ ہے۔(براہین قاطعہ)

حضور علیہ السلام کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے۔(حفظ الایمان اشرف علی تھانوی)

حضور علیہ السلام کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے آگیا۔(براہین قاطعہ)

ہر چھوٹی یا بڑی مخلوق (نبی یا غیرنبی) اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔(تقویۃ الایمان)

نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔(صراط مستقیم)

میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ مجھے آپ پل صراط پر لے گئے اور میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام پل صراط سے گرے جارہے ہیں تو میں نے حضور علیہ السلام کو گرنے سے بچالیا۔(مبشرات بلغۃ الحیر ان از حسین علی وں بھچراں)

ان کے علاوہ ان کی بہت گندی عبارتیں ہیں جن کو فقیر نے رسالہ ''دیوبندی اور بریلوی میں فرق'' اور ''دیوبندی کافر ہیں یا بریلوی'' میں لکھا ہے۔

ان کی انہی عبارتوں کو دیکھ کر تمام علماء عرب وعجم نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا جیسے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجدد برحق محقق بن محقق، علامہ بن علامہ، شیخ الاسلام، سیدی مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے حسام الحرمین میں اور ان کے تلمیذ عزیز شیر بیشہ اہل سنت علامہ مولانا حشمت علی خان صاحب قدس سرہ نے الصوارم الہندیہ میں جمع فرمایا اور علامہ غلام مہر علی چشتیاں شریف کی کتاب "دیوبندی مذہب" خوب ہے۔ دیوبندیوں کے غلط عقائد ومسائل کے بارے میں اس جیسی اور کتاب نہیں ہے۔

ترجمہ ۱۶۷

گمراہی سے کنوئیں میں گرے ہیں اندھا پن سے راہ راست کی راہ نہیں پا سکے۔

شرح

ظاہر ہے عباراتِ مذکورہ کی وجہ سے بلا توبہ مرے تو سیدھے جہنم اور نہ ہی ایسی عبارات کے عقیدہ والے صحیح راہ پا سکتے ہیں کیونکہ یہ لوگ حضور ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کی وجہ سے درگاہ حق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ○ (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو نبوت کی گستاخی اور بے ادبی کرے وہ کبھی نجات نہیں پا سکتا خواہ وہ کتنا ہی عابد وزاہد ہو۔ حدیث شریف میں ہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقسم قسما أتاہ ذو الخویصرۃ وہو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال ویلک ومن یعدل إذا لم أعدل قد خبت وخسرت إن لم أکن أعدل) . فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی فیہ فأضرب عنقہ؟ فقال دعہ فإن لہ أصحابا یحقر أحدکم صلاتہ مع صلاتہم وصیامہ مع صیامہم یقرؤون القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ینظر إلی نصلہ فلا یوجد فیہ شیء ثم ینظر إلی رصافہ فما یوجد فیہ شیء ثم ینظر إلی نضیہ وہو قدحہ فلا یوجد فیہ شیء ثم ینظر إلی قذذہ فلا یوجد فیہ شیء قد سبق الفرث والدم آیتہم رجل أسود إحدی عضدیہ مثل ثدی المرأۃ أو مثل البضعۃ تدردر ویخرجون علی حین فرقۃ من الناس

قال أبو سعید فأشہد أنی سمعت ہذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأشہد أن علی بن أبی طالب قاتلہم وأنا معہ فأمر

بذ لک الرجل فالتمس فاُتی بہ حتی نظرت اِلیہ علی نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی نعتہ

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے اور حضور کچھ مال تقسیم فرمار ہے تھے کہ ذوی الخویصرہ آیا جو بنی تمیم قبیلہ سے تھا اور کہا یارسول اللہ عدل کیجیۓ حضور نے فرمایا تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں تو پھر کون کرے گا اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو محروم اور بے نصیب ہو گیا عمر نے عرض کیا یارسول اللہ حکم دیجیۓ کہ اس کی گردن مار دوں ۔فرمایا جانے دو اس کے تعلق والے اور بھی ہوں گے جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں ت لوگ اپنی نمازوں روزوں کو حقیر سمجھو گے ،وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے باوجودیکہ اس جانور کے پیٹ کی آلائش اور خون میں سے پار ہوتا مگر نہ اس کے پکان میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اسکے بندن میں جس سے پیکان باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں ۔

سیدی علامہ دحلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الدررالسنیہ میں کتاب صحاح سے حضوراکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے

یخرج ناس من قبل المشرق یقرء ون القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کمایمرق السھم من الرمیۃ ثم لایعودون فیہ حتی یعود السھم اِلی فوقہ سیما ھم التحلیق

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے کہ پھر وہ دین میں پلٹ کر نہیں آئیں گے یہاں کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آۓ ان کی خاص علامت سر منڈانا ہو گی۔

یخرج ناس من قبل المشرق یقرء ون القرآن لا یجاوز تراقیھم کلما قطع قرن نشاَ قرن حتی یکون آخرھم یخرج مع الدجال۔(الدررالسنیہ صفحہ ۵۰)

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا جب ان کا ایک گروہ ختم ہو جاۓ گا تو وہیں سے دوسرا گروہ جنم لے گا یہاں تک کہ ان کا آخری دستہ دجال کے ساتھ اُٹھے گا۔

فائدہ

قرائن بتاتے ہیں کہ یہی گستاخان نبوت دجال کا ساتھ ضرور دے گے کیونکہ ہم اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں کہ یہ لوگ ضرورت کے وقت گدھے کو باپ کہنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ ۱۶۸

اے گمراہوں کب تک ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہو گے اس بیان کو دعا پر ختم کیجئے۔

شرح

مثنوی سے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فراغت پانے سے پہلے دعائے خیر ختم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آگے دعائیہ کلمات ہیں۔

ترجمہ ۱۶۹

اس فساد کے دفعیہ کے لئے فریاد کیجئے اس کے سوا فضول اور بے سود ہے۔

شرح

ایسے فتنوں و شرور سے پناہ مانگنے سے کام بنتا ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں سے دور رہنے اور بچنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے اور بدمذاہب سے دوری و اجتناب کے متعلق قرآنی آیات ملاحظہ ہوں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ (پارہ ۱۲، سورۂ ہود، آیت ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ (پارہ ۶، سورۂ المائدہ، آیت ۵۱)

اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ٥ (پارہ ۷، سورۂ الانعام، آیت ۶۸)

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

فإن مرضوا فلا تعودوہم و إن لقیتموہم فلا تسلموا علیہم و إن ماتوا فلا تشہدوہم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم ۔ (رواہ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو ان سے ملاقات ہو تو انہیں

سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

فِایاکم و اِیاہم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ (مشکوٰۃ)

ان (بدمذہبوں) سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

انتباہ

کوئی بدمذہب و بدعقیدہ اس لائق نہیں کہ اس کی مجلس اختیار کی جائے یا اس کے ساتھ دوستی اور تعلقات قائم کرتے ہوئے شریک غم والم ہو۔اس کی بدعقیدگی کی بنیاد انکارِ توحید باری ہو یا انکارِ ختم نبوت یا رسول اللہ ﷺ کے علم غیب واختیارات اور نورانیت جیسے کمالات سے انکار کا اس کے گلے میں طوق پڑ چکا ہو یا اہل بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا باغی و دشمن ہو یا اولیائے کرام و فقہائے عظام کا مخالف ہو۔

اختتامی دعا

اے خدا اے مہربان مولائے من	اے انیس خلوتِ شبہائے من
کریم کارساز بے نیاز	دائم والا جان شہ بندہ نواز
اے بیادت نالہ مرغ سحر	اے کہ ذکرت مرہم زخم جگر
اے کہ نامت راحت جان و دیم	اے کہ فضل تو کفیل مشکلم
ہر دو عالم بندہ اکرام تو	صد چو جان من فدائے نام لو
ما خطا آریم و تو بخشش کنی	نعرہ انی غفوری زنی
اللہ اللہ زین طرف جرم و خطا	اللہ اللہ زان طرف رحم و عطاء
زہر ما خواہسم تو شکر دہی	خیرا کا نیم شراز گمراہی
تو فرستادی بما روشن کتاب	می کنی با ما با حکایت خطاب
از طفیل آں صراط مستقیم	تو تے اسلام را دہ اے کریم
بہر اسلام لے ہزاراں فتنہ ہا	یک مہ و صد داغ فریاد اے خدا

ترجمہ

اے میرے خدا تو میرا مہربان والی ہے میری رات کی تنہائی کا مونس وہمدم

اے شان، صمدی کے باوجود تو وہ کارسازِ کریم ہے جو ہمیشہ احسان فرماتا ہے اور تو وہ شہنشاہ ہے جو اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔

مرغ سحر کی آئیں تیری یاد میں ہیں اور تیرا ہی ذکر زخم جگر کا مرہم ہے۔

تیرا نام میرے دل و جان کی راحت اور تیرا افضل میری مشکلات کا کفیل ہے۔

دونوں جہاں تیرے کرم کے ماتحت ہیں مجھ جیسی بے شمار جانیں تیرے نام پر نثار۔

ہم گناہ کرتے ہیں تو بخشش فرماتا ہے اور ساتھ ہی فرماتا ہے کہ میں غفور و رحیم ہوں

تعجب ہے ادھر سے جرم و خطا اور ادھر سے رحم و عطاء

ہم زہر مانگتے ہیں تو شکر عطا فرماتا ہے خیر و بھلا اور شر کو گمراہی سے بھی سمجھتے ہیں۔

تو نے ہمیں ایک روشن کتاب (قرآنِ حکیم) عطا فرمائی اپنے احکام کے آئینے میں تو ہم سے خطاب فرماتا ہے۔

اے مولائے کریم! اس صراط مستقیم (قرآن) کے طفیل اسلام کی قوی مدد فرما۔ اس ایک افق ایک اسلام کے لئے ہزاروں فتنے ہیں ایک چاند صد ہا داغ اس کا رُخ کئے ہیں اے خدا تیرے حضور میں فریاد ہے۔

شرح

ان ابیات میں اللہ تعالیٰ سے دعا میں بزرگوں کا وسیلہ پیش کیا گیا ہے ہمارے نزدیک ایسا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے دورِ سابق میں معتزلہ کے نزدیک ایسا کہنا ناجائز تھا اب وہابیہ بھی معتزلہ کی طرح کہتے ہیں۔ دلائل اگلے ابیات میں ملاحظہ ہوں۔

اے خدا بہر جنابِ مصطفیٰ

چار یارِ پاک و آل باصفا

ترجمہ

اے ربِ کریم جنابِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے ان کے پاک صحابہ کے لئے آلِ باصفا کے لئے

شرح

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے کا طریقہ خود حضور اکرم ﷺ نے سکھایا۔ حدیث میں

ہے

عن عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ أن رجلا ضریرالبصر أتی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ علمنی دعاء أدعو بہ یرد اللہ علی بصری فقال لہ قل اللھم إنی أسأ لک وأتوجہ إلیک بنبیک نبی الرحمۃ یا محمد إنی قد توجھت بک إلی ربی اللھم شفعہ فی وشفعنی فی نفسی فدعا بھذا الدعاء فقام وقد أبصر۔

عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کو بینا کرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں یارسول اللہ میں حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما تو اس نابینا نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہو کہ اچانک بینا ہو گیا

اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ تا کہ حاجت پوری ہو۔

فائدہ

اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کو عرض کرنا یہ بھی وسیلہ کا ایک طریقہ ہے مثلاً حضرت عارف جامی قدس سرہ نے تصنیف کے آغاز میں بارگاہ رسول ﷺ میں عرض کیا

زمھجوری برآمد جانِ عالم

آپ کے فراق سے جملہ عالم کی جان لبوں پر ہے

اے اللہ تعالیٰ ترحم یا نبی اللہ ترحم

اے اللہ تعالیٰ کے نبی رحم فرمایئے اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے

نہ آخر رحمۃ اللعالمینی　　زمحروماں چرافارغ نشینی

آپ تو رحمۃ للعالمین ہیں محرومیوں سے آپ کیوں فارغ ہو کر بیٹھ گئے۔

توابر رحمتی آں بہ کہ گاھے　　کنی برحال لب خشکاں نگاھے

آپ رحمت الٰہی کا دل ہیں یہی بہتر ہے کبھی خشک لب والوں کے حال پر ایک نگاہ کروم ہو۔

توسل بوے ﷺ جب قضائے حاجت وسبب نجاح مرام است

حضور اکرم ﷺ سے توسل حاجت پوری ہونے کا موجب اور مراد حاصل ہونے کا سبب ہے۔

شیخ المحدثین علیہ الرحمۃ تصنیف لطیف میں دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں

توسل واستمداد بدیں حضرت منقبت جناب ﷺ زیارت حضرت سیدالمرسلین ﷺ اکمل الصلوٰۃ واقضلھا جماع علمائے دین قولاً وفعلاً از اقضل سنن اواو کد مستحبات است۔ (جذب القلوب فارسی صفحہ ۲۱۰)

وسیلہ چاہنا اور مدد طلب کرنا حضور اکرم ﷺ سے اجماع علماء دین قولاً اور فعلاً افضل سنت اور موکد مستحب ہے۔

علامہ احمد بن دحلان مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

التوسل مجمع علیہ عند اھل السنۃ . (الدررالسنیہ صفحہ ۴۰) اہل سنت کا توسل پر اجماع ہے۔

فائدہ

علامہ شرجی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ چار رکعت اس طریق سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص بیس مرتبہ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص تیس مرتبہ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص چالیس مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس طرح دعا مانگے

اللھم بنورک وجلالک وبحق ھذا الاسم الاعظم وبحق نبیک محمد ﷺ اسئلک ان تقضی حاجتی و تبلغنی سوئی

تو دعا مستجاب ہوگی۔ (کتاب الفوائد فی الصلات والعوائد صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر)

لطیفہ

دور سابق میں معتزلہ وخوارج منکر تھے ہمارے دور میں بعض فرقے ان کے اصول کو نیا جامہ پہنا کر عوام کو بہکانے کی کوشش کررہے ہیں ان میں فرقہ دیوبندیہ بھی ہے ان کے اکثر اصولی عقائد ومسائل کا رشتہ خوارج ومعتزلہ سے ملتا ہے لیکن بوقت مصلحت اہل سنت کے ساتھ بھی گذارا کرتے رہتے ہیں اسی لئے ان کا مذہب ہے ہوائے نفس۔ چنانچہ مسئلہ وسیلہ کے بعض اجزاء کو ہمارے ساتھ گذارا کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اولیاء کی قدر ومنزلت اور جاہ وحشمت کا

وسیلہ پیش کیا جائے۔

مولوی حسین احمد کا شجرہ پڑھئے

الشیخ امداد اللہ القطب العلی — الجاہ ذی التمکین و العرفان

یعنی حضرت امداد اللہ کے جو کہ قطب عالی — مرتبہ ہیں اور صاحب تمکین اور صاحب عرفان ہیں

وبکاشف الظلمات نور محمد — وبسیدی عبدالرحیم الفانی

اور بوسیلہ ان کے زائل کرنے والے ہیں ظلمات (قلب) کے جن کا نام نور محمد ہے — اور بوسیلہ حضرت عبدالرحیم کے جو فانی فی اللہ تھے

وبعبد باری ذلک شیخ شیوخنا — وبعبد ھادی للزمان امان

اور بوسیلہ شاہ عبدالباری کے جو ہمارے پیرانِ پیر ہیں — اور بوسیلہ شاہ عبدالہادی کے جو اہل زمانہ کے لئے موجب امان تھے۔

وبحق مولانا محب اللہ من — اعیت مدائحۃ وسیع بیان

اور بوسیلہ مولانا محبّ اللہ کے جو ایسے تھے — کہ عاجز کر دیا ان کے مناقب نے بیان وسیع کو

وبحق عضد الدین حق محمد — ومحمدی ظاھر البرھان

اور بوسیلہ شاہ عضد الدین کے اور بوسیلہ شاہ محمد — اور شاہ محمدی کے جن کی دلیل بزرگی کی ظاہر تھی

بابی سعید ماجد متورع — بنظام دین عارف ربانی

اور بوسیلہ شاہ ابو سعید کے جو صاحب بزرگی اور صاحب ورع تھے — اور بوسیلہ شاہ نظام الدین کے جو کہ عارف ربانی تھے

بجلال دین ذی المکارم والعلی — وبعبد قدوس عظیم الشان

اور بوسیلہ مولانا جلال الدین کے جو صاحب بزرگی اور صاحب علو تھے — اور بوسیلہ شیخ عبدالقدوس کے جو عظیم الشان تھے

بمحمد قطب الوری وبعارف — ھو للوریٰ کالماء للظلمان

اور بوسیلہ شیخ محمد قطب عالم کے
جو خلائق کے لئے ایسے تھے جیسا
اور بوسیلہ شیخ عارف کے
پانی پیاسے کے لئے

وبحق عبدالحق قدس سره
بجلال دین ذاکبیر او ان

اور بوسیلہ شیخ عبدالحق قدس سرہ کے
اور بوسیلہ شیخ جلال الدین کے جو اپنے وقت کے اکابر سے تھے

بالشیخ شمس الدین قدوة عصره
بملاء دین صابر حقانی

اور بوسیلہ شاہ شمس الدین کے جو مقتدا تھے اپنے زمانے کے
اور بوسیلہ مخدوم علاء الدین صابر حقانی کے

آخر میں ایک اور شعر بھی پڑھ لیجئے

فبمرشد ی غوث الوریٰ شمس الهدیٰ
مقدام اهل العشق ولهیجان

بوسیلہ اے مرشد جو کہ غوثِ عالم اور آفتاب ہدایت ہیں اور اہل عشق و حیرت کے پیشوا ہیں۔

نوٹ

ان کے عوام اور چھوٹے ملا تو اولیاء کے وسیلے سن کر ڈر جاتے ہیں اور بالخصوص سیدنا غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث بمعنی فریادرس ماننے کو ایک منٹ کو تیار نہیں بلکہ ماننے والے ان کے نزدیک مشرک ہیں لیکن چونکہ یہ شجرہ دیوبند کے شیخ الاسلام حسین احمد کانگریسی نے شائع کیا ہے "فلهذا لا باسی بلاں" کا مذہب ہی ہے۔ اسی لئے فقیر کے نزدیک غیر مقلد وہابی شتر بے مہار ہیں تو دیوبندی وہابی شترمرغ۔

بهر مرادن رهت اے بے نیاز
مردماں در خواب ایشاں درنماز

اے بے نیاز ان مردانِ راہ (اولیاء) کا صدقہ جو لوگ نیند میں ہوتے ہیں اور وہ تجھے راضی کرنے کے لئے ساری رات نماز میں گزارتے ہیں۔

شرح

اللہ تعالیٰ ایسے نیک بندوں کی دعا مستجاب فرماتا ہے اگر چہ تقدیر بدلنی پڑے یہ اس کا فضل و کرم ہے ورنہ وہ کسی کا

محتاج نہیں۔

حدیث شریف میں ہے

الدعا یرد البلاء — دعا بلاؤں کو دور کرتی ہے

ایک روایت میں ہے

الدعا یرد القضاء — دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے۔

علامہ اقبال نے فرمایا

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں — گر ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تقدیر مبرم

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر مظہری میں لکھا کہ مقاماتِ مجددیہ میں مذکور ہے کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کشف سے ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر لکھا دیکھا کہ وہ شقی (کافر) ہے اور ملا طاہر مذکورہ صاحبزادہ محمد سعید و صاحبزادہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ مکرم تھے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحبزادوں کو ملا طاہر لاہوری کی شقاوت کا ذکر کیا تو وہ دامن سے چمٹ گئے کہ استاذ مکرم کے لئے دعا فرمایئے تا کہ ان کی شقاوت سعادت سے بدل جائے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا کہ یہ قضاءِ مبرم ہے جس کا رد ممکن نہیں ہوتا لیکن صاحبزادوں نے ایک نہ مانی اور مجبور کر دیا کہ وہ ملا طاہر لاہوری کو لاز ماً شقی سے سعید بنائیں۔ سیدنا مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ یاد آ گیا آپ نے فرمایا کہ

ان القضاء المبرم ایض یرو یدعوتی — قضاءِ مبرم بھی میری دعا سے ٹل جاتی ہے

اسی سہارے پر میں نے یوں دعا مانگی

اللھم رحمتک واسعة وفضلک غیر مقتنصر علی احد ارجوک واسئلک من فضلک تجیب د عوتی فی محو کتاب الشقاء من ناصیة ملا طاھر واثبات السعادة مکانة کما اجبت دعوة السید السند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے اللہ تیری رحمت واسع اور تیرا فضل غیر محدود ہے تیرے سے امید کر کے تیرے فضل عمیم سے دعا مانگتا ہوں اور عرض کرتا

ہوں کہ ملا طاہر لاہوری کی شقاوت سعادۃ سے بدل دے اور آج میری دعا اسی طرح منظور فرما جیسے تو اپنے محبوب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا مستجاب فرماتا تھا۔

سوال

قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں پر لکھا کہ مجھ پر اشکال وارد ہوا کہ یہ قضاء مبرم ٹلنا کیسا حالانکہ قضاء مبرم کا معنیٰ بھی یہی ہے کہ وہ ٹلی نہیں اور یہاں کیسے ٹل گئی اگر ٹل گئی تو خلاف لازم آیا؟

جواب

قضاء قدر معلق دو قسم ہے جس کی تعلیق لوح محفوظ پر درج تھی اور لکھا تھا کہ یہ فلاں کام سے اور فلاں نیکی یا دعا وغیرہ سے ٹل جائے گی۔

تقدیر کو لوح میں لکھا نہیں جاتا کہ یہ تقدیر ٹل جائے گی بلکہ بظاہر تقدیر لوح محفوظ میں مبرم ہوتی ہے لیکن اس کا محو واثبات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے تقدیر مبرم کو ٹالنے کا یہی معنی ہے کہ وہ تقدیر مبرم جو صرف لوح محفوظ پر مبرم تھی لیکن اللہ کے ہاں وہ معلق تھی ہم بھی تقدیر مبرم ٹلنے کے قائل ہیں تو اسی کے ورنہ حقیقی مبرم تو نہیں ٹلتی۔

مثنوی رضا

بھر آب گریہ تردامناں   بھر شور خندۂ طاعت کناں

بھر اشك گرم دوراں ازنگار   بھر آہ سرد مھجوراں زیار

تردامنوں سے گنہگار مراد ہیں یعنی گنہگاروں کے گریہ کے پانی کی اطاعت گذاروں کی خوشی سے ہنسی کے شور کے صدقے نگار بمعنی محبوب یعنی محبوب کی وجہ سے گرم آنسو گردش کرنے والے کے طفیل یار یعنی محبوب کے ہجر وفراق سے سرد آہ کھینچے والوں کے صدقے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کو گریہ وزاری بڑی محبوب ہے اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۸۲)

تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔

دوزخ کی آگ کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی سوائے دو چیزوں کے مومن کی آنکھ کا آنسو جو خوفِ الٰہی یا عشق مصطفیٰ

ﷺ میں ہے۔ مومن کے جسم کا گرد وغبار ہو راہ الٰہی طے کرنے میں پڑے جیسے جہاد یا طلب علم، حج وغیرہ کے سفر میں، حدیث شریف میں ہے بہت زیادہ روؤ اگر رونا نہ بھی آئے تب بھی روؤنی شکل بناؤ۔

چونکہ عاجزو انکساری اور گریہ زاری اللہ تعالٰی کو بڑی محبوب ہے اسی لئے بندہ کتنا ہی بڑا مجرم ہو تب بھی اپنے فضل وکرم سے بخش دیتا ہے۔

مثنوی رضا

بهر حبيب چاك عشق نامراد	بهر خون پاك مردانِ جهاد
پر كن از مقصد تهى دامانِ ما	از تو پذر فتن زما كردن دعا

اس دامن کا صدقہ جو عشقِ نامراد سے تار تار رہا ہوا اور اس پاک خون کا واسطہ جو مردوں نے میدانِ جہاد میں بہایا۔

ہماری جھولیاں مقصد سے خالی نہ رکھ ہمارا کام دعا کرنا تیرا کام ہے قبول کرنا۔

هيچ مى آيد زدست عاجزان	جز دعائے نيم شب اے مستعان
بلكه كارتست اجابت اے صمد	ديں دعا هم محض توفيقت بود
ماكه بوريم ودعائے ماچه بود	فضل تودل دادا اے رب ودود
دره بروئے خاك افتاده بود	آفتابے آمد وروشن نمود
تكيه برب كرد عبد مسستهان	اوست بس مارا ملا ذومستعان
كيست مولائى به از رب جليل	حسبنا الله ربنا نعم الوكيل
چوں بديں پايه رسا ندم مثنوى	به تمامش بر كلام مولوى
تاخامه مسلك گويند اهل ديں	زانكه مشلك ست آں كلام متبعين
چوں فتاداز روزن دل آفتاب	ختم شد والله اعلم بالصواب

ہم مستعان رب عاجزوں بے کسوں سے کیا آئے گا سوائے آدھی رات کو اُٹھ کر دعا طلبی کے

اے بے نیاز تیرا کام ہے دعا قبول کرنا اور ہمارا دعا مانگنا بھی تیری توفیق سے ہے

ہم کیا ہیں اور ہماری دعا کی کیا وقعت اے رب ودود تیرے فضل نے ایسا دل عطا فرمایا (ورنہ ہمیں دعا کی توفیق ہی نہ ہوتی)

خاک کا ایک ذرہ زمین پر پڑا تھا تیرا آفتاب آیا اور اسے روشن کردیا۔

عاجزو ذلیل بندے نے تجھ پر تکیہ کیا ہمارا تو بس وہی جا پناہ اور مددگار ہے۔

ہمارا رب جلیل سے اور کون بہتر ہوسکتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے وہی اچھا کارساز ہے۔

جب میں نے اپنی مثنوی کو یہاں تک پہونچایا اور اس کا اختتام مولوی معنوی (عارف رومی) کے کلام پر ہوا۔

تاکہ اہل دین اسے مشک کی مہر والی مثنوی کہیں اس لئے کہ مولوی معنوی کا کلام (مثنوی) خالص مشک ہے۔

آفتاب کے قلب کے روشندان سے جب روشنی چمکی تو یہ مثنوی ختم ہوئی۔ ''واللہ اعلم بالصواب'' اللہ تعالیٰ ثواب کو خوب جانتا ہے۔

شرح ۱۹۵ شب بیداری کے فضائل

رات کو جب لوگ سو رہے ہوں جو بندہ خدا عبادت میں مصروف ہو قربِ الٰہی کے لئے بہترین تدبیر ہے۔

عارفین کا فرمان ہے کہ سحر کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے جو بیدار ہوتا ہے اس کے دل کو نور سے بھر دیتا ہے ایسا دل روحانی فوائد سے نورانی ہو جاتا ہے پھر وہ دل کئی غافل دلوں کو منور فرماتا ہے۔ اسی لئے بعض بزرگ زیادہ طعام کھانے کو بُرا سمجھتے کہ وہ شب بیداری سے روکتا ہے۔

شیطان کی شرارت

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگاتا ہے تو جب وہ نیند سے اُٹھ کر ذکر الٰہی کرتا ہے تو ان میں سے ایک گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد جب بندہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے بعد تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اس سے بندہ صبح کو ہشاش بشاش اور خوش خوش اٹھتا ہے ورنہ وہ سست اور خبیث النفس ہو کر اُٹھتا ہے۔

فائدہ

شب بیدار آدمی کی رات نورِ عبادت کی وجہ سے اس کے چہرے کی طرح نورانی ہوتی ہے۔

حکایت

ایک نوجوان عابد فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اپنے درود وظیفہ سے غفلت کر کے سو گیا خواب میں دیکھا کہ میری عبادت گاہ (حجرہ) پھٹ گیا اس سے چند حسین عورتیں نکلیں کہ جن کے حسن و جمال کے سامنے سورج بھی شرمسار ہوتا لیکن ان میں ایک نہایت قبیح تھی کہ دنیا میں اس جیسی گویا کوئی قبیح نہ ہوگی میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کس

کے لئے ہواور یہ قبیح عورت کس کے لئے؟انہوں نے کہا ہم سب تیری وہ راتیں ہیں جنہیں تو عبادت کے لئے بیدار رکھتا ہےاور یہ تیری وہ رات ہے جس میں تو غفلت کر کے سو گیا اگر تو اسی رات مر جاتا تو تجھے یہی نصیب ہوتا جسے تو نے قبیح کیفیت میں دیکھا۔

فائدہ

بعض بزرگوں کی عادت تھی کہ وہ عشاء کی نماز سے صبح کی نماز تک بیدار رہتے جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کی طرح اورا کابر واولیائے رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فائدہ

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ مجھے شیطان گھر میں نظر آجائے تو اتنی کوفت نہیں ہوتی جتنی کوفت مجھے گھر میں سرہانے کے دیکھنے سے ہوتی ہے اس لئے کہ سرہانہ نیند کی دعوت دیتا ہے۔

تہجد

اسی لئے مشائخ کرام کو نمازِ تہجد سے خصوصاً لگاؤ ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی و پابندی کے بغیر ولایت بھی نصیب نہیں ہوتی تہجد کا التزام ولایت کے علامات میں سے ایک ہے۔

رکعاتِ تہجد

شعر میں تہجد کی ترغیب ہے اور اس کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ زندگی بھر رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پڑھتے رہے چار رکعت پڑھں ان کے حسن وطول کا کیا پوچھا اسی طرح چار رکعت دیگر پڑھتے تھے ان کا حسن وطول بھی پہلی چار رکعت کی طرح ہوتا تھا اس کے بعد تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

وقت تہجد

حضرت شیخ عبدالرحمٰن بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترویح القلوب میں لکھتے ہیں کہ جب رات کی آخری تہائی باقی بچی رہے تو نیند سے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے اور وضو کر کے تہجد کی بارہ رکعت پڑھی چاہیے اس میں فاتحہ کے بعد جتنا چاہے قرآن مجید پڑھے اور فراغت کے بعد اوراد و وظائف پڑھے اور حضور اکرم ﷺ تیرہ رکعت پڑھا کرتے ان میں آٹھ تہجد اور تین وتر دو رکعت نفل دیگر لیکن ان کے درمیان سلام نہیں پھیرتے تھے۔

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کے برگزیدہ حفاظ القرآن اور رات کو تہجد پڑھنے والے ہیں۔

دلا برخیز وطاعت کن کہ طاعت بہ زہر کار است　　　سعادت آن کسے وارد کہ وقت صبح بیدار است

خروساں در سحر گویند قم یا ایھا الغافل　　　نواز مستی نمی دانی کسے داند کہ ہشیار است

اے دل اُٹھ اور اطاعت کر اس لئے کہ اطاعت ہر کام سے بہتر ہے سعادت اس شخص کی ہے جو صبح کے وقت بیدار ہو کر عبادت کرتا ہے مرغ اُٹھ کر بار بار پکارتے ہیں کہ اے غافل اُٹھ کھڑا ہو غفلت کی مستی سے تو اسے نہیں پہچان سکتا اس کا علم اسے ہے جو ہوشیار ہے۔

شرح ۱۹۶

ہمارا کام ہے دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی مہربانی کہ اسے قبول فرمائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دعا مانگنے کی توفیق بھی اسی کی عطا کردہ ہے اگر وہ توفیق نہ بخشتا تو ہم اس سے دعا مانگتے ہی نہیں بہت سے بندگانِ خدا اب بھی موجود ہیں جنہیں دعا مانگنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اسی لئے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں مردِ مومن پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہی رہے قبول ہو تو سبحان اللہ ورنہ مایوس نہ ہو اس لئے دعا خود عبادت ہے۔ علاوہ ازیں حدیث شریف میں ہے کہ دعا فوراً قبول نہ ہوئی تو مستقبل میں قبول ہوگی اگر دنیا میں دعا کے مطابق کام نہ بنا تو دعا کے بدلے میں بے شمار ثواب نصیب ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ دعا قبول نہ ہونے والوں کو جو قیامت میں اجر وثواب ملے گا اس وقت لوگ رشک کریں گے کہ کاش ہماری دعائیں قبول نہ ہوتیں اور ہمیں بھی اس طرح کا ثواب نصیب ہوتا۔

جس طرح دعا مانگنے کے شرائط ہیں انہیں بجالانے سے دعا کی قبولیت کا یقین ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض اوقات ایسے بھی ہیں جن میں دعا کی جائے تو قبولیت کا یقین ہو سکتا ہے۔

دعا کی قبولیت کے اوقات

یوں تو جب بھی بندہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ دعا سنتا ہے لیکن حدیثوں کے مطابق دعا کی قبولیت کے کچھ وقت خاص بھی ہیں جیسے رمضان کا مہینہ، جمعرات اور جمعہ کا دن، آدھی رات، پہلی تہائی رات، آخری تہائی رات، صبح اذان کے وقت، اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت، قرآن مجید کی تلاوت کے بعد، ختم قرآن کے بعد، ذکر خدا کے وقت، جمعہ

کے روز، امام کے منبر پر جانے سے پہلے تک۔ دعا کی قبولیت کے خاص اوقات ہیں۔

شرح ۱۹۷

دعا مانگنے کے بے شمار فضائل ہیں چند فضائل وفوائد از احسن الدعاء امام احمد رضا قدس سرہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں دعا سے عاجز نہ ہو کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا۔ (رواہ الحاکم عنہ ابن حبان والحاکم)

(۲) فرماتے ہیں ﷺ دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور۔ (رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ وابی یعلی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۳) فرماتے ہیں ﷺ جو بلا اتر چکی اور جو ابھی نہ اتری دعا سب سے نفع دیتی ہے تو دعا اختیار کرو اے خدا کے بندو۔ (رواہ الترمذی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۴) فرماتے ہیں ﷺ بلا اترتی ہے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے وہ دونوں کشتی لڑتے رہتے ہیں قیامت تک یعنی دعا اس بلا کو نہیں اترنے دیتی۔ (رواہ البزار والطبرانی الحاکم عن المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

(۵) فرماتے ہیں ﷺ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (رواہ الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۶) فرماتے ہیں ﷺ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق وسیع کر دے رات دن اللہ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا سلاح مومن ہے۔ (رواہ ابو یعلی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۷) فرماتے ہیں ﷺ جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے۔ (اخرجہ احمد وابن ابی شیبۃ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ

یہ معنی بعض احادیث میں بھی آئے (اخرجہ العسکری فی المواعظ عنہ عن النبی ﷺ قال قال اللہ تعالیٰ من لا یدعونی اغضب علیہ) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

انتباہ

اے عزیز دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور ان کی تعلیم کی حل مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں اور دفع بلا و آفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں ایک دعا

سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں

(۱)عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعا نفسہ عبادت ہے۔

(۲)وہ اقرار عجز و نیاز داعی واعتراف بہ قدرت و کرم الٰہی پر دلالت کرتی ہے۔

(۳)امتثال امر شرع کہ شارع نے اس پر تاکید فرمائی نہ مانگنے پر غضب الٰہی کی وعید آئی۔

(۴)اتباعِ سنت کہ حضور اکرم ﷺ اکثر اوقات دعا مانگتے اور ان کو بھی تاکیداً

(۵) دفع بلا و حصول مدعا کہ بحکم

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ا۔(پارہ ۲۴،سورۃ المومن، آیت ۶۰)

مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ا۔(پارہ ۲،سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۶)

دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے خدائے تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور وہ جو کسی بات کی طلب کرتا ہے اپنی رحمت سے اس کو عطا کرتا ہے یا آخرت میں ثواب بخشتا ہے۔

شرح ۱۹۸

اس بیت میں دعا کی اجابت کے اسباب میں سے ایک سبب کی طرف اشارہ ہے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ احسن الدعاء میں لکھتے ہیں کہ آدابِ دعا جس قدر ہیں سب اسبابِ اجابت ہیں کہ ان کا اجتماع اللہ العزیز مورث اجابت ہوتا ہے بلکہ ان میں بعض بمنزلہ شرط ہیں جیسے قلب وصلاۃ علی النبی ﷺ اور بعض دیگر محسنات و مستحسنات۔

فائدہ

یہاں کوئی ادب ایسا نہیں جسے حقیقتاً شرط کہیے بمعنی کہ اجابت اُس پر موقوف ہو کہ اگر وہ نہ ہو تو اجابت زنہار نہ ہو اب یہ حضورِ قلب ہی ہے جس کی نسبت خود حدیث میں ارشاد ہوا

واعلموا ان اللہ لایستجیب دعاء من قلب غافل لا۔

خبردار رہو بے شک اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا کسی غافل کھیلنے والے دل کی۔

حالانکہ بارہا سوتے میں جو محض بلاقصد زبان سے نکل جائے مقبول ہو جاتا ہے ولہذا حدیث صحیح میں ارشاد ہوا

جب نیند غلبہ کرے تو ذکر نماز ملتوی کردو مبادا کرنا چاہو استغفار اور نیند میں نکل جائے کوسنا ہوا کہ یہاں شرط بمعنی حقیقی نہیں بلکہ یہ مقصود کہ ان شرائط کا اجتماع ہو تو وہ دعا بروجہ کمال ہے اور اس میں توقع اجابت کو نہایت قوت خصوصاً جب کہ محسنات کو بھی جامع ہو اور اگر شرائط سے خالی ہو تو فی نفسہ وہ رجائے قبول نہیں بحض کرم و رحمت یا توافق ساعت اجابت قبول ہو جانا ۔ دوسری بات ہے یہ فائدہ ضرور ملحوظ رکھئے اب شمار آداب کی طرف چلئے آداب کہ آیات واحادیث صحیحہ معتبرہ ارشادات علمائے کرام سے ثابت جن کی رعایت ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور باعث اجابت ہو وہ ساٹھ ہیں ۔

(۱) دل کو حتی الامکان خیالاتِ غیر سے پاک کرے اللہ عزوجل کا خاص محل نظر دل ہے ''ان اللہ لاینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم'' لباس ومکان پاک وصاف وطاہر ہوں اللہ تعالیٰ نظافت کو دوست رکھتا ہے۔ دعا سے پہلے کوئی عمل صالح کرے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو اور صدقہ خصوصاً پوشیدہ اس امر میں اثر تمام رکھتا ہے

فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ا۔ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۳)

تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو۔

جواب اگر منسوخ ہے تو استحباب ہنوز باقی ہے جن کے حقوق اس کے ذمے ہوں ادا کرے یا ان سے معاف کرالے خلق کے مطالبے گردن پر لے کر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے اور حالت یہ ہو کہ چاروں طرف سے لوگ اسے چمٹے دادفریاد کا شور کر رہے ہیں اسے گالی دی جائے اسے مارا اس کا مال لے لیا اسے لوٹا غور کرے اُس کا یہ حال قابل عطاء ہے یا لائق سزا۔ (وحسبنا اللہ ذوالجلال)

کھانے پینے لباس وکسب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام خور و حرام کار کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔ دعا سے پہلے گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے کہ نافرمانی پر قائم رہ کر عطا مانگنا بے حیائی ہے۔ وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت نماز خلوصِ قلب سے پڑھے کہ جالب رحمت ہے اور رحمت موجب نعت۔ دعا کے وقت باوضو قبلہ رو مودب دوزانو بیٹھے یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو یا بانیت شکر توفیق دعا والتجا الی اللہ کرے کہ یہ صورت سب سے زیادہ قرب رب کی ہے

قالہ رسول اللہ ﷺ وقید نا بنیۃ الشکر لان السجود بلا سبب حرام الشافعیۃ ولیس بشئی عندنا انما ھو مباح لا لک ولا علیک علیہ

اعضاء کو خاشع اور دل کو حاضر کرے اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا نہیں سنتا۔ عزیز حیف ہے کہ زبان سے اسی کی قدرت وکرم کا اقرار کیجئے اور دل اور ان کی عظمت اور بڑائی سے بھرا ہو۔ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی ہماری دعا قبول نہیں ہوتی جواب آیا میں ان کی دعا کس طرح قبول کروں کہ وہ زبان سے دعا کرتے ہیں اور دل سے اپنی اور تمام

خلق کی ہستی خدا کی ہستی میں گم نہ کرے۔ رحمت خاصہ کہ ازل سے مخلصوں کے لئے مخصوص ہے تیری طرف کب متوجہ ہو جو شخص جبار بادشاہ کے حضور اپنی عظمت کا دعویٰ کرے یا بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو اور وہ کسی چوکیدار یا اہلکار کی طرف نظر رکھے سزاوار زجر ہے نہ مستحق انعام۔

حکایت

ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نماز پڑھاتے تھے جب اس آیت پر پہنچے

اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَاِیَّا کَ نَسْتَعِیْنُ ۝ (پارہ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۴)

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

روتے روتے بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے لوگوں نے حال پوچھا فرمایا اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہوا ے کاذب خموش کیا ہماری ہی سرکار تجھے جھوٹ بولنے کو رہ گئی رات دن رزق کی تلاش میں کو بکو پھرتا ہے اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجا کرتا ہے اور ہم سے کہتا ہے میں تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں تو میں اسباب کا کیا جواب دوں۔

فائدہ

اے عزیزو ہاں دل پر نظر ہے نہ زبان پر

ماز بان رانگریم و قال را ماروان را بنگریم و حال را

چاہیے کہ دل و زبان کو موافق اور ظاہر و باطن کو مطابق اور جمیع ماسوائے اللہ سے رشتہ امید قطع کرے نہ نفس سے کام نہ خلق سے غرض تا شاہد مقصود جلوہ گر ہو اور گوہر مقصد ہاتھ آئے قال الرضا بغیر حب بالذات نظر بغیر ہے بلکہ حقیقتاً معنی بالذات مقصود مراد ہوں تو قطعاً شرک و کفر محبوبانِ خدا ہے توسل نظر بخدا ہی نہ نظر والہذا خود قرآن عظیم نے اس کا حکم دیا جس کا ذکر ادب میں آتا ہے اس کی نظیر تواضع ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے فتاویٰ ہندیہ و ملتقط وغیرہا میں ہے "التواضع لغیر اللہ حرام" حالانکہ معظمانِ دین کے لئے تواضع قطعاً مامور بہ ہے خود ہی علماء اس کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے

تواضعوا لمن تعلمون منہ و تواضوا لمن تعلمونہ ولا تکونوا جبارۃ العلماء

اپنے استاد کے لئے تواضع کرو اور اپنے شاگردوں کے لئے تواضع کرو اور سرکش عالم نہ بنو خلاصہ یہ کہ جتنا عجز و نیاز بارگاہ

الٰہی میں پیش ہوگا اتنا ہی اس کا فضل وکرم ہوگا۔

شرح ۱۹۹

اس بیت میں بھی اشارہ فرمایا ہے کہ چند اشخاص ایسے ہیں جن کی دعا مستجاب ہوتی ہے وہ کل انیس قسم ہیں ان میں پہلا عاجز وذلیل ہے چنانچہ احسن الدعاء سے چند ایک عرض کرتا ہوں

مضطر اس کی طرف تو خود قرآن عظیم میں ارشاد موجود

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ۔(پارہ ۲۰، سورۃ النمل، آیت ۶۲)

یا وہ لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے۔

مظلوم اگر چہ فاجر ہو اگر چہ کافر ہو۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لانصرنک ولو بعد حین

مجھے اپنی عزت کی قسم بے شک میں ضرور تیری مدد کروں گا اگر چہ کچھ دیر کے بعد

بادشاہ عادل، مردِ صالح، ماں باپ کا فرمانبردار، مسافر۔(رواہ ابن ماجہ)

متعدد احادیث میں ارشاد ہوا کہ اس کی دعا ضرور مستجاب ہے جس میں کچھ شک نہیں۔(رواہ احمد والبخاری فی الادب المفرد وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ)

حدیث ابو ہریرہ ان الفاظ سے ہے تین شخص ہیں کہ اللہ عزوجل پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے روزہ دار تا افطار، مظلوم تا انتقام اور مسافر تا رجوع۔

روزہ دار خصوصاً وقت افطار۔

مسلمان کو مسلمان کے لئے اس کی غیبت میں دعا مانگنی چاہیے حدیث میں ہے یہ دعا نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں "امین ولک بمثل ذلک" اس کے حق میں تیری دعا قبول ہوا اور تجھے بھی اسی طرح کی نعمت حاصل ہوگی۔

شرح ۲۰۰

اللہ تعالیٰ پر ہی توکل اور بھروسہ دارین کی کامیابی ہے عقیدہ کی مضبوطی کے ساتھ اس کا آسان وظیفہ یہی ہے جو امام اہل سنت قدس سرہ نے دوسرے مصرعہ میں لکھا

حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

یہ وظیفہ بکثرت پڑھا جائے تو دنیا و آخرت کے جملہ امور آسانی سے سرانجام ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

۲۰۱، ۲۰۲ شرح

اگرچہ دورِ حاضرہ میں مثنوی مولانا رومی قدس سرہ کے پڑھنے والے بھی کالعنقاء ہوتے جارہے ہیں لیکن پھر بھی الحمدللہ اس کی روحانی خوشبو عالم اسلام کے سالکین کے دماغوں میں ویسے ہی مہک رہی ہے جیسے دورِ سابق میں اس کی خوشبو مہکتی تھی۔ اس طرح مثنوی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو سمجھئے کہ اس کی خوشبو اب عالم اسلام میں پھیلنا شروع ہورہی ہے کہ عرفاء وعلماء وخطباء اسے اپنی مجلسوں میں پڑھنے لگ گئے ہیں اور اس کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔

اس کا شرف سب سے پہلے اس فقیر اُویسی غفرلہ کو نصیب ہورہا ہے کہ اس کی شرح ضخیم کتاب پر مشتمل اہل سنت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

۲۰۳ شرح

مثنوی امام احمد رضا محدث بریلوی انہی اشعار پر ختم ہوئی فقیر اس کی شرح سے بروزِ ہفتہ ۴ بجے شام کو فارغ ہوا۔

الحمدللہ علیٰ ذالک

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ھذا آخر مارقمہ قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد الاویسی الرضوی غفرلہ ربہ القوی

بحرمۃ النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وعلماء ملتہٖ واولیاءِ امتہٖ اجمعین آمین

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء

بہاولپور۔ پاکستان

☆☆☆☆☆☆